بیت الغلایینی بدمشق

دمشق کے
غلایینی علماء



تالیف عبدالحق انصاری



بیت الغلایینی بدمشق

دمشق کے غلایینی علماء

تالیف

عبدالحق انصاری



ناشر

بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر: ۷

نام کتاب: دمشق کے غلایینی علماء

تالیف: عبدالحق انصاری

کمپیوٹر کوڈ: AWAL/GLAYEINI.INP

کمپوزنگ: نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف (اوکاڑا)

صفحات: ۱۲۰

طبع اوّل: ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

ناشر: بہاء الدین زکریا لائبریری، چھونبی (CHHUNBI)
تحصیل چوآسیدن شاہ، ضلع چکوال، پوسٹ کوڈ ۴۸۳۲۱
اسلامی جمہوریہ پاکستان

سرورق: جامع مسجد اموی، دمشق، شام

ہدیہ

بہاء الدین زکریا لائبریری

ضلع چکوال

کے بانی و منتظم اعلیٰ

حضرت پیر انور حسین شاہ حفظہ اللہ

کی نذر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

فہرست عنوانات



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطہ شام اور اس کے باشندوں کے فضائل و برکات نیز خوبیوں کا ذکر قرآن مجید و احادیث میں ملتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر ﴿الأَرْضَ الْمُقَدَّسَة﴾[۱] اور دوسری جگہ ﴿بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ﴾[۲] کے الفاظ آئے، جہاں مفسرین نے مقدس وبابرکت زمین سے مراد خطہ شام لیا ہے۔ اس علاقہ کے فضائل پر عربی میں متعدد مستقل کتب لکھی گئیں[۳] اردن، سوریہ، فلسطین، لبنان اس خطہ میں واقع ہیں۔ جب کہ آج کی اردو دنیا میں ''شام'' کا لفظ فقط ایک عرب ملک کے لیے مستعمل ہے، جسے خود عرب ''سوریہ'' کہتے ہیں، جس کی آبادی سرکاری اعداد وشمار کے مطابق ۱۹۹۸ء کے اختتام پر ایک کروڑ پچھتر لاکھ، جب کہ دارالحکومت دمشق پندرہ لاکھ نفوس پر مشتمل تھا[۴] دمشق شہر، صحابہ کرام نیز اولیا و علماء عظام کا مسکن و مدفن،

اسلامی تہذیب وثقافت کی تصویر اور علمی وروحانی مرکز کے طور پر اوائل سے مشہور ومعروف ہے۔
اس شہر میں چودھویں صدی ہجری کو جو خاندان علم وفضل میں نمایاں ہوئے ان میں ''غلایینی'' گھرانہ بھی قابل ذکر ہے۔ آئندہ سطور میں اس کے اہم علماء ومشائخ شیخ ابراہیم غلایینی، شیخ محمد بدرالدین غلایینی، شیخ احمد غلایینی، شیخ محمود سعدالدین غلایینی، شیخ عبداللہ غلایینی رحمہم اللہ کا تعارف، نیز اسلامیان پاک وہند سے ان کے روابط وتعلق کا ذکر قارئین کی نذر ہے۔

وطن ونسب

اس خاندان کے جداعلیٰ شیخ ابراہیم، شام کے سب سے بڑے وتاریخی شہر حلب سے ہجرت کرکے دمشق آئے۔ جب کہ سلسلہ نسب[۵] عارف باللہ وصوفیہ کے سلسلہ قادریہ کے سرتاج شیخ سید عبدالقادر بن موسیٰ جیلانی بغدادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء) سے جاملتا ہے[۶] لیکن اجداد کے پیشہ کی مناسبت سے یہ گھرانہ الغلایینی کے نام سے مشہور ہوا۔

شیخ ابراہیم بن محمد خیر غلایینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۰۰ھ---۱۳۷۷ھ/۱۸۸۲ء---۱۹۵۸ء

ولادت

شیخ ابراہیم بن محمد خیر بن ابراہیم غلایینی ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء کو دمشق کے محلہ سمانہ کی مسجد سمرقندی کے جوار میں واقع گھر میں پیدا ہوئے۔

تعلیم کا آغاز

آپ کے والد شیخ محمد خیر کی شہر میں کپڑے کی دکان تھی، انہی سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دکان میں معاون ہوئے اور والد گرامی کی عدم موجودگی میں تجارتی معاملات آگے بڑھانے لگے۔ لیکن خود شیخ ابراہیم کو کاروبار سے دلچسپی نہیں ہوئی، لہٰذا کچھ ہی عرصہ بعد ترک کرکے حصول علم کی غرض سے شیخ محمد عید سفر جلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ میں داخلہ لیا، پھر دمشق کے اکابر علماء ومشائخ سے تعلیم وتربیت پائی۔

اساتذہ

شیخ ابراہیم غلایینی نے دمشق اور پھر حج وعمرہ وزیارت کے موقع پر حجاز مقدس کے

جن علماء ومشائخ سے اخذ کیا، ان کے اسماء گرامی اور پھر مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

شیخ سلیم مسوتی، شیخ عبدالرحمٰن برہانی، شیخ عبدالقادر اسکندری، شیخ محمد بدرالدین حسنی، شیخ محمد ابوالخیر میدانی، محمد عطاء اللہ کسم، شیخ محمد عید سفر جلانی، شیخ محمود عطار، شیخ احمد شریف سنوسی، شیخ عبدالقادر شلبی، شیخ عمر حمدان، شیخ عیدروس البار، شیخ محمد علی مالکی رحمہم اللہ۔

شیخ سلیم بن خلیل مسوتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۴۸ھ---۱۳۲۴ھ/۱۸۳۲ء---۱۹۰۶ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، قبرستان وحداح میں قبر واقع ہے۔

فقیہ حنفی، عابد وزاہد، متوکل، صوفیہ کے سلسلہ خلوتیہ میں مجاز، صاحب کرامات، نیز نقشبندی سلسلہ میں خلافت پائی اور کہا گیا کہ اپنے دور کے قطب شام تھے۔ مسجد توبہ میں ۶۵ برس تک امام ومدرس رہے، جہاں صحیح بخاری وفقہ حنفی وغیرہ کتب کا درس دیا کرتے۔ سماجی خدمات اور بھلائی کے کاموں میں فعال رہے۔ حاکم شام نے وظیفہ مقرر کرنا چاہا جسے سختی سے مسترد کر دیا۔ حجاز مقدس کے متعدد سفر کیے اور شام کے بکثرت علماء ومشائخ سے نقلی وعقلی علوم اخذ کیے۔ بعد ازاں فلسطین کے علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابرین نے آپ سے اخذ کیا۔ چار شادیاں کیں اور بکثرت اولاد ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ چودھویں صدی ہجری کے وسط میں شیخ بدرالدین حسنی کے بعد دمشق میں اس نوع کا دوسرا بڑا اجتماع تھا۔[۷]

شیخ عبدالرحمن بن محمد سعید برہانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۷۷ھ---۱۳۵۱ھ/۱۸۶۰ء---۱۹۳۲ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی اور شیخ سلیم مسوتی کے پہلو میں قبر واقع ہے۔

فقیہ حنفی، زاہد وعابد، مسجد توبہ کے امام وخطیب، ربع قرآن مجید نیز دلائل الخیرات حفظ تھیں۔ نقشبندی مجددی سلسلہ میں اپنے والد گرامی سے مجاز، دس کے قریب حج کیے، دمشق کی بعض مساجد کی تعمیر جدید ومرمت کرائی۔[۸]

آپ کے پوتا پروفیسر شیخ محمد ہشام بن محمد سعید بن عبدالرحمٰن برہانی (پیدائش ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) شہر کے اہم عالم وشاذلی سلسلہ کے مرشد اور صاحب تصانیف نیز فقہ اکیڈمی جدہ کے رکن ہیں[۹] پاکستان کے بعض طلباء نے شیخ ہشام برہانی سے استفادہ کیا، نیز برکاتی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام حفظ قرآن مجید کی تقسیم اسناد بارے منعقدہ عظیم الشان تقریب میں شرکت کے لیے اپریل ۲۰۰۸ء کو کراچی تشریف لائے۔ اس موقع پر آٹھ اپریل کی شام، اردو ٹیلی ویژن چینل Q-Tv پر آئے اور خصوصی پروگرام میں "میلاد النبی ﷺ" کی محافل بارے ناظرین کے سوالات کے جوابات براہ راست مترجم کی مدد سے دیے۔

شیخ سید عبد القادر بن محمد سلیم گیلانی اسکندرانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۲ھ---۱۳۶۲ھ/۱۸۷۵ء---۱۹۴۳ء

مصر کے شہر اسکندریہ میں پیدا ہوئے، پھر دمشق ہجرت کی، وہیں پر وفات پائی۔

فقیہ، ادیب وصحافی، مصنف، صوفیہ کے سلسلہ دسوقیہ سے وابستہ، دمشق کی تاریخی ومرکزی مسجد بنوامیہ کے مدرس نیز ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء کو اکابر علماء شام نے ایک تنظیم "جمعیۃ العلماء" قائم کی تو اس کی مجلس ادارت کے رکن منتخب ہوئے۔ شاگردوں میں اکابر علماء دمشق ہوئے۔

تصنیفات کے نام یہ ہیں:

ایقاظ الوسنان فی الرد علی البر و تستانت المنکری اعجاز القرآن، الترصیع فی علم المعانی و البیان و البدیع، الجواهر المختارة فی المجاز و الاستعارة، الجواهر المعروض فی علم العروض، الحجة المرضية فی اثبات الواسطة التی نفتها الوهابية، صفوة الخطاب فی الرد علی اعداء الحجاب، المباحث الكلامية فی اصول العقائد الاسلامية، معراج الوصول فی مبادی علم الاصول، مورد الصفا فی شمائل المصطفی ﷺ، النفحة الزكية فی الرد علی الوهابية۔

علاوہ ازیں ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء کو دمشق سے عربی ماہ نامہ "الحقائق" جاری کیا، جو

اہل سنت و جماعت کا بے باک ترجمان تھا۔ مدینہ منورہ میں مقیم خطہ ہند کے علماء مولانا سید احمد علی قادری رام پوری رحمۃ اللہ علیہ و مولانا محمد کریم اللہ پنجابی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے رابطہ میں تھا، جن کی سعی سے اس رسالہ میں دیوبندی افکار کے تعاقب میں مضامین شائع ہوتے رہے۔

بہاءالدین زکریا لائبریری ضلع چکوال میں الحقائق کے دوشمارے موجود، جن میں اس نوع کے مضامین درج ہیں[۱۰]

شیخ سید محمد بدر الدین بن یوسف حسنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۶۷ھ---۱۳۵۴ھ/۱۸۵۰ء---۱۹۳۵ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی اور قبرستان باب الصغیر کے کونہ میں قبر بنی، جس پر مزار اور عظیم الشان مسجد تعمیر کی گئی جو شہر کی اہم و مشہور مساجد میں سے ہے۔ ''مشیدات دمشق'' میں مسجد و مزار کی تصویر اور آپ کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔

محدث اعظم شام، استاذ العلماء، مصنف، صوم داؤدی کے پابند، قرآن مجید کے علاوہ صحیحین کے مع اسانید حافظ، متعدد کتب کے متون اور بیس ہزار کے قریب اشعار حفظ تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ آپ صاحب دلائل الخیرات شیخ محمد بن سلیمان جزدلی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۷۰ھ/۱۴۶۵ء) کی نسل میں سے ہیں[۱۱] لیکن یہ صحیح نہیں۔

آپ کے والد گرامی شیخ سید یوسف بن عبدالرحمٰن حسنی مغربی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء) مالکی عالم جلیل، جامعہ ازہر قاہرہ کے فارغ التحصیل، قادری سلسلہ کے مرشد، مسند، شاعر اور جشن میلاد النبی ﷺ وغیرہ موضوعات پر کتب کے مصنف تھے۔[۱۲]

محدث اعظم شام، صوفیہ کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ خالدیہ سے خاص لگاؤ رکھتے تھے، جب کہ ان کے چھوٹے بھائی و شاگرد شیخ سید احمد بہاء الدین بن یوسف حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مذکورہ سلسلہ میں عارف باللہ شیخ عیسیٰ بن طلحہ کردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔[۱۳]

شیخ بدر الدین حسنی چند برس خلوت گزیں رہے، پندرہ برس کی عمر میں تدریس کا

سلسلہ شروع کیا، جسے وفات تک جاری رکھا۔ اس باعث شیخ العلماء و محدث شام کہلائے۔ شہر کی مساجد اور مسجد اموی کے پہلو میں واقع مدرسہ دارالاشرفیہ میں کتب حدیث و تصوف وغیرہ کا درس دیا کرتے۔ پچیس برس کی عمر میں قاہرہ کا سفر کیا، جہاں اکابر علماء سے اخذ کیا اور ۱۲۹۰ھ کو حمص شہر گئے۔ ورع کا یہ عالم تھا کہ فتوی جاری کرنے سے گریز کرتے اور سائل کو معتبر کتاب کی طرف رجوع کرنے کی رائے دیتے یا جواب کی ذمہ داری کسی شاگرد کو سونپ دیتے۔

تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ جہاں بھی تشریف لے جاتے، حاضرین کو احترام میں کھڑا ہونے کو سختی سے منع کرتے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو نالاں ہوتے۔ اس کے برعکس اگر خاندان سادات کے کوئی فرد یا کوئی عالم و فاضل شخصیت آپ کی مجلس میں آتے تو خود ان کے احترام میں کھڑے ہونے کا اہتمام کرتے۔ یوں ہی دوسروں سے خدمت کرانا پسند نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر و درود شریف، تدریس کے دوران بھی جاری رکھتے۔ حکام سے دور رہتے، عثمانی خلفاء نے دارالخلافہ استنبول آنے کی دعوت دی تو معذرت کر دی۔ اگر کسی مصیبت زدہ و مظلوم کی مدد مقصود ہوتی تو اپنا خط کسی شاگرد کے ہاتھ حکام کو روانہ کرتے۔ فرانسیسی استعمار کے خلاف جہاد کی اہل شام کو ترغیب دی۔ دوبار حج و زیارت کے لیے حاضر ہوئے، پہلا سفر حجاز ۱۳۱۸ھ میں کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران عظیم اسلامی سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے آثار نمایاں ہوئے تو اہل شام نے آپ کو خلیفۃ المسلمین بنانے و بیعت پر اصرار کیا، جسے قبول نہیں فرمایا۔

محدث شام کی پچاس کے قریب تصنیفات تھیں، جن میں سے اکثر آگ کے باعث ضائع ہو گئیں۔ اوّلین تصنیف مصطلحات حدیث جیسے اہم موضوع پر ۱۲۸۵ھ میں مکمل کی، جب کہ عمر محض اٹھارہ برس تھی۔ یہ شیخ احمد بن سلیم حمامی کی تحقیق کے ساتھ ''الدرر البهية فی شرح المنظومة البيقونية فی مصطلح الحديث'' نام سے ۲۰۰۸ء کو ۲۸۴ صفحات پر شائع ہوئی۔ اسی موضوع پر دوسری کتاب ''شرح قصيدة غرامی صحيح أو شرح القصيدة الغرامية فی المصطلحات الحديثية'' قاہرہ سے ۱۲۸۶ھ میں چھپی، جب عمر محض انیس برس تھی۔

اگلے برس یعنی بیس برس کی عمر میں امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے انیس اشعار پر مشتمل منظومۃ قطف الثمر کی شرح مکمل کی جو شیخ عبداللہ بدران و شیخ عبدالرحیم برمو کی تحقیق کے ساتھ "فیض الوهاب فی موافقات سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ" نام سے ۲۰۰۲ء کو ۱۰۴ صفحات پر چھپی۔ نیز سند صحیح بخاری مطبوع ہے۔

ہندوستان میں دیوبندی افکار کی ترجمان کتاب براہین قاطعہ شائع ہوئی تو اس کی تشدد و عناد پر مبنی عبارات کی بنا پر اسلامیانِ ہند کے درمیان جدل و مناظرہ کی کیفیت برپا ہوئی، جس کی حدت دمشق تک پہنچی اور محدث شام شیخ بدر الدین حسنی کے حکم پر ان کے شاگرد اکابر علماء نے براہین قاطعہ کا رد لکھا۔ علاوہ ازیں فاضل بریلوی کی الدولۃ المکیۃ پر متعدد نے تقاریظ لکھیں۔ آپ سے عرب و عجم کے اکابرین نے اخذ کیا، جن میں مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیالکوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ محمد اعظم حسین صدیقی خیرآبادی مہاجر مدنی نیز ان کے فرزند مولانا شاہ محمد علی حسین صدیقی کے علاوہ دہلی کے شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔[۱۴]

محدث شام کی شادی ۱۲۹۵ھ کو دمشق کے علم و فضل میں ممتاز حسینی سادات گھرانہ کے عارف باللہ و شافعی عالم و قطب ربانی شیخ سید محی الدین بن محمد عانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء) کی دختر سے ہوئی[۱۵] جن سے دو بیٹے اور چھ بیٹیاں تولد ہوئیں۔ بڑے بیٹے شیخ سید ابراہیم عصام الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء) عالم جلیل ہوئے اور والد گرامی کی زندگی میں اٹھائیس برس کی عمر میں وفات پائی۔[۱۶]

دوسرے بیٹے شیخ سید محمد تاج الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) بھی جلیل القدر عالم تھے اور ملک شام کے وزیر اعظم، پھر صدر رہے۔ مدینہ منورہ میں مقیم خطۂ ہند کے علماء مولانا سید احمد علی قادری رام پوری، مولانا محمد کریم اللہ پنجابی، مولانا شاہ محمد اعظم حسین صدیقی وان کے بیٹے مولانا محمد علی حسین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ تاج الدین حسنی سے ملاقات و روابط تھے۔

مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی الدولۃ المکیۃ پر شیخ تاج الدین حسنی نے تقریظ لکھی، جس کا عربی متن کتاب "امام احمد رضا اور عالم اسلام" اور "سیدی ضیاء الدین احمد القادری" نیز "معارف رضا" میں شائع ہوا۔[۱۷]

محدث اعظم شام کے پوتا شیخ سید محمد فخر الدین بن ابراہیم عصام الدین بن محمد بدر الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) بھی ملک کے اہم عالم و دارالافتاء شام کے مدیر رہے، انھوں نے مدینہ منورہ میں مولانا ضیاء الدین احمد سیالکوٹی قادری سے اجازت و خلافت پائی[۱۸]
ان دنوں محدث شام کے پڑپوتا شیخ بدر الدین بن محمد فخر الدین حسنی حفظہ اللہ اس خاندان کی علامت ہیں۔

دمشق کے عارف کامل و مرشد السالکین شیخ محمد رفیق بن محمد عبد الفتاح سباعی (وفات ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء) محدث شام کے شاگرد تھے، انھوں نے آپ کا استعمال شدہ جبہ نصف صدی سے زائد عرصہ اس غرض سے محفوظ رکھا کہ انہیں اسی کا کفن دیا جائے، اس پر عمل کیا گیا۔[۱۹]

شیخ محمد ابو الخیر بن محمد میدانی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر شیخ محمد ادیب صالح نے مضمون "مع العلامۃ الربانی الشیخ ابراهیم الغلایینی رحمہ اللہ" میں لکھا ہے کہ شیخ ابوالخیر میدانی و شیخ ابراہیم غلایینی باہم گہرے دوست نیز ہم سبق تھے۔ دونوں نے مفتی شیخ عطاء اللہ کسم رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ حنفی کی حاشیہ ابن عابدین اکٹھے پڑھی۔ قبل ازیں شیخ ابراہیم غلایینی نے شیخ ابوالخیر میدانی سے علم نحو ایک ماہ تک پڑھا اور ہمیشہ اپنے استاذ کے طور پر احترام کیا کرتے۔ شیخ ابوالخیر میدانی کا تعارف آگے آرہا ہے۔

شیخ محمد عطاء اللہ بن ابراہیم کسم رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۶۰ھ---۱۳۵۷ھ/۱۸۴۴ء---۱۹۳۸ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب صغیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔

فقیہ حنفی، امام وخطیب ومدرس، علوم کا دائرۃ المعارف، حافظ کتاب اللہ، معمر، حکومت شام کی طرف سے ملک کے ''مفتی اعظم'' تعینات رہے۔ حکام ومشائخ کے اصرار پر ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء میں یہ منصب قبول کیا پھر وفات تک خدمات انجام دیں اور کلمہ حق کہنے میں کسی خوف وطمع کو پاس نہیں آنے دیا۔ تین بار مناسک حج ادا کرنے کی سعادت پائی، اس موقع پر شیخ الحرم کی خصوصی اجازت سے متعدد راتیں مسجد نبوی میں گزاریں، جس دوران تلاوت قرآن مجید ودرود شریف میں مشغول رہے۔ اولیا اللہ کی زیارت کے لیے لاتعداد سفر کیے۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر منگل کو دمشق کے مشہور ولی اللہ وصاحب رسالۃ التوحید شیخ ارسلان بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۹۹ھ/۱۳۰۰ء) کے مزار پر حاضر ہوا کرتے[۲۰] شہر کی متعدد مساجد اور گھر پر اہم کتب کے دروس منعقد کرتے، جن میں حدیث، تفسیر، اصول فقہ، فقہ حنفی، تصوف وغیرہ علوم کی کتب شامل ہیں۔ آپ کے شاگرد ملک کے اکابر علماء ومشائخ میں شمار ہوئے۔ غیر مطبوعہ تصنیف رسالۃ فی مصطلح الحدیث اور مطبوعہ کے نام الاقوال المرضیۃ فی الرد علی الوھابیۃ، الدرر المنثورۃ فی الاوراد المأثورۃ، فضل الخطاب فی المرأۃ وجوب الحجاب ہیں۔ نیز جاری کردہ فتاویٰ کا مجموعہ شیخ محمد عدنان درویش کی تحقیق وحواشی سے زیر طبع ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب الدولۃ المکیۃ پر تقریظ لکھی، جس کا عربی متن ''امام احمد رضا اور عالم اسلام'' اور ''سیدی ضیاء الدین احمد القادری'' نیز ''معارف رضا'' میں شائع ہوا۔[۲۱]

ان کے بیٹے شیخ حسنی بن محمد عطاء اللہ کسم رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء) بھی حنفی عالم نیز مصنف تھے[۲۲] جب کہ چچازاد بھائی کے بیٹے شیخ منیر بن عبدالعزیز کسم (وفات ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء) حنفی عالم نیز نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ کے مرشد تھے[۲۳] مفتی اعظم شیخ محمد عطاء اللہ کسم کے نواسہ شیخ عبد الرزاق بن حسن حلبی نقشبندی مجددی ﷫ (پیدائش ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء) شیخ الشام فی المذھب الحنفی بلکہ ۲۰۱۱ء کی پوری عرب دنیا میں ان کے درجہ کا

دوسرا فقیہ حنفی موجود نہیں۔[۲۴]

شیخ محمد عید بن محمد انیس سفرجلانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۵۴ھ---۱۳۵۰ھ/۱۸۳۸ء---۱۹۳۱ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، قبرستان دحداح میں قبر واقع ہے۔

شافعی عالم، مربی الطالبین ومرشد السالکین، صوفیہ کے سلسلہ رشیدیہ سے وابستہ، معمر، ماہر خطاط، دمشق میں جدید طرز کے اوّلین ابتدائی مدرسہ کے بانی، ہر جمعرات کو مدرسہ میں چھٹی ہونے پر تمام طلباء جمع کر کے ان سے تعلیمی ودیگر معاملات میں درپیش مشکلات ومسائل خود دریافت کرتے پھر ان کے حل تلاش کرنے کی ہر ممکن سعی کرتے۔ طلباء میں دینی حمیت بیدار کرنے پر خاص توجہ دیتے۔ ہر شام گھر پر فقہ شافعی کا درس جب کہ اتوار کی شام حلقہ ذکر منعقد کرتے۔ قرآن مجید کی کتابت شروع کی اور سورۃ طٰہٰ پر پہنچے تو وفات پائی، بعد ازاں آپ کے خطاط شاگرد شیخ محمد موسیٰ اشلبی نے مکمل کیا۔[۲۵]

آپ کے پوتا محمد صلاح الدین بن عبدالرحمٰن (وفات ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء) بن محمد بن عید سفرجلانی نے خاندان کے علماء ومشائخ کے حالات پر مستقل کتاب ''اعلام من آل السفر جلانی، منذ القرآن الحادی عشر و حتی القرن الخامس عشر الھجری'' لکھی، جو ۹۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

شیخ محمود بن محمد رشید عطار رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۸۴ھ---۱۳۶۲ھ/۱۸۶۷ء---۱۹۴۴ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، قبرستان باب صغیر میں قبر واقع ہے۔

فقیہ حنفی، اصولی، مدرس، حافظ، محدث اعظم شام کے شاگرد خاص، جن کی صحبت میں چالیس برس بسر کیے۔ مدرسہ دار الحدیث اشرفیہ کے استاذ، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ وہندوستان کے بعض علماء سے سند روایت پائی نیز ۱۳۴۴ھ میں قاہرہ کا سفر کر کے اکابر علماء سے اجازت پائی۔

دمشق کی مرکزی مسجد بنوامیہ میں بھی مدرس رہے، جہاں ظہر کے بعد ایک گھنٹہ سے زائد منبر کے قریب بیٹھتے اور سائلین کے سوالات کے جواب عطا کرتے۔ ہر جمعرات کو معمول تھا کہ صبح نو بجے خصوصی مجلس منعقد کرتے، جس میں تلاوت پھر صحیحین میں سے کسی حدیث کے متن وسند کی شرح واس بارے سوالات کے جواب اور آخر میں اجتماعی صورت میں سورۃ یٰسٓ کی تلاوت کا اہتمام کیا جاتا۔ استاذ گرامی محدث شام کے حالات قلم بند کیے، جو شیخ محمد بن عبداللہ الرشید حفظہ اللہ کی مرتب کردہ کتاب میں شامل ہیں[۲۶] دوسرے استاذ شیخ عبدالحکیم بن محمد نور افغانی قندھاری مہاجر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے فقہ حنفی کی مشہور ومتداول کتاب کنز الدقائق کی عربی شرح ''کشف الحقائق''، لکھی تھی، شیخ محمود عطار نے اس کی طباعت کا اہتمام کیا۔[۲۷]

شیخ عطار ہندوستان آئے اور بمبئی میں ایک عرب تاجر کے قائم کردہ مدرسہ فلاح میں مدرس رہے۔ قبل ازیں محافل میلاد بارے یہاں کے دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی کی ایک تحریر کے رد میں محدث شام کے حکم پر طویل مضمون ''استحباب القیام عند ذکر ولادته علیه الصلاة و السلام'' لکھا، جو پہلی بار ''الحقائق'' میں چھپا[۲۸] بعد ازاں عرب دنیا، استنبول ولاہور سے کتابی صورت میں طبع ہوا اور ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری حفظہ اللہ (پیدائش ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء) نے اردو ترجمہ کیا جو ''ذکر ولادت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کھڑے ہونا مستحب ہے'' نام سے متن سمیت لاہور سے چھپا۔ مزید برآں شیخ محمود عطار نے فاضل بریلوی کی ''الدولة المکیة'' پر تقریظ لکھی، جس کا عربی متن ''امام احمد رضا اور عالم اسلام'' نیز ''معارف رضا'' میں چھپا۔[۲۹]

شیخ سید احمد شریف بن محمد سنوسی خطابی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۰ھ---۱۳۵۱ھ/۱۸۷۳---۱۹۳۳ء

لیبیا کے مقام جغبوب میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ قبرستان

بقیع الغرقد میں قبر واقع ہے۔ صفی الدین ابوالفضائل، مالکی عالم، مجاہد کبیر، محدث، مصنف، صاحب کرامات، صوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ سنوسیہ کے مرشد کبیر، سنوسی سلسلہ وتحریک آزادی آپ کے دادا شیخ سید محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء) سے منسوب ہے۔ سنوسی تحریک نے الجزائر، لیبیا، چاڈ، مصر وسوڈان نیز حجاز مقدس میں جہادی وتبلیغی وعلمی شعبوں میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اٹلی نے لیبیا پر قبضہ کر کے ظلم وستم کا بازار گرم کیا تو سنوسی اکابرین نے جہاد کا علم بلند کیا اور اس خطہ کو استعماری قوتوں سے آزاد کر کے دم لیا[۳۰] شیخ احمد شریف سنوسی تحریک کے زعماء میں سر فہرست تھے۔ مکہ مکرمہ میں جبل ابوقبیس پر آپ کے دادا نے سنوسی خانقاہ ورفاہی ادارہ قائم کیا، جس کا اب وجود نہیں۔ ادھر مدینہ منورہ میں اس نوع کا ادارہ سنوسی ٹرسٹ کے نام سے آج تک فعال ہے۔ شیخ احمد شریف سنوسی دارالخلافہ استنبول تشریف لے گئے تو عثمانی خلیفہ نے بھرپور پذیرائی واستقبال کیا اور اعزازی وزیر کا منصب پیش کیا۔ تصنیفات کے نام یہ ہیں:

الانوار القدسیة فی مقدمة الطریقة السنوسیة مطبوعہ استنبول وغیرہ، الدرة الفریدة فی بیان مبنی الطریقة السنوسیة المحمدیة، مطبوعہ بمبئی، ۷۲ صفحات، الدر الغرید الوهاج بالرحلة المنیرة من جغبوب الی التاج، الدر النضید من کلام ساداتنا المفید، رسالة فی فضل الجهاد و الحث علیه، الشموس الاشراقیة، الفیوضات الربانیة فی اجازة الطریقة السنوسیة الاحمدیة الادریسیة، مطبوعہ استنبول، فیوض المواهب الرحمانیة دو ضخیم جلدوں میں غیر مطبوع، الکواکب الزاهر، نیز عرب وعجم کے اکابر علماء مشایخ نے آپ سے اخذ کیا۔

سنوسی گھرانہ اور پاک وہند کے اہل سنت وجماعت کے درمیان روابط وتعلقات استوار چلے آرہے ہیں، جن کی تفصیل ان شاء اللہ کسی مستقل مضمون میں اردو قارئین کی نذر کی جائے گی۔ یہاں مختصراً عرض ہے کہ شیخ احمد شریف سنوسی سے مولانا شاہ عبدالعلیم

صدیقی میرٹھی، مولانا محمد علی حسین صدیقی خیر آبادی، مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیالکوٹی، مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی ازہری اور ان کے بھائی مولانا شاہ ابوالسعد سالم فاروقی ازہری رحمۃ اللہ علیہم نے اجازت وخلافت پائی۔ علاوہ ازیں مجاہد کبیر شیخ احمد شریف سنوسی کی نماز جنازہ مولانا ضیاء الدین قادری نے پڑھائی نیز ان کے نام شیخ سنوسی کے ایک خط کا عکس کتاب "سیدی ضیاء الدین احمد القادری" میں شامل ہے۔[۳۱]

شیخ احمد شریف سنوسی کی بیٹی سیدہ فاطمہ رحمہا اللہ (وفات ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء) ایک عالمہ فاضلہ عارفہ کاملہ خاتون تھیں، ان کی شادی لیبیا کے حکمران عالم ومرشد شیخ محمد ادریس بن محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی علیہ الرحمۃ (وفات ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) سے ہوئی۔[۳۲]

ان خاتون سے پاکستان کے مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ وغیرہ نے جمیع اسلامی علوم کی سند روایت حاصل کی۔ جب کہ شیخ احمد شریف سنوسی کے پوتا عالم ومرشد شیخ سید مالک بن عربی بن احمد شریف سنوسی حفظہ اللہ ان دنوں سنوسی ٹرسٹ مدینہ منورہ کے سرپرست ہیں۔ سید مالک سنوسی ومولانا شرف قادری نے ۱۴؍رمضان ۱۴۲۷ھ کو تدبج کیا، یعنی ایک دوسرے کو اپنے سلاسل روایت میں اجازت پیش کی۔[۳۳]

شیخ عبد القادر بن توفیق شلبی علیہ الرحمۃ

۱۳۰۰ھ---۱۳۶۹ھ/۱۸۸۳ء---۱۹۵۰ء

لبنان کے علمی وتاریخی شہر طرابلس میں پیدا ہوئے، ۱۳۲۰ھ کو مدینہ منورہ ہجرت کی، وہیں وفات پائی اور قبرستان بقیع الغرقد میں قبر واقع ہے۔ محدث، فقیہ حنفی، صوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ سے وابستہ، نعت گو شاعر، محقق، مسند، مؤرخ، ماہر خطاط، مدرس مسجد نبوی، نظم ونثر میں اٹھارہ سے زائد تصنیفات ہیں۔ عثمانی عہد میں محکمہ آثار قدیمہ مدینہ منورہ کے نگران اعلیٰ اور ہاشمی عہد میں محکمہ تعلیم مدینہ منورہ کے مدیر اعلیٰ تعینات کیے گئے، جس پر سعودی عہد کے آغاز[۳۴] میں ۱۳۴۷ھ کو مستعفی ہو کر گوشہ نشیں ہو گئے اور گھر پر درس وتدریس، تصنیف وتالیف میں

مشغول رہے اور فقط نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے نکلا کرتے۔

تصنیفات میں رسالة فی التوحید کے علاوہ دیوان، النفحات المدنية فی العقائد المدحية جس کا کچھ حصہ آپ کی زندگی میں ہندوستان سے چھپا، الرياض المزهرة فی شرح اسماء المدينة المنورة، اليواقيت الثمينة فی مآثر المدينة، تاريخ المدينة نامکمل، تقریرات علی خلاصة الاثر، تاريخ الدولة العثمانية، الدرر الحسان فی فضائل آل عثمان، شامل ہیں، نیز مدینہ منورہ کی تاریخ وفضائل پر شیخ سید ابوالحسن نور الدین علی بن عبداللہ حسنی سمہودی شافعی علیہ الرحمۃ (وفات ۹۱۱ھ/۱۵۰۶ء) کی مشہور تصنیف "خلاصة الوفاء" پر حواشی لکھے اور دسویں صدی کے ہی شیخ احمد بن عبدالحمید عباسی علیہ الرحمۃ کی "عمدة الاخبار فی مدينة المختار" پر تصحیح انجام دی۔ جب کہ نعتیہ کلام میں ایک تخمیس یہ ہے:

فيا نقطة الامداد يا خير من سمت　　به الرسل و الاملاك حقاً و شرفت
اغثنى فنيران البلى فى سعرت　　اريد فكاكاً من ديون تعلقت
بزمة مسكين لديك مجاور

علاوہ ازیں شیخ الاسلام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی شافعی علیہ الرحمۃ (وفات ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء) کے مدینہ منورہ بارے اشعار کی تضمین موزوں کی۔ آپ کا عظیم الشان ذخیرۂ کتب مسجد نبوی کے پہلو میں واقع سرکاری کتب خانہ مکتبہ شاہ عبدالعزیز میں محفوظ ہے۔

شیخ عبدالقادر شلبی کے تین فرزند حمزہ، محمد سعید، عبدالسلام اور ایک بیٹی تھی۔ بڑے بیٹے حمزہ شلبی نے ہندوستان میں طب کی تعلیم پائی، بعدازاں والدگرامی کی زندگی میں ۱۳۶۵ھ کو وفات پائی۔ شیخ عبدالقادر شلبی وہابیت وشیعیت کے ردّ وتعاقب میں فعال رہے، جس باعث مصائب کا سامنا رہا۔ ہاشمی عہد میں ہندوستان کے ایک دیوبندی عالم نے مدینہ منورہ میں مدرسہ بنام دار العلوم الشرعية قائم کیا، جو اس شہر مقدس میں وہابی فکر کا اوّلین مدرسہ تھا۔

اہل مدینہ نے اس کے وجود اور افکار وسرگرمیوں کو ناپسند کیا اور کارروائی کے لیے محکمہ تعلیم کے مدیر اعلیٰ شیخ عبد القادر شلبی سے رجوع کیا، جن کے حکم پر یہ مدرسہ بند کیا گیا۔ علاوہ ازیں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''حسام الحرمین'' میں آپ کی تقریظ مطبوع ہے۔

عرب وعجم کے جن اکابرین سے شیخ عبد القادر شلبی نے اخذ کیا، ان میں مولانا سید محمد حبیب الرحمٰن کاظمی ردولوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید محمد عین القضاۃ حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ نیز مولانا محمد عبد الباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبد القادر شلبی نے باہم ایک دوسرے کو روایت کی اجازت پیش کی۔ بعد ازاں مولانا سید صابر حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ شلبی سے اخذ کیا۔ مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دوستانہ مراسم تھے۔ الجواهر الحسان میں ہے کہ شیخ سید ابراہیم غلایینی نے شیخ عبد القادر شلبی کی شاگردی اختیار کی[۳۵] بعض نے سنہ ولادت ۱۲۹۵ھ لکھا۔

شیخ عمر بن حمدان محرسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۱ھ---۱۳۶۸ھ/۱۸۷۵ء---۱۹۴۹ء

تیونس کے مقام جربہ میں پیدا ہوئے، پھر قاہرہ ومکہ مکرمہ کے بعد مدینہ منورہ مقیم رہے، وہیں پر وفات پائی، قبرستان جنت البقیع میں قبر واقع ہے۔ حافظ قرآن کریم، مالکی عالم، علوم حدیث واسانید کے خصوصی ماہر، مدرس، مسند، استاذ العلماء، قبل ازیں خود عرب وعجم کے سیکڑوں علماء ومشائخ سے اخذ کیا۔ محدث حرمین شریفین کے لقب سے جانے گئے۔ مسجد حرم مکی، مدرسہ صولتیہ ومدرسہ فلاح مکہ مکرمہ نیز مسجد نبوی مدینہ منورہ وغیرہ میں مدرس رہے اور گھر پر بھی حلقہ درس منعقد کیا کرتے۔ اپنی اسانید پر کتاب ''اتحاف ذوی العرفان ببعض اسانید عمر حمدان'' تالیف کی، جو دس صفحات پر چھپی۔ نیز نادر کتب کا عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا، جو مسجد نبوی کے قریب واقع مدینہ منورہ کے سب سے بڑے کتب خانہ ''مکتبہ شاہ عبد العزیز'' میں آپ کے نام سے محفوظ ہے، جس میں آپ کی قلم بند کردہ یادداشتیں بنام ''مذکرات'' زیر نمبر

۱۲۷/۲۴۴۵/ مجموعہ عمر حمدان ۸۹/ اوراق پر مشتمل موجود اور طباعت کے لائق ہیں۔ وفات پر پوری اسلامی دنیا میں گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ دو شادیاں کیں، ایک مکہ مکرمہ سے اور دوسری مدینہ منورہ میں، جن سے دو فرزند محمد حمدان، محمد مالک ہوئے، اوّل الذکر نے والد کے چار برس بعد وفات پائی، جب کہ دوسرے فرزند شیخ محمد مالک حمدان کا حال ہی میں انتقال ہوا۔

شیخ عمر حمدان نے مولانا محمد عبد الباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا، نیز مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''حسام الحرمین'' پر تقریظ لکھی اور فاضل بریلوی سے جمیع اسلامی علوم میں اجازت وخلافت پائی [۳۶] دوسرے موقع پر ان کے فرزند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت حاصل کی [۳۷] محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ [۳۸] و چشتی خانقاہ سیال ضلع سرگودھا کے سجادہ نشین و جمعیت علماء پاکستان کے صدر شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف ایام میں سفر حج وزیارت کے دوران شیخ عمر حمدان سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔[۳۹]

گیارہ نومبر ۱۹۴۵ء کو مکہ مکرمہ میں ایک مجلس منعقد ہوئی، جس میں شیخ عمر حمدان کے علاوہ پاک وہند کے اکابرین مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مولانا عبد العلیم صدیقی میرٹھی، مولانا سید ابو الحسنات احمد قادری، مولانا محمد سردار احمد لائل پوری، مولانا ضیاء الدین احمد سیالکوٹی وان کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہم شریک تھے۔[۴۰]

شیخ سید عیدروس بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۸ھ---۱۳۶۷ھ/۱۸۸۱ء---۱۹۴۷ء

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، قبرستان المعلی کے احاطہ علویہ میں قبر واقع ہے۔ مدرس مسجد حرم، عارف باللہ، صوفیہ کے سلسلہ عیدروسیہ علویہ کے مرشد نیز دیگر طرق میں مجاز تھے۔ صاحب الحرم شیخ عیدروس بن حسین عیدروس رحمۃ اللہ علیہ مدفون حیدر آباد دکن

نیز خواجہ محمد معصوم مجددی رام پوری مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت وخلافت تھی۔[۴۱]

ان کے والد نیز چھوٹے بھائی شیخ سید ابو بکر بن سالم البار رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱ر صفر ۱۳۲۴ھ کو مکہ مکرمہ میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت پائی[۴۲] ''تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت'' میں شیخ عیدروس بن سالم بن عیدروس اور ان کے والد کے حالات گڈمڈ کردیے گئے ہیں۔[۴۳]

شیخ محمد علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۸۷ھ---۱۳۶۷ھ/۱۸۷۰ء---۱۹۴۸ء

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور طائف میں وفات پائی، جہاں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مزار کے قریب قبر بنی۔ مدرس مسجد نبوی، عثمانی عہد میں عدالت سے وابستہ، ہاشمی عہد میں مجلس شوریٰ کے رکن و وزیر تعلیم، سعودی عہد میں اعلیٰ عدالت کمیٹی کے رکن رہے۔

چودھویں صدی ہجری کے علماء مکہ مکرمہ میں کثرت تصانیف کے باعث سب سے اوّل ہیں، جن کی تعداد ۶۵ سے زائد اور ان میں سے چند شائع ہوئیں۔ مکہ مکرمہ میں ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے مقام پر سعودی حکومت کے قائم کردہ ''مكتبة مكة المكرمة'' میں ۳۳ سے زائد تصنیفات کے قلمی نسخے محفوظ نیز اس کا ایک ہال آپ کے نام منسوب ہے۔ چند تصنیفات کے نام یہ ہیں:

اظهار الحق المبين بتاييد اجماع الائمة الاربعة على تحريم مس و حمل القرآن لغير المتطهرين مطبوع، انتصار الاعتصام بمعتمد كل مذهب من مذاهب الائمة الاعلام، بوارق انواء الحج و فضائله و آدابه و ما فيه من حكم و اسرار و فضائل مكة و المدينة و ما جاء فى فضل زيارة النبى ﷺ و صاحبيه و اهل بيته و التبرك بالآثار، حاشيه على التلطف شرح التعرف، ردع الجهلة و اهل الغره فى اتباع قول من يرد المطلقة ثلاثًا فى مرة، سعادة الدارين بنجاة الابوين، فتح المتعال فى رد سنة الصلاة بالنعال، القواطع البرهانية فى بيان افك

غلام احمد و اتباعه القاديانية، الكياسة فى علم الفراسة، المقصد السديد فى بيان خطاء الشوكانى فيما افتتح به رسالته القول المفيد، الورد العلوى، الهدى التام فى موارد المولد النبوى و ما اعتيد فيه من القيام۔

آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نیز مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں اور مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے دوسرے وآخری سفر حجاز کے موقع پر اجازت وخلافت پائی، نیز حسام الحرمين و دولة المكية پر تقاریظ لکھیں، جو مطبوع ہیں اور فاضل بریلوی کی مدح میں چھپن اشعار موزوں کیے، جو حسام الحرمین میں شامل ہیں[۴۴] آپ کے بھائی مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے شیخ جمال بن امیر بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فاضل بریلوی کی مذکورہ تصنیفات پر تقاریظ لکھیں نیز اجازت وخلافت پائی۔

شیخ ابراہیم غلایینی نے مذکورہ بالا تیرہ علماء دمشق وحجاز سے اہم علوم کی مختلف کتب پڑھیں یا اسلامی علوم میں روایت کی سند اجازت پائی۔

بیعت و خلافت

آج کے ملک سوریہ یا شام میں تصوف اسلامی کے چھ سلاسل نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ، رفاعیہ، مولویہ، شاذلیہ، عقیلیہ بطور خاص مقبول ہیں۔ حلب یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبود عبداللہ عسکری نے ملک میں مقبول صوفیہ کے ان سلاسل کی تعلیمات وخدمات پر مقالہ ڈاکٹریٹ ''التصوف بين النظرية و الممارسة قراءة فكرية لحالة الطرق الصوفية فى سوريا، دراسة ميدانية'' عنوان سے لکھ کر ۲۰۰۲ء کو لبنان یونی ورسٹی سے ڈگری حاصل کی۔ انہوں نے تصوف وصوفیہ بارے ۳۴ نکات پر مشتمل ایک سوال نامہ تیار کیا اور اس کی بنیاد پر ملک میں مذکورہ سلاسل سے وابستہ اکابر مشائخ سے ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۱ء کے درمیان مختلف اوقات میں انٹرویو لے کر انہیں مقالہ برائے پی ایچ ڈی کی شکل دی۔ ان کا مقالہ

"الطرق الصوفية في سوريه، تصورات و مفهومات، قراءات في واقع الحال" نام سے ۲۰۰۶ء کو ۲۸۷ صفحات پر دمشق سے چھپا۔

شیخ ابراہیم غلایینی کے دور میں نقشبندی سلسلہ کی مجددی خالدی شاخ کے مرشد شیخ عیسیٰ کردی رحمۃ اللہ علیہ دمشق کے نمایاں علماء واولیاء وصالحین میں سے تھے۔ شیخ ابراہیم غلایینی کی روحانی تربیت واخلاقی رہنمائی انہی کے ہاتھوں ہونا مقدر تھی۔

شیخ عیسیٰ بن طلحہ کردی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۴۷ھ---۱۳۳۱ھ/۱۸۳۱ء---۱۹۱۲ء

کردستان کے علاقہ دیار بکر کے گاؤں ترحم میں پیدا ہوئے، دمشق ہجرت کی، وہیں پر وفات پائی اور نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ کے سرتاج مولانا خالد کردی کے احاطہ مزار میں قبر واقع ہے۔ فقیہ شافعی، محدث، مرشد کبیر، متعدد علوم کے ماہر، صاحب کرامات، مصنف، دیار بکر میں تعلیم پائی اور ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء کو حج وزیارت کے ارادہ سے حجاز مقدس روانہ ہوئے، لیکن مدینہ منورہ پہنچنے پر بیمار پڑ گئے لہذا حج ادا نہ کر سکے، پھر وہیں سے مصر کی راہ لی، جہاں اکابرین سے استفادہ کیا، وہاں سے دمشق آئے اور مولانا خالد کردی کے مزار پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوئے۔ پھر واپس وطن ترحم پہنچے۔ شیخ حسن نورانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ میں سلوک کی ابتدائی منازل طے کیں تاآنکہ انہوں نے ۱۲۸۳ھ میں وفات پائی۔ تب شیخ عیسیٰ کردی نے ۱۲۸۴ء کو الحاج شیخ عبداللہ بیداری خالدی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔ علاوہ ازیں شیخ قاسم الہادی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہ علوم میں تعلیم وتربیت نیز مذکورہ سلسلہ میں خلافت تامہ سے نوازے گئے۔ اب شیخ عیسیٰ کردی نے ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء کو کردعلاقہ میں مرشد کے طور پر کام شروع کیا اور ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء کو خلافت عثمانیہ وروس کے درمیان برپا جنگ کا خاتمہ ہوا تو دمشق ہجرت کر آئے، جہاں سے ۱۲۹۵ء کو حج وزیارت کے لیے گئے۔ دمشق کے محلّہ اکراد میں رہائش تھی اور شہر کے اکابر علماء ومشائخ سے

مراسم استوار ہوئے اور خلق کثیر فیض یاب ہوئی۔ ۱۳۲۸ء کو القدس الشریف، پھر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ شافعی المذہب تھے لیکن فقہ حنفی پر بھی عبور حاصل تھا، تعدد جمعہ کے جواز پر رسالہ قلم بند کیا۔ تلاوت قرآن مجید پر اجرت کے عدم جواز کے قائل تھے، جب کوئی فرد داخل سلسلہ ہونے کی گزارش کرتا تو اسے غسل پھر توبہ اور استخارہ کا حکم دیتے، اس کے بعد سلسلہ کے اصول وتعلیمات کے التزام کے عہد پر بیعت لیتے۔ مریدین کو ذکر خفی کی مداومت کی تلقین کرتے، اکثر فرمایا کہ کوئی آدمی کتب تصوف پڑھ کر صوفی اور طب کی کتب کے مطالعہ سے ڈاکٹر نہیں بن سکتا، ان کے لیے مرشد واستاذ سے تربیت ورہنمائی ضروری ہے۔ ہر جمعہ کو نقشبندی ختم کا اہتمام ہوتا، جس میں پانچ ہزار سے زائد افراد شریک ہوتے۔ کردستان ودمشق اور دیگر مقامات کے اکابر علماء کرام آپ کے مرید وخلفاء میں سے ہوئے۔ صاحب معجم المؤلفین نے والد کا نام شمس الدین اور سنہ وفات ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء لکھا، جو درست نہیں۔ [۴۵]

شیخ ابراہیم غلایینی کے والد کے کاروباری شریک شیخ سلیم بن محمد نطفجی رحمۃ اللہ علیہ آپ سے لگاؤ ومحبت سے پیش آتے اور علم سے لگن کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے، انہوں نے اپنی بیٹی شیخ ابراہیم غلایینی کے عقد میں دی پھر شیخ عیسیٰ کردی کی خدمت میں لے جا کر نقشبندی سلسلہ میں داخل کرایا۔

شیخ عیسیٰ کردی نے اوراد ووظائف عطا کیے اور چالیس دن کے لیے خلوت میں بھیج دیا اور آپ کی روحانی تربیت ورہنمائی انجام دی۔ پھر فرمایا اے ابراہیم! آج تمہاری شخصیت کی نئے سرے سے تعمیر مکمل ہوئی، اب تم شیخ کامل کے درجہ پر ہو۔ اسی کے ساتھ خلافت اور ختم خواجگان کبیر وصغیر کے انعقاد کی اجازت عطا فرمائی۔

مذکورہ بالا اساتذہ سے شیخ ابراہیم غلایینی کو صوفیہ کے دیگر معروف سلاسل میں بھی اجازت تھی لیکن نقشبندی مجددی خالدی صوفی ومرشد کے طور پر جانے گئے۔

علمی زندگی

دمشق سے جنوب مغرب جانب تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک قصبہ قطنا نام کا ہے[۴۶]
شیخ ابراہیم غلایینی تکمیل کے بعد قطنا میں امام وخطیب ومدرس تعینات ہوئے اور ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء کو حکومت نے قطنا کا مفتی مقرر کیا، پھر عمر بھر تقریباً نصف صدی تک وہیں پر خدمات انجام دیں۔
قطنا اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں عوام کی فقہی معاملات ومیراث سے متعلق مسائل میں رہنمائی وروحانی تربیت کی۔ علماء کی کھیپ تیار کی، جنھیں دیہاتوں میں امام وخطیب کی ذمہ داری سونپ کر دینی امور کی ادائیگی، مساجد کی تعمیر، نماز وبھلائی کے کاموں میں لوگوں کو راغب کرنے، قرآن کریم کی تعلیم اور دیگر دینی امور میں خواتین وحضرات کی رہنمائی کے اعمال میں سرپرستی کی۔ مریدین کی تربیت پر خاص توجہ دیتے، یہی وجہ ہے کہ ان میں سے متعدد شریعت وحقیقت کے شناور ہوئے۔

آپ حنفی المذہب تھے، نیز فقہ شافعی کی جزئیات پر بھی کمال حاصل تھا۔ قطنا اور اس کے گردونواح کی آبادی بالعموم شافعی المذہب تھی، لہٰذا جب وہاں مفتی تعینات کیے گئے تو سائلین کی ضرورت کے مطابق مذہب شافعی پر فتاوے جاری فرماتے۔

شیخ ابراہیم غلایینی فقہ، فرائض، مناسخات وغیرہ شرعی علوم کے ماہر، مرشد ومربی، سخاوت وکرم میں مشہور، سائل کی ضرورت پوری کرنے والے، سنتوں پر عمل کے حد درجہ حریص، جمعہ کے غسل کے ہر موسم میں پابند، رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کو آخری دم تک جاری رکھا، آدھی رات کے بعد تلاوت ونوافل کے شائق، ضروریات زندگی سادہ ومختصر، نعمتوں کے محافظ وشکر گزار، مہمان نواز، مریدین کے مالی مسائل شادی وغیرہ مواقع پر معاون ومددگار، متوکل، خوب صورت قد وقامت وپر رعب شخصیت، عارف کامل، صاحب کرامات کثیرہ، تاریخ علماء دمشق میں چند کرامات درج ہیں، ہر طبقہ ومکتب فکر میں محبوب شخصیت، شریعت وحقیقت کا نمونہ، نقشبندی سلسلہ کی تعلیمات کا آئینہ، علم فرائض ومیراث کے

ادق مسائل لمحہ بھر میں حل کرنے پر کمال حاصل تھا۔ لوگوں کی مدد کی غرض سے بلا جھجک حکام کے دروازہ پر جا پہنچتے، تلاوت قرآن مجید میں حد درجہ تاثیر تھی، اس کے الفاظ حلق کی بجائے دل سے نکلتے محسوس ہوتے۔ گھر، راستہ، مسجد، مجلس ہر جگہ امر بالمعروف و النهی عن المنکر پر توجہ مرکوز رہتی، نصیحت کا انداز مشفقانہ ہوتا، جس سے سننے والے پر اثر ہوتا۔ اصحاب کشف اور مجاذیب کا مرجع تھے۔ شیخ عید حسینی نقشبندی کے بقول فرشتہ سیرت تھے اور بقول بعض ابدال شام میں سے تھے۔

ایک سے زائد بار حج وزیارت کے لیے گئے، تب مریدین کی بڑی تعداد ہمراہ تھی۔
اشاعت علم اور سنت کے دفاع نیز تربیت مریدین کے اعمال میں شہرت پائی۔ ہر بدھ کی صبح درود شریف کی خاص مجلس منعقد کرتے، جس میں دمشق اور ملک کے دیگر شہروں سے عاشقان رسول ﷺ جمع ہوتے۔ اس اجتماع میں بیس ہزار تک شرکاء دیکھنے میں آئے، جن میں بڑی تعداد علماء ومشائخ، اولیاء وصالحین، صوفیہ کے مختلف سلاسل سے وابستہ افراد شامل ہوتے۔ حاضرین کو مؤدب اور شرعی حدود کی پابندی کی بطور خاص تلقین کرتے۔ اس مجلس میں اسماء اللہ الحسنی، درود شریف اور قصیدہ بردہ اجتماعی آواز میں پڑھے جاتے۔ علاوہ ازیں مسجد اموی دمشق کے کونہ میں واقع نبی اللہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے مزار پر حاضری اور وہاں محافل کے انعقاد وشرکت کا اہتمام کرتے۔ ملک کے صدر شکری قوتلی مرحوم[۴۷] آپ کے ارادت مند وخدمت میں حاضر ہوا کرتے۔

رابطة العلماء الشام سے تعلق

۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء کو شام بھر کے ۸۷ اکابر علماء کرام نے باہم رابطہ وخدمت اسلام ووطن کے لیے ایک جماعت ''رابطة العلماء الشام'' کی بنیاد رکھی، شیخ ابراہیم غلایینی اس کے بانی ارکان میں سے تھے۔ پھر اس کے نائب صدر دوم منتخب کیے گئے[۴۸] اس جماعت نے ملک میں آئین کو اسلامی تعلیمات میں ڈھالنے، دینی علوم کے فروغ واشاعت

اور عرب ممالک کو درپیش سیاسی ودیگر مسائل میں کردار ادا کیا۔ یہ تنظیم فعال رہی، تا آں کہ
اقلیتی شیعہ فرقہ نصیری کے فرد واشتراکی جماعت حزب البعث کے فوجی قائد حافظ الاسد[۴۹] نے
اقتدار پر قبضہ کر کے ملک کے مذہبی طبقہ بالخصوص اعلیٰ قیادت اور اس نوع کی تنظیموں کو غیر فعال
و بے اثر کر دیا، تب بکثرت علماء ہجرت پر مجبور ہوئے نیز قید وبند کی صعوبتوں کا سامنا کیا اور
لاتعداد شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ شامی تاریخ کا ایک بھیانک دور وخونی ورق ہے۔

تلامذہ و خلفاء

شیخ ابراہیم غلایینی کے شاگرد اکابر علماء ومشائخ میں شمار ہوئے۔ بعض نے آپ سے
مختلف علوم کی اہم کتب پڑھیں، بعض نے سلوک کی منازل طے کر کے خلافت پائی اور دیگر نے
علم وفضل کے اعتراف میں اور اتصال کو شرف جانتے ہوئے سند روایت واجازت حاصل کی۔
ان میں شام ومصر اور حجاز مقدس کے باشندے شامل ہیں۔ مذکورہ تینوں صورتوں میں آپ سے
اخذ کرنے والے مشاہیر کے نام اور دستیاب کا تعارف حسب ذیل ہے:

شیخ اسعد صاغرجی، شیخ حسنی مجذوب، شیخ زہیر نوفلیہ، شیخ صالح کلثانی، شیخ عبد الرحمٰن مجذوب،
شیخ عبد الفتاح ابوغدۃ، شیخ عبد القادر بن سعید الشیخ، شیخ عبد القادر اورفلی، شیخ عبد اللہ شریف تقی،
شیخ علی سلیق، شیخ محمد ابراہیم ختنی، شیخ محمد بدر الدین عابدین، شیخ محمد تیسیر مخزومی، شیخ محمد حجار،
شیخ محمد زکی ابراہیم، شیخ محمد شخاشیرو، شیخ محمد عید حسنی، شیخ محمد یاسین فادانی، شیخ محمود قویدر،
شیخ محمود حبال، شیخ محی الدین قادری رحمہم اللہ۔

شیخ اسعد بن محمد سعید صاغرجی ﷾

پیدائش ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء

آپ کے اجداد بخاریٰ سے ہجرت کر کے دمشق آئے، جہاں آپ کی ولادت ہوئی۔
والد گرامی کھالوں کے کاروبار سے وابستہ اور اس فرزند کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے
متمنی تھے۔ شیخ محمد سعید برہانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء) سے مختلف علوم کی متعدد کتب

مراقی الفلاح، حاشیۃ ابن عابدین، تفسیر صاوی، رسالۃ القشیریۃ، عوارف المعارف،
الفتوحات المکیۃ، الانوار المحمدیۃ للنبھانی وغیرہ پڑھیں۔ دیگر اساتذہ میں
فقیہ العصر شیخ عبد الرزاق حلبی ﷾ شامل ہیں۔ شیخ ابراہیم غلایینی سے کتب اصول فقہ، فقہ حنفی کی
اہم کتاب الھدایۃ کے اجزاء نیز الفتوحات المکیۃ وغیرہ دیگر علوم کی کتب پڑھیں۔ پھر
شہر کے اہم حنفی علماء میں سے ہوئے اور وہاں کے مختلف مدارس میں استاذ اور بعض مساجد میں
امام وخطیب نیز مرکزی مسجد بنوامیہ وغیرہ میں مدرس رہے۔ صوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ سے
وابستہ ہیں اور ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ کی ایک مسجد میں امام وخطیب نیز مدرسہ تحفیظ قرآن میں
استاذ ہوئے، جہاں سے چند برس بعد نجدی حکام نے اختلاف عقیدہ کی بنا پر الگ کر دیا تو
واپس وطن آ گئے۔ ۱۹۸۹ء کو تصنیف وتالیف کا آغاز کیا اور مختلف موضوعات بالخصوص فقہ حنفی پر
متعدد کتب لکھیں۔ ان میں الفقہ الحنفی و ادلتہ تین جلد کے ۱۲۹۶ صفحات پر شائع ہوئی
جو آج کی عرب دنیا میں فقہ حنفی پر طبع ہونے والی چند اہم کتب میں سے ہے[۵۰] مزید
دس مطبوعہ کتب کے نام یہ ہیں، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ الاسوۃ الحسنۃ، دو جلد،
۱۱۶۸ صفحات، فقہ السنۃ النبویۃ من العہود المحمدیۃ، ۵۳۶ صفحات، الصلاۃ
شروطہا اقامتہا، ۸۴ صفحات، شعب الایمان، چار جلد، ۲۲۷۶ صفحات، المسلم الحق
عقیدۃ و عبادۃ و سلوکا، ۱۶۰ صفحات، زوجات النبی ﷺ، ۸۰ صفحات، التیسیر
فی الفقہ الحنفی من شرح تنویر الابصار و رد المحتار علی الدر المختار
حاشیۃ ابن عابدین، ۷۲۰ صفحات، احکام الصلوۃ علی المذہب الحنفی، القضاء و القدر،
الجد فی السلوک الی ملک الملوک مختصر الرسالۃ القشیریۃ، ۵۲۸ صفحات۔

ادارہ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی دعوت پر لاہور تشریف لائے اور بارہ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ،
مطابق ۱۰ اپریل ۲۰۰۶ء کو ادارہ کے زیر اہتمام مینار پاکستان کے زیر سایہ منعقد ہونے والی
بائیسویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی نیز خطاب فرمایا۔ اس کانفرنس کی روداد

نجی ٹیلی ویژن چینل qtv نیز ary.digital اور انٹرنیٹ پر براہ راست نشر ہوئی۔ شیخ اسعد صاغرجی نے ۲۸/اپریل ۲۰۰۶ء کو ادارہ منہاج القرآن لاہور کی مرکزی مسجد میں خطبہ جمعہ دیا جسے qtv نے نشر کیا۔ بانی تحریک ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری کے فرزند صاحبزادہ حسن محی الدین قادری کے استاذ۔[۵۱]

مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر، گجرات ہندوستان نے آپ کی اہم تصنیف ''الفقه الحنفی و ادلته'' شائع کی ہے۔

شیخ حسنی بن محمود مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۵ھ---۱۴۰۲ھ/۱۸۹۷ء---۱۹۸۲ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، قبرستان بوابہ میں قبر واقع ہے۔ ان کے والد کی کپڑے کی دکان تھی، جہاں آپ معاون ہوئے اور والد کی وفات کے بعد اس پیشہ و تجارت کو جاری رکھا۔ اسی کے ساتھ شیخ ابراہیم غلایینی وغیرہ اکابر علماء کرام کے حلقات دروس میں حاضر ہوتے رہے۔ دمشق شہر میں دس سے زائد مساجد اپنے مصارف یا نگرانی میں تعمیر کرائیں۔ محب العلماء والعلم، غیرت ایمانی کے جذبہ سے سرشار، حق گو و جری، حافظ قرآن مجید و تلاوت کے حریص، محافل نعت و مجالس ذکر میں حاضر ہونے کے پابند۔ آپ کے فرزندان بھی تعمیر مساجد و دیگر اعمال خیر میں فعال ہیں۔ ''مجذوب'' آپ کے خاندان و قبیلہ کا نام ہے[۵۲] بعض نے سنہ وفات ۱۴۰۳ھ لکھا۔

شیخ زہیر بن محمد نوفلیہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۵۵ھ---۱۴۲۲ھ/۱۹۳۶ء---۲۰۰۱ء

دمشق میں پیدا ہوئے اور بچپن سے ہی علمی زندگی میں قدم رکھنا پڑا، ماچس فیکٹری میں ملازم ہوئے۔ سلسلہ نسب الاستاذ الاکبر شیخ عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی حنفی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۱ء) سے ملتا ہے۔ اکیس برس کی عمر میں دینی علوم کی جانب راغب ہوئے

اور شہر کے اکابر علماء کرام سے مختلف علوم اخذ کیے۔ شیخ ابراہیم غلایینی کے دروس میں حاضر ہوا کرتے۔ شریعت کالج دمشق سے ۱۹۶۵ء کو بی اے کیا، پھر وزارت تعلیم کی طرف سے مختلف مقامات پر مدرس رہے۔ اسی کے ساتھ امامت و خطابت کے ذریعے دین حنیف کی خدمت جاری رکھی۔ کچھ عرصہ دار الافتاء کے نمائندہ رہے، چار سے زائد بار حج و زیارت کی سعادت پائی۔[۵۳]

شیخ صالح بن محمد کلنتانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۵ھ---۱۳۷۹ھ/۱۸۹۷ء---۱۹۵۹ء

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی اور قبرستان المعلی میں قبر بنی۔

انڈونیشی الاصل، شافعی عالم، شاعر، مدرس، مصنف، مکہ مکرمہ کے مدارس نیز مسجد حرم میں اکابر علماء کرام سے تعلیم پائی، پھر مدرسہ صولتیہ، دار العلوم دینیہ مکہ مکرمہ میں استاذ ہوئے اور چند برس آبائی وطن انڈونیشیا میں تدریسی و تبلیغی خدمات انجام دیں۔ منطق و نحو کے موضوعات پر دو مختصر تصنیفات ہیں۔ اساتذہ میں مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں نیز مولانا محمد عبد الباقی لکھنوی مدنی اور شیخ ابراہیم غلایینی سے روایت کی اجازت پائی۔[۵۴]

شیخ عبد الرحمٰن بن محمد کمال مجذوب

پیدائش ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء

دمشق کے مجذوب نامی خاندان میں پیدا ہوئے اور دو برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ آپ کے والد گرامی شیخ القراء شام تھے۔ شافعی عالم جلیل، مبلغ، حافظ کتاب اللہ، مدرس، خطیب، رفاعی سلسلہ سے وابستہ، درود شریف کی منعقدہ محافل میں شرکت کے ہمیشہ کوشاں رہتے، تیئس سے زائد حج کیے۔ مسجد اور اپنے گھر پر فقہ، تفسیر، لغت و تصوف کا درس دینے میں شہرت پائی۔ شیخ ابراہیم غلایینی سے صوفیہ کے نقشبندیہ وغیرہ چالیس سلاسل میں اجازت پائی نیز ان کے دروس میں حاضر ہونے اور گھر پر زیارت کا اہتمام تھا۔ خود فرمایا! اپنے اساتذہ و مشائخ میں سے شیخ ابراہیم غلایینی کی شخصیت میرے لیے سب سے بڑھ کر متاثر کن تھی۔[۵۵]

شیخ عبد الفتاح بن محمد بن بشیر ابوغدّہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۶ھ---۱۴۱۷ھ/۱۹۱۷ء---۱۹۹۷ء

شام کے سب سے بڑے شہر حلب میں پیدا ہوئے، سعودی دار الحکومت ریاض میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق قبرستان بقیع مدینہ منورہ میں سپرد خاک کیے گئے۔ فقیہ حنفی، محدث، محقق، مسند، صاحب تصانیف کثیرہ، خطیب، پروفیسر، صوفی، جامعہ ازہر قاہرہ میں ۱۹۴۴ء سے ۱۹۵۰ء تک تعلیم پائی نیز پاک و ہند سمیت اسلامی دنیا کے لاتعداد علماء سے سند روایت حاصل کی۔ دمشق میں پروفیسر رہے اور ۱۹۵۶ء کو ریاض چلے گئے، جہاں کی جامعات میں پروفیسر تعینات رہے۔ شامی پارلیمنٹ کے رکن، مفتی حلب، اخوان المسلمون شام کے سرپرست، رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن، پچاس سے زائد تصنیفات وتحقیقات ہیں۔ استاذ جلیل شیخ عیسیٰ بن حسن بیانونی حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) سے محبتِ رسول اللہ ﷺ کا جذبہ ودیعت ہوا اور دوسرے اہم استاذ خلافت عثمانیہ کے نائب شیخ الاسلام شیخ محمد زاہد بن حسن کوثری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء) سے فقہ حنفی سے گہرا لگاؤ اور تحقیق کے اوصاف اخذ کیے۔ حدیث کی کتب صحاح ستہ میں شامل ''سنن الامام النسائی'' کی مفصل فہرست مرتب کی نیز ترقیم انجام دی اور نو جلدوں میں طبع کرائی۔ رسول اللہ ﷺ کے آثار سے حصول برکت کے جواز پر کتاب ''اطیب النقول فی التبرک بآثار الرسول ﷺ'' تالیف کی، جو تا حال شائع نہیں ہوئی [۵۶] تصوف اسلامی پر اوّلیں اہم کتاب امام حارث بن اسد محاسبی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۲۴۳ھ/۸۵۷ء) کی ''رسالۃ المسترشدین'' پر تحقیق انجام دی، جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے اور بعض جامعات کے نصاب میں شامل کی گئی۔ نیز شیخ ابوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن حسین المعروف بہ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۸۰۶ھ/۱۴۰۴ء) کی تخریج احادیث الاحیاء پر تحقیق انجام دی۔ فقہ حنفی پر ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) کی ''فتح باب العنایۃ'' پر کام کیا، جس کی پہلی جلد

کتاب الطہارۃ پر مشتمل ۴۰۲ صفحات پر چھپی۔ دیگر تصنیفات میں معاصرین شیخ ناصر البانی وان کے معاون شیخ زہیر شاویش کے رد وتعاقب میں ''کلمات فی کشف اباطیل و افتراء ات'' نیز ''خطبۃ الحاجۃ لیست سنۃ ف مستھل الکتب و المولفات کما قال، الشیخ ناصر البانی'' مطبوع ہیں۔ شاہ مراکش کی دعوت پر شاہی محل میں سالانہ درس کے لیے رمضان ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء کو رباط تشریف لے گئے، بعد ازاں اس غرض سے بارہا مدعو کیے گئے۔ آکسفورڈ یونی ورسٹی برطانیہ نے ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء کو سلطان حسن بلقیہ ایوارڈ پیش کیا۔ ام درمان یونی ورسٹی سوڈان کے اعزازی پروفیسر۔ قصیدہ بردہ کے شیدائی اور محافل میلاد میں حاضری اور قیام کا اہتمام کرتے۔ اور ۱۹۹۲ء کے قریب ایک کانفرنس میں شرکت کے لیے بخارا گئے تو نقشبندی سلسلہ کے سرتاج خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۸ء) کے مزار پر حاضر ہوئے۔ جدہ، حجاز مقدس کی ایک ادبی تنظیم نے آپ کے اعزاز میں خصوصی تقریب منعقد کی، جس کی روداد ''الاثنینیۃ'' نام سے ایک ضخیم جلد میں شائع ہوئی۔ آپ کے تلامذہ میں فرزند شیخ سلیمان بن عبدالفتاح ابوغدہ کے علاوہ محدث حلب شیخ محمد عوامہ حنفی (پیدائش ۱۳۵۸ھ/۱۹۴۰ء) مقیم مدینہ منورہ اور حلب کے ہی عالم جلیل ومصنف شیخ مجد بن احمد مکی (پیدائش ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء) مقیم قطر حفظہ اللہ اہم نام ہیں۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء کو پہلی بار پاک و ہند تشریف لائے، بعد ازاں یہاں کے متعدد دورے کیے۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الانصاف فی بیان سبب الاختلاف'' پر تحقیق انجام دی، جو بارہا طبع ہوئی۔ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے جواز پر مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''التحفۃ المرغوبۃ فی افضلیۃ الدعا بعد المکتوبۃ'' پر جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کی اور طبع کرائی، شیخ ابوغدہ نے اسے جدید انداز میں مرتب کر کے عرب دنیا سے شائع کرایا۔ مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحیی لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی حسب ذیل تصنیفات پر تحقیق وحواشی

لکھ کر شائع کرایا، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، الاجوبة الفاضلة للاسئلة العشرة الکاملة، اقامة الحجة علی ان الاکثار فی التعبد لیس بیدعة، سباحة الفکر فی الجهر بالذکر، تحفة الاخیار فی احیاء سنة سید الابرار، ظفر الامانی فی شرح مختصر السید الشریف الجرجانی، نیز لکھنؤ جاکر ان کی قبر کی زیارت کی۔ مزید تصنیفات میں "اخطاء الدکتور تقی الدین الندوی فی تحقیق کتاب ظفر الامانی" مطبوع ہیں۔

۱۹۷۸ء کے قریب شیخ ابوغدہ کراچی تشریف لائے تو جمعیت علماء پاکستان کے صدر مبلغ اسلام مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر حاضر ہوئے، اس موقع پر مولانا جمیل احمد نعیمی حفظہ اللہ موجود تھے۔ دوسرے ایام میں ملتان میں واقع مولانا سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ انوار العلوم کا دورہ کیا۔ کراچی سے مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی و پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری حفظہ اللہ کی ادارت میں اشاعت پذیر عربی ماہنامہ "الدعوۃ" میں شیخ ابوغدۃ کے مضامین شائع ہوتے رہے جب کہ مولانا سید حسین گردیزی چشتی گولڑوی حفظہ اللہ نے ایک تصنیف "العلماء العذاب الذین آثر و العلم علی الزواج" کا اردو ترجمہ کیا، جو غیر مطبوع ہے نیز ہندوستان کے مفتی عبدالمجید خان قادری مصباحی نے دوسری کتاب "قیمة الزمن عند العلماء" کا مختصر اردو ترجمہ کیا جو ان دنوں ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور میں قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ اور وفات کے موقع پر قمر الاسلام کراچی سے وابستہ پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز حفظہ اللہ نے اردو مضمون لکھا، جو ماہنامہ "کاروان قمر" کراچی وغیرہ میں چھپا نیز ان کے مجموعہ مقالات و مضامین "رطب و یابس" میں شامل ہے۔

احادیث نبویہ پر مشتمل محدث دکن وصوفی کامل مولانا سید عبداللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم وضخیم عربی کتاب "زجاجة المصابیح" پر تقریظ لکھی، جو طبع ہوئی۔ نیز فقیہ ہند مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بارے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے تاثرات اردو و عربی میں مطبوع ہیں۔

پاک و ہند کی دیوبندی جماعت نے شیخ ابوغدہ کے ساتھ دو رخ اپنائے۔ ہندوستان کے

ڈاکٹر تقی الدین ندوی نے رد و مخالفت میں لکھا۔ دوسری جانب وہیں کے محمد اکرم ندوی نے ۱۶۷ صفحات کی کتاب "الکشف و الایضاح لما استشکل بعض الناس من تحقیقات الشیخ عبد الفتاح" لکھی۔ جب کہ جماعت غیر مقلدین مخالفت میں سرگرم رہی، چناں چہ پشاور کے انتہا پسند ڈاکٹر شمس الدین افغانی نے کتاب "عمدۃ العدۃ لکشف الاستار عن اسرار ابی غدۃ" تصنیف کی۔[۵۷]

شیخ عبد القادر بن محمد اورفلی سیروان رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۰۴ھ---۱۳۷۵ھ/۱۸۸۷ء---۱۹۵۵ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، قبرستان دحداح میں قبر واقع ہے۔ عالم جلیل، مدرس، مصلح، شیخ عید سفر جلانی کی وفات کے بعد ان کے مدرسہ کو جاری و ساری رکھا اور تقریباً بیس برس نگران و مدرس رہے۔ شیخ ابراہیم غلایینی کے حلقات دروس میں حاضر ہوتے رہے۔[۵۸]

شیخ علی بن خلیل سلیق رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۸ھ---۱۴۰۹ھ/۱۹۰۰ء---۱۹۸۹ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی۔ شافعی عالم، متعدد کتب کے متون حفظ تھے، صوفیہ کے سلسلہ رشیدیہ ادریسیہ سے وابستہ، علم فرائض کے ماہر، شہر کے مختلف مدارس میں استاذ رہے۔ رمضان مبارک میں درس و خطابت کے لیے دیہاتوں کا سفر کرنا معمول تھا۔ تین گھر بنوائے ایک میں سکونت اور دو کے کرایہ سے ضروریات زندگی پوری کرتے۔[۵۹]

شیخ محمد ابراهیم بن سعد اللہ فضلی ختنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۴ھ---۱۳۸۹ھ/۱۸۹۶ء---۱۹۶۹ء

ترکستان کے علاقہ ختن کے گاؤں قرہ قاش میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں وفات پائی، جنت البقیع میں قبر نصیب ہوئی۔ حنفی عالم، مدرس، سیاح، مؤرخ، راوی، مسند، ماہر مخطوطات، مصنف، مادری زباں کے علاوہ عربی، فارسی، ترکی، اردو زبانوں کے ماہر۔

مقامی علماء ومدارس کے علاوہ کاشغر، سمرقند، بخاری، اندیجان، نمنکان میں تعلیم پائی، پھر حج وزیارت کے ارادہ سے نکلے اور تاشقند، استنبول، قاہرہ کے راستے ۱۳/ذوالحجہ ۱۳۴۸ھ کو مکہ مکرمہ داخل ہوئے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی، جہاں مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے مزید عقلی ونقلی علوم حاصل کیے نیز حرمین شریفین کے دیگر علماء سے استفادہ کیا اور مولانا لکھنوی کے قائم کردہ مدرسہ نظامیہ، پھر مدرسہ ترکستانی ودارالعلوم شرعیہ مدینہ منورہ میں مدرس رہے۔ ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء کو مسجد نبوی کے تابع مکتبہ محمودیہ میں مخطوطات کے ماہر ومترجم تعینات ہوئے۔ ان اشغال کے ساتھ مسجد نبوی میں مختلف کتب تفسیر جلالین، مشکوٰۃ المصابیح، مؤطا امام محمد وغیرہ کا درس دیتے۔ نیز اردن، لبنان، عراق، کویت وغیرہ کے سفر کیے۔ ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء میں دمشق وارد ہوئے اور رابطہ علماء شام کے صدر شیخ محمد ابوالخیر میدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہوئے، جہاں علماء شام نے اعزاز میں مجالس ومحافل منعقد کیں اور شائقین علم روایت نے آپ سے سند اجازت پائی۔ گیارہ سے زائد تصنیفات میں تحفة المستجيزين باسانيد اعلام المجيزين، الرسالة الفضلية فی ثبوت الطواقين للقارن بالادلة القطعية، فتح الروؤف ذی المنن فی تراجم علماء ختن، ترکی زبان میں مسائل الجمعة و العيدين و الجنازة، نیز اپنے مشائخ کے جاری کردہ فتاوے جمع کیے۔ آپ کا ذخیرہ کتب مکتبہ شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ میں آپ کے نام سے محفوظ ہے۔ شیخ ابراہیم ختنی کے مشائخ کی تعداد سو کے لگ بھگ ہے۔ شیخ ابراہیم غلایینی سے سند روایت حاصل کی۔ مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی، مولانا محمد علی حسین صدیقی خیر آبادی مدنی، مولانا عبدالستار بن عبدالوہاب صدیقی دہلوی مکی، مولانا عبداللہ بن محمد غازی ہندی مکی اور مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیالکوٹی مہاجر مدنی سے اخذ کیا۔ نیز محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد لائل پوری، مولانا محمد علاء الدین صدیقی خیر آبادی مدنی اور مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی سے مراسم تھے[۶۰] بعض نے لکھا کہ شیخ ابراہیم ختنی خطہ پاکستان پر پیدا ہوئے [۶۱] لیکن یہ درست نہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد ادیب صالح حفظہ اللہ

دمشق کے باشندہ، عالم، مبلغ، محقق وصحافی، سعودی عرب میں پروفیسر رہے، ماہ نامہ ''حضارۃ الاسلام'' دمشق کے چیف ایڈیٹر تھے۔ قطب شام شیخ محمد الحامد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آپ ہی کے دور ادارت میں خاص شمارہ شائع کیا گیا، جس پر اس مناسبت سے اداریہ بھی لکھا۔ شیخ ابراہیم غلایینی سے بعض علوم پڑھے نیز ان کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ استاذ گرامی کے احوال پر مختصر مضمون لکھا، جو ''حضارۃ الاسلام'' کے شمارہ رجب ۱۳۹۷ھ/ جولائی ۱۹۷۷ء میں چھپا، بعد ازاں اس میں اضافہ کیا اور ان دنوں ''مع العلامة الربانی اشیخ ابراهيم الغلايينی رحمۃ اللہ علیہ'' عنوان سے مذکورہ ذیل ویب سائٹ پر موجود ہے۔

www.al7ewar.net

شیخ محمد بدر الدین بن محمد کامل عابدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۳ھ---۱۴۰۲ھ/۱۸۹۷ء---۱۹۸۱ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، قبرستان باب صغیر میں واقع احاطہ آل عابدین میں قبر واقع ہے۔ عالم جلیل، مربی ومرشد، مدرس، فرانسیسی استعمار کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ دمشق میں ابتدائی تعلیم کے بعد القدس شریف کے صلاح الدین شریعت کالج میں داخلہ لیا، جہاں سے ۱۳۳۳ھ کو فارغ التحصیل ہوئے، پھر عثمانی فوج میں لازمی خدمات کے تحت شامل ہوئے اور پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ تک رہے۔ بعد ازاں مزید دینی تعلیم کی ٹھانی اور بطور خاص قطنا میں شیخ ابراہیم غلایینی کی شاگردی اختیار کی۔ وزارت تعلیم کی جانب سے ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء کو قطنا کی وادئ عجم میں مدرس ہوئے، پھر حوران، دوما، قنیطرہ، بیلا وغیرہ مقامات پر ۱۹۳۸ء تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر دمشق میں مدرسہ شیخ عید سفر جلانی وغیرہ میں ۱۹۵۶ء تک استاذ رہے۔ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء کو مفتی اعظم شیخ عطاء اللہ کسم کی اجازت وحکم سے مرکزی مسجد اموی وغیرہ دمشق کی مساجد میں رضاکارانہ دروس کا سلسلہ شروع کیا نیز مسجد بعیرہ کے

خطیب رہے۔ نیز متعدد مساجد کی تعمیر جدید ومرمت میں مالی وسائل کی فراہمی میں حصہ لیا۔

علماء دمشق نے ترکی سے آنے والے طلباء کی سہولت کے لیے ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء کو ایک تنظیم "جمعية اسعاف طلاب العلوم الشريعة الاسلامية" کی بنیاد رکھی، جس میں ترکی، یوگوسلاویہ، یونان، کیمرون، نائجیریا وغیرہ کے طلباء نے تعلیم پائی۔ اس مدرسہ میں طلباء کی تعداد بڑھ گئی تو ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء کو آپ نے دوسری تنظیم ومدرسہ "جمعية الفرقان" نام سے قائم کیے، جس میں آپ کی وفات کے دنوں یعنی ۱۹۸۱ء کو مالی، زائر، سیرالیون، چاڈ، بنگلہ دیش، جرمنی ومذکورہ بالا ممالک کے دوسو طلباء زیر تعلیم تھے۔ عمر کے آخری سالوں میں خرابی صحت کی بنا پر مذکورہ دونوں تنظیموں کی صدارت سے معذرت کر لی لیکن ایک عام کارکن کی حیثیت سے آخر دم تک ان سے وابستہ رہے۔ وفات کے روز آپ کے ہاں محفل میلاد منعقد تھی، یہ پیر کا دن اور دس صفر کی تاریخ تھی، نماز عشاء کے بعد محفل میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر خطاب فرمایا اور محفل کے اختتام پر رات ایک بجے وفات پائی۔ آئندہ جمعہ کو مساجد میں خطباء نے فضائل بیان کیے پھر تعزیتی تقریب منعقد ہوئی اور شعراء نے مرثیے لکھے۔ پہلے عرس کے موقع پر آپ کے حالات پر کتابچہ "نشرة بذكرى وفاة الشيخ محمد بدر الدين عابدين" شائع کیا گیا۔ استاذ گرامی شیخ ابراہیم غلایینی کی غیر حاضری میں "مفتی قطنا" کی ذمہ داری نبھاتے رہے اور وفات کے بعد آپ کے حالات قلم بند کر کے شائع کرائے۔[۶۲]

شیخ محمد تَیسِیر بن توفیق مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۱ھ تقریباً---۱۴۲۶ھ/۱۹۱۲ء---۲۰۰۵ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی۔ شافعی عالم، مسند، مدرس وخطیب، مبلغ، مزار سیدہ رقیہ بنت سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے ملحق مسجد میں طویل عرصہ امام وخطیب رہے۔ مدرس مسجد اموی، ریڈیو لیبیا کی طرف سے ختم قرآن کریم کی عالمی تقریب میں اسلامی دنیا کے وفود نے شرکت کی، جس میں شام کے دورکنی وفد میں شامل تھے۔ متعدد بار حج وعمرہ وزیارت کی

سعادت پائی، جس دوران حرمین شریفین میں پاک و ہند کے متعدد علماء ومشائخ سے اجازت وخلافت پائی۔ ایسے چند نام یہ ہیں:

مولانا محمد علی حسین صدیقی خیرآبادی مدنی، مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی، مولانا محمد سردار احمد لائل پوری، شاہ غلام نظام الدین احمد تونسوی چشتی، شاہ محمد فاروق رحمانی چشتی قادری کراچوی، مولانا برھان الحق عبد الباقی جبل پوری قادری، خواجہ محمد معصوم نقشبندی موہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابراہیم غلایینی سے بھی سند روایت واجازت پائی۔[۶۳]

بعد ازاں شیخ محمد تیسیر مخزومی سے مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نے سند اجازت حاصل کی[۶۴] آپ کے فرزند ڈاکٹر شیخ ابوطیب توفیق مخزومی نے کراچی یونی ورسٹی میں تعلیم پائی پھر یہاں کے متعدد مشائخ ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے اجازت وخلافت پائی۔

شیخ محمد بن محمود حجار رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۹ھ---۱۴۲۸ھ/۱۹۲۱ء---۲۰۰۷ء

حلب شہر میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ میں وفات پائی اور قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ فقیہ، مبلغ، زاہد، مصنف، نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ سے وابستہ، مدرسہ خسرویہ حلب میں تعلیم پائی، پھر وہیں امام وخطیب و مدرس ہوئے تا آنکہ ۱۹۸۱ء کو مدینہ منورہ ہجرت کی، جہاں زیادہ اوقات مسجد نبوی میں گزارتے۔ چھ سے زائد تصنیفات میں الاسلام و ارکانه الاربعة، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المقاصد پر شرح لکھی اور فتاویٰ امام نووی نیز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بداية الهداية پر تحقیق انجام دی۔ دمشق میں شیخ ابراہیم غلایینی سے فقہ، تصوف، لغت وغیرہ علوم پڑھے۔[۶۵]

شیخ محمد زکی بن ابراهیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۴ھ تقریباً---۱۴۱۹ھ/۱۹۱۶ء---۱۹۹۸ء

قاہرہ میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی۔ عالم جلیل، صوفی کامل، شاذلیہ سلسلہ کے

مرشد کبیر، صحابی، ابوالبرکات، فقیہ ومحدث، شاعر وادیب، حافظ کتاب اللہ، رائد العشیرۃ المحمدیۃ، جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل، انگریزی، فرانسیسی وجرمن زبانوں کے ماہر، مغربی ادب کا وسیع مطالعہ تھا۔ کراچی کے پروفیسر محمد حسن اعظمی جو ازہر یونی ورسٹی قاہرہ میں استاذ رہے، ان سے فارسی سیکھی۔ مصر وشام، حجاز مقدس ومراکش وغیرہ کے اکابر علماء ومشائخ سے اجازت پائی۔ مصر کے مختلف مقامات پر مدرس وپروفیسر رہے۔ ایک جماعت ''الرواد الاوائل'' کی بنیاد رکھی اور ۱۹۳۰ء کو جماعت ''العشیرۃ المحمدیۃ'' قائم کی، جو آپ کی وفات تک فعال رہی اور اسی نسبت سے رائد العشیرۃ المحمدیۃ کے منصب سے مشہور زمانہ تھے۔ مصر کے وہابی علماء ومبلغین شیخ محمد غزالی بن احمد سقا (وفات ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء) اور شیخ عبدالرحمن بن عبدالوہاب وکیل (وفات ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) سے زبانی وتحریری معرکے برپا رہے۔

''المجلس الاعلیٰ للطرق الصوفیۃ'' مصر میں صوفیہ کرام کی ملک گیر تنظیم اور علمی حلقوں وعوام نیز حکومت کے ہاں مقبول ومؤقر ہے۔ اس کے صدر، اکابر مشائخ کرام سے منتخب کیے جاتے ہیں، اس منصب کو شیخ مشایخ الطرق الصوفیۃ کہتے ہیں۔ مرکزی سیکریٹریٹ قاہرہ میں مسجد سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں واقع اور ترجمان رسالہ ماہ نامہ ''التصوف الاسلامی'' نام سے شائع ہوتا ہے[۶۶] اس تنظیم کے صدر شیخ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی [۶۷] تو یہ منصب آپ کو پیش کیا گیا لیکن معذرت خواہ ہوئے۔

اسلامی صحافت کے میدان میں التعارف، الخلاصۃ، العمل نامی رسائل کے مختلف اوقات میں ایڈیٹر رہے اور ۱۹۵۰ء کو ماہ نامہ ''المسلم'' جاری کیا جو نصف صدی بعد آپ کی وفات کے ایام میں اشاعت پذیر تھا۔ متعدد مضامین وخطبات ودروس ان رسائل میں شائع ہوئے۔ المسلم میں سیر حاصل افتتاحیہ لکھتے، جو بالعموم کسی موضوع پر مستقل مضمون کا درجہ رکھتے ہیں۔ وفات کے بعد انہیں کتابی صورت میں ''کلمۃ الرائد'' کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے، اب تک تین جلدیں طبع ہو چکی ہیں جو ۱۹۶۴ء تک کے افتتاحیہ پر مشتمل اور

۲۰۰۷ صفحات پر ہیں۔ گویا ابھی تین چوتھائی کی اشاعت باقی ہے۔ مزید برآں چھوٹی بڑی تصنیفات کی تعداد سو سے زائد ہے۔ چند کے نام یہ ہیں:

ابجدیۃ التصوف الاسلامی، اصول الوصول، الخطاب، حکم العمل بالحدیث الضعیف، مراقد اھل البیت فی القاھرۃ، ۱۹۶ صفحات، قضیۃ الامام المھدی، لیلۃ النصف من شعبان، عصمۃ النبی و نجاۃ ابویہ و عمہ، برکات القرآن علی الاحیاء و الموتیٰ، حول معالم القرآن، نیز چار شعری مجموعے ونعتیہ دیوان شامل ہیں۔[۶۸]

شیخ زکی ابراہیم نے مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی نیز مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہما اللہ سے قادری سلسلہ میں خلافت پائی [۶۹] مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مضمون کا اردو ترجمہ کیا جو ''سعودی زعماء سے اپیل'' عنوان سے ماہ نامہ نور الحبیب وغیرہ میں چھپا [۷۰] اور علم غیب بارے مضمون مفتی محمد خان قادری رحمہ اللہ کے ہاں زیر ترجمہ ہے۔ شیخ زکی ابراہیم نے نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ میں شیخ ابراہیم غلایینی سے خلافت پائی۔[۷۱]

شیخ محمد بن سلیم شخاشیر و المعروف بہ ابو ابراہیم کوسا رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۷ھ---۱۳۹۱ھ/۱۸۹۷ء---۱۹۷۱ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، قبرستان باب صغیر میں قبر واقع ہے۔ حافظ وقاری، نقشبندی مرشد، امام وخطیب۔ اوائل عمر میں تندور پر روٹیاں لگانے کا کام کرتے تھے، پھر دین کی جانب راغب ہوئے تو علماء کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تا آں کہ محدث شام شیخ بدر الدین حسنی کی خدمت میں پہنچے اور شاگرد خاص وخادم ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد شیخ ابراہیم غلایینی وغیرہ علماء سے اخذ کیا نیز تعمیر مسجد، تدریس، تلاوت و نعت خوانی کے اعمال میں مشغول ہوئے اور ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء کو مدینہ منورہ حاضر ہوئے، جہاں عبادت، درس وتدریس میں مگن ہوئے، بارہ برس قیام کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا!

تمہاری زیارت مکمل ہوئی، اب وطن واپس جاؤ۔

چناں چہ دمشق پہنچے اور استاذ گرامی محدث شام کے مزار سے ملحق مسجد کی تعمیر میں فعال نیز شہر کے دیگر مقامات پر مساجد و مدارس کی تعمیر و ترقی میں معاون ہوئے۔ اگلے مرحلہ میں مزار محدث شام کی مسجد میں امام وخطیب ہوئے اور دیگر مساجد میں درس دینے لگے اور نقشبندی ختم کا اہتمام کیا۔ ان اعمال کے ساتھ خود اکابر علماء و مشائخ کے دروس اور محافل درود و نعت میں حاضر ہونے کا التزام جاری رکھا۔ فجر کی نماز کے لیے مسجد کی جانب رواں تھے کہ گاڑی حادثہ پیش آیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔[۷۲]

شیخ محمد عید بن عبداللہ یعقوب حسینی حفظہ اللہ

پیدائش ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۶ء

شمالی فلسطین کے گاؤں صفد کے سادات گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ عید الاضحیٰ کی صبح لوگ نماز عید ادائیگی کی غرض سے نکلے تو اسی لمحہ ولادت ہوئی، جس مناسبت سے نام "عید" تجویز کیا گیا۔ آپ کے والد تاجر تھے، جنہوں نے افراد خانہ سمیت ۱۹۴۵ء کو دمشق ہجرت کی۔ شیخ محمد عید نے دمشق کے اکابر علماء و مشائخ سے تعلیم و تربیت پائی۔ شافعی عالم جلیل، نقشبندی مرشد، مصنف، مبلغ اسلام، امام وخطیب و مدرس، مفتی شیخ ابراہیم غلایینی سے کتب تصوف پڑھیں اور نقشبندی سلسلہ میں خلافت پائی۔ جوانی کے ایام میں تمام تر قوت تدریس پر صرف کی اور فجر سے عشاء تک سولہ حلقات دروس منعقد کرتے۔ نیز دمشق اور گردونواح میں تبلیغ وامر بالمعروف کے کاموں میں فعال رہے جو حکومت کو ناگوار گزرا، جس باعث بارہا جیل بھیجے گئے۔ آپ کی تقاریر ریڈیو پر نشر ہوتی رہیں۔ حاکم دبئی کی خواہش پر متحدہ عرب امارات میں درس و تدریس اور دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا، جو آج تک جاری ہے۔ دبئی میں شاگردوں اور ارادت مندوں کا وسیع حلقہ ہے۔ نیز ترکی، تنزانیا، سپین، ہالینڈ، لندن، پیرس، افریقی و یورپی ممالک میں تبلیغی خدمات جاری ہیں۔ گزشتہ نصف صدی سے ایک برس حج

اور دوسرے برس عمرہ کا معمول اپنا رکھا ہے۔ جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ کے ہاں منعقدہ اجتماع کی عظمت و حجم کا اندازہ ہو کہ اس میں شرکاء کی ضیافت کے لیے دو سے تین سو تک جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ مختلف موضوعات توحید، تجوید، فقہ شافعی پر چند تصنیفات ہیں۔ ایک کتاب "السلسلة الذهبية فی مناقب السادة النقشبندية" پیش نظر ہے، جس میں اپنے مرشد شیخ ابراہیم غلایینی اور سلسلہ کے دیگر اکابر مشائخ عظام حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے حالات اور نقشبندی سلسلہ کے عمومی تعارف، آداب مرید، آداب ذکر، بیعت کی تعریف، ختم خواجگان، تصور شیخ وغیرہ بارے لکھا ہے۔ یہ کتاب ۴۳۵ صفحات پر شائع ہوئی۔[۷۳]

شیخ محمد یاسین بن محمد عیسٰی فادانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۵ھ---۱۴۱۰ھ/۱۹۱۶ء---۱۹۹۰ء

انڈونیشیا کے صوبہ فادان سے ان کے بزرگ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آئے جب کہ آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی اور قبرستان المعلی میں قبر بنی۔ شافعی عالم، محدث، مسند العصر، صاحب تصانیف کثیرہ، اسلامی دنیا کے سات سو سے زائد علماء سے سند روایت حاصل کی، جس باعث مسند العصر کہلائے اور روایت و اسانید کے موضوع پر دسیوں کتب تحقیق و تالیف کیں، جس پر ان علوم کے مجدد کہلائے۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ کیا۔ مدرسہ صولتیہ وغیرہ میں تعلیم پائی، پھر مسجد حرم میں مدرس اور دار العلوم دینیہ مکہ مکرمہ کے مدرس و نگران اعلیٰ رہے۔ آپ سے اخذ کرنے والے پوری اسلامی دنیا میں ہیں۔ سو سے زائد تصنیفات و تحقیقات کے دیگر موضوعات میں حدیث، فقہ، لغت و بیان، منطق، فلک شامل ہیں۔ چند کے نام یہ ہیں:

اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، اتحاف الباحث السری باسانید الوجيه الكزبری الصغير، اتحاف الخلان توضيح

تحفة الاخوان فی علم البیان للدردیر، اسانید احمد بن حجر الهیتمی المکی، الجامع الحاوی فی مرویات الشرقاوی، حسن الوفا لاخوان الصفا للظاهری، الدر المنضود شرح سنن ابی داؤد، الدر النثیر علی ثبت الامیر، قرة العین فی اسانید اعلام الحرمین، الکوکب الداری باجازة محمود سعید ممدوح القاهری، المقتطف من اتحاف الاکابر باسانید المفتی عبدالقادر لمحمد هاشم السندی۔

بعض نے سنہ وفات ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء لکھا، جودرست نہیں۔ شیخ ابراہیم غلایینی سے اسلامی علوم میں روایت کی سندواجازت پائی۔[۷۴]

شیخ محمود بن علی قُوَیدر

پیدائش ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء

دمشق میں پیدا ہوئے اور شہر کے اکابر علماء ومشائخ سے تعلیم وتربیت پائی، نیز دمشق یونی ورسٹی کے اکنامک کالج سے تکمیل کی، پھر وزارت خزانہ میں شعبہ حساب سے وابستہ رہے۔ شیخ سید محمد مکی کتانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد وخادم خاص، جن سے شاذلی سلسلہ اور دیگر مشائخ سے نقشبندی وقادری سلاسل میں اجازت پائی۔ شیخ ابراہیم غلایینی کے حلقات دروس میں حاضر ہوتے رہے۔[۷۵]

شیخ محمود بن عمر حبال رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۲۵ھ---۱۴۱۵ھ/۱۹۰۷ء---۱۹۹۵ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی اور اپنے استاذ محدث اعظم شام شیخ بدرالدین حسنی کے احاطہ مزار میں دفن کیے گئے۔ شافعی عالم، صوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ سے وابستہ، امام وخطیب، زاہد۔ رسیاں بنانے کا پیشہ اپنایا، جس سے ضروریات زندگی پوری کرتے، اسی کے ساتھ عمر بھر درس وتدریس میں مگن رہے۔ شہر کی مختلف مساجد میں حلقہ درس منعقد کرتے، جن کتب کا درس دیتے ان میں فقہ حنفی کی "حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح" شامل ہیں۔

مختلف گھروں میں بھی درس کا سلسلہ قائم کیا، جہاں "تفسیر الجمل علی الجلالین" وغیرہ پڑھاتے۔ ہر ہفتہ کی صبح مسجد میں محفل ذکر منعقد کرتے، جس کا ثواب اپنے استاذ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی نذر کرتے۔ ۳۵ حج اور بکثرت عمرے کیے۔ جنازہ میں بیس ہزار سے زائد افراد شریک ہوئے[۷۶] بعض نے سنہ وفات ۱۴۱۶ لکھا۔

شیخ سید محی الدین بن احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۵ھ---۱۴۱۸ھ/۱۸۹۷ء---۱۹۹۷ء

آپ کے اجداد مراکش سے ہجرت کر کے خطہ شام کے شہر بقاع، پھر حماہ اور بالآخر قطنا میں آ بسے۔ شیخ محی الدین قطنا میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد شیخ الوقت شیخ ابراہیم غلایینی کی شاگردی اختیار کی پھر انہی کے ہو کر رہ گئے۔ قرآن مجید حفظ کیا، متعدد علوم کی اہم کتب پڑھیں اور سفر وحضر میں روز وشب آپ کی خدمت میں حاضر وحصول تعلیم میں مگن رہے نیز دمشق کے دیگر اکابرین سے اخذ کیا۔ شافعی عالم، فرضی، شاعر، صوفیہ کے سلاسل نقشبندی شاذلی قادری سے وابستہ۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران کچھ عرصہ عثمانی فوج میں افسر رہے۔ استاذ گرامی شیخ ابراہیم غلایینی کی وفات پر قطنا اور اس کے گردونواح میں انہی کی نہج پر کام کو آگے بڑھایا نیز دمشق کی مرکزی مسجد اموی میں ہر ماہ رمضان کو تیس برس تک درس دیتے رہے۔ مساجد کی مرمت وتعمیر میں فعال رہے۔ چند تصنیفات میں شعری مجموعہ اور ردعیسائیت وغیرہ موضوعات پر کتب ہیں۔ شاگردوں میں شیخ محمود سعد الدین غلایینی اہم نام ہے۔[۷۷]

مفتی شیخ سید ابراہیم غلایینی کے مزید شاگردوں میں شیخ عبداللہ بن شریف تقی، شیخ عبدالقادر سعید الشیخ، کناکر کے شیخ طہ اطرش اہم نام ہیں[۷۸] لیکن پیش نظر کتب میں ان کے حالات درج نہیں۔

تصنیفات

شیخ ابراہیم غلایینی کی ایک مختصر تصنیف "القول الموجز المبین فیما اختصره

رسول اللہ ﷺ من امور الدین'' نام کی ہے، جو ۱۹۵۴ء میں تالیف کی اور آپ کی زندگی میں چھ صفحات پر شائع ہوئی۔

اسلامیان پاک و ہند سے تعلق

عارف باللہ مفتی شیخ سید ابراہیم غلایینی نقشبندی اور مدینہ منورہ میں مقیم سیالکوٹ کے عالم جلیل و عارف باللہ مسند کبیر و قادری سلسلہ کے مرشد مولانا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ملاقات و مراسم تھے۔[۷۹]

اولاد

صاحب عزالشام کے بقول شیخ ابراہیم غلایینی صاحب کرامات تھے اور اعظم کرامت یہ تھی کہ ان کے چاروں فرزندان اکابر علماء و صوفیہ میں سے ہوئے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

شیخ محمد بدرالدین غلایینی، شیخ احمد غلایینی، شیخ عبداللہ غلایینی، شیخ محمود سعدالدین غلایینی رحمہم اللہ [۸۰]

وفات

۱۴رشوال ۱۳۷۷ھ، مطابق ۱۹۵۸ء کے دن شیخ ابراہیم غلایینی نے دمشق کی مسجد مازی میں نماز جمعہ ادا کی، پھر وہیں سے شیخ سید محمد مکی کتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے چل نکلے، جو رابطہ علماء شام کے نائب صدر تھے اور بعد ازاں صدر رہے[۸۱] آپ بخیریت وہاں پہنچے لیکن گفتگو کے دوران جسم پر رعشہ طاری ہوا اور بولنے سے عاجز آئے، تب وہیں سے اسپتال منتقل کیے گئے، جہاں فوری طبی امداد دی گئی، پھر صدر شام شکری قوتلی کے حکم پر علاج کا خاص اہتمام کیا گیا لیکن پیر کی فجر تک مذکورہ کیفیت برقرار تھی کہ وفات پائی۔ اسپتال سے بیٹے شیخ محمد بدرالدین غلایینی کے گھر لائے گئے اور اسی لمحہ ریڈیو پر اس سانحہ کی خبر نشر ہوئی، تب عزیز و اقارب، دوست احباب، مریدین و ارادت مند دور دراز علاقوں سے جوق در جوق پہنچنے لگے۔ اسی روز عصر کے بعد مسجد اموی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں اکابر علماء و مشائخ نیز ملک کے نائب صدر نے شرکت کی، پھر ہزاروں پر مشتمل جلوس قبرستان باب صغیر لے کر آیا

جہاں اپنے استاذ گرامی محدث اعظم شام شیخ سید محمد بدرالدین حسنی کے مقبرہ کے پہلو میں سپرد خاک کیے گئے اور تدفین کے مرحلہ پر مقررین نے خدمات کو سراہا نیز بلندئ درجات کے لیے دعا کی۔

وفات کے تیسرے روز رابطہ علماء شام کے زیر اہتمام مسجد اموی میں تعزیتی تقریب منعقد ہوئی، جس میں اکابرین نے خراج تحسین پیش کیا۔ اگلے جمعہ کے موقع پر خطباء نے مساجد میں محاسن بیان کیے نیز دعا مغفرت کرائی۔ علاوہ ازیں شہر کے متعدد شعراء مثلاً ماہنامہ ''التمدن الاسلامی'' دمشق کے چیف ایڈیٹر شیخ محمد الخطیب[۸۲] نیز شیخ حسین الخطاب[۸۳] وغیرہ نے اس مناسبت سے مرثیے موزوں کیے۔[۸۴]

شیخ محمد بدرالدین بن ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ

١٣٣٠ھ---١٤١١ھ/١٩١٠ء---١٩٩١ء

ولادت و تعلیم

دمشق کے محلہ سمانہ میں ١٣٣٠ھ/١٩١٠ء کو پیدا ہوئے، اپنے والد گرامی سے ابتدائی تعلیم اور پھر متعدد علوم وفقہ شافعی کی امہات الکتب پڑھیں نیز فقہ حنفی پر آگاہی کے لیے الھدیۃ العلائیۃ پڑھی[٨٥] والد کے استاذ محدث اعظم شام شیخ سید بدرالدین حسنی سے تعلیم وتربیت پائی۔ جب حجاز مقدس حاضر ہوئے تو والد ماجد کی اتباع میں مفتی مالکیہ شیخ محمد علی مالکی سے اخذ کیا[٨٦]
شیخ محمد بدرالدین غلایینی کے دیگر اساتذہ ومشائخ کے نام وتعارف حسب ذیل ہے۔
شیخ محمد ابوالخیر میدانی، شیخ محمد توفیق ایوبی، شیخ حسن مشاط رحمہم اللہ۔

اساتذہ

شیخ محمد ابوالخیر بن محمد میدانی رحمۃ اللہ علیہ

١٢٩٣ھ---١٣٨٠ھ/١٨٧٥ء---١٩٦١ء

دمشق کے محلہ میدان میں پیدا ہوئے، دمشق میں ہی وفات پائی، قبرستان دحداح میں قبر واقع ہے۔ حنفی عالم، محدث، نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ کے مرشد کبیر، مصنف،

صاحب کرامات کثیرہ، قطب شام، مبلغ، شیخ عیسیٰ کردی کے خلیفہ اعظم وداماد تھے۔ عربی کے علاوہ ترکی، فارسی، کردی، فرنچ اور کسی قدر انگریزی پر عبور حاصل تھا۔ رابطہ علماء شام کے پہلے صدر منتخب کیے گئے۔ طب وفلک، حساب والجبراء، خوابوں کی تعبیر وغیرہ علوم کے ماہر نیز قدیم وجدید شاعری پر آگاہ تھے۔ تصوف پر متقدمین ومتاخرین کی تصنیفات پر گہری نظر تھی، صوفیہ کرام سے روابط اور شریعت وطریقت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہر صبح حلیۃ الاولیاء کا درس دیا کرتے۔ مسجد توبہ وشہر کی دیگر مساجد اور بعض خانقاہوں میں درس منعقد کرتے۔ آپ کا طریقہ تدریس قدیم وجدید منہج کا حسین امتزاج تھا۔ اصول حدیث پر مشتمل کتاب لکھی، جو نامکمل رہی نیز مرشد گرامی شیخ عیسیٰ کردی کے احوال پر تصنیف ہے اور درود شریف کے موضوع پر مولانا خالد کردی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "جالیۃ الاکدار و السیف البتار فی الصلوۃ علی المختار ﷺ" پر تحقیق انجام دی، جس کا تیسرا ایڈیشن ١٩٦٧ء کو دمشق سے ٥٩ صفحات پر طبع ہوا۔[٨٧]

شیخ محمد توفیق بن محمد ایوبی انصاری رحمۃ اللہ علیہ

وفات تقریباً ١٣٥١ھ/١٩٣٢ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی۔ عالم جلیل، ادیب وشاعر، مدرس، صوفیہ کے سلسلہ رفاعیہ سے وابستہ، ترکی زبان کے ماہر، جب کہ کسی قدر فارسی پر مطلع تھے۔ دمشق کے علاوہ دارالخلافہ استنبول اور مدینہ منورہ میں مدرس رہے۔ مجلۃ الاحکام الشرعیۃ کی ترکی شرح القواعد الکلیۃ کو عربی میں ڈھالا، جو ١٢٩٨ھ نیز ١٣٠٣ھ کو دمشق سے چھپی۔ استخارہ کے بغیر کوئی کام انجام نہ دیتے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی الدولۃ المکیۃ پر تقریظ لکھی جو مطبوع ہے۔ ادھر مدینہ منورہ میں الدولۃ المکیۃ کا جو قلمی نسخہ مولانا ضیاء الدین احمد سیالکوٹی کے ورثاء کے ہاں موجود ہے، اس کی تصحیح آپ نے انجام دی[٨٨] شیخ محمد بدرالدین غلایینی نے آپ سے فقہ وحدیث کے علوم پڑھے۔

شیخ محمد حسن بن محمد مشاط رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۱۷ھ---۱۳۹۹ھ/۱۹۰۰ء---۱۹۷۹ء

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، قبرستان المعلی میں قبر واقع ہے۔ مالکی عالم، حافظ، مسند، مصنف، صوفیہ کے سلسلہ قادریہ میں مجاز، مدرس مسجد حرام، مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی پھر تیس برس تک اسی میں استاذ رہے۔ مکہ مکرمہ عدالت کے جج و سعودی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ سوڈان، مصر و شام اور لبنان وغیرہ کے تبلیغی دورے کیے۔ پندرہ تصنیفات و تحقیقات میں الارشاد بذکر بعض مالی من الاجازۃ والاسناد، انارۃ الدجی فی مغازی خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم، دو جلد، ۶۱۸ صفحات، بغیۃ المسترشدین بترجمۃ الائمۃ المجتهدین، البهجۃ السنیۃ فی شرح الخریدۃ، الجواهر الثمینۃ فی ادلۃ عالم المدینۃ، ۳۲۶ صفحات، شامل ہیں۔ اساتذہ میں مولانا مشتاق احمد کانپوری و مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہیں۔[۸۹]

شیخ بدرالدین غلایینی نے شیخ حسن مشاط سے جملہ اسلامی علوم میں اجازت پائی۔

علمی زندگی

شیخ محمد بدرالدین غلایینی، فقیہ شافعی، متعدد علوم کے ماہر، زاہد و عابد، شہرت و تصنع سے بیزار، عزلت پسند، جود و سخا میں مشہور اور خاموش طبع شخصیت تھے۔ ابتداً دمشق میں شاذلی سلسلہ کے مرشد کبیر و مربی شیخ محمد تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ[۹۰] کے قائم کردہ مدرسہ میں استاذ ہوئے پھر محدث اعظم شام نے دعوت و ارشاد کی ذمہ داری سونپ کر ۱۹۳۰ء کو ارض فلسطین روانہ کیا، جہاں جبل شیخ، شبعا، اردن کے قصبہ زرقا میں امام و خطیب رہے نیز دیہاتی علاقوں میں جا کر دینی احکام میں لوگوں کی رہنمائی کی۔

ان ایام میں وسیع و عریض عظیم سلطنت عثمانیہ کا کلی خاتمہ ہوئے ایک عشرہ ہونے کو تھا۔ اسلامی دنیا بالخصوص عرب باشندے مقہور و منتشر اور اغیار کے شکنجہ میں تھے، اسی کے ساتھ صیہونی قوتیں اسرائیلی ریاست قائم کرنے کے لیے فعال تھیں۔ ان حالات میں مذہبی قیادت نے

عوام میں نہ صرف جذبہ جہاد بیدار و نمایاں کیا بلکہ خود بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شام کے عالم و شاذلی سلسلہ کے مرشد شیخ محمد عز الدین بن عبد القادر قسام ازہری شہید رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء) کا نام تحریک جہاد آزادیٔ فلسطین کے زعماء و مجاہدین میں اوّلیں اہم نام ہے جو حیفا فلسطین میں امام و خطیب و مدرس تھے اور تلامذہ و مریدین کے ہمراہ جہاد کا علم بلند کیا، تا آنکہ شہادت پائی[۹۱] شیخ محمد بدرالدین غلایینی نے ان کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیا، جس کی پاداش میں بالآخر برطانوی حکومت کی سعی سے خطہ فلسطین سے نکالے گئے۔

فلسطین میں سات برس قیام کے بعد واپس قطنا پہنچے اور والد گرامی کی خواہش پر وہاں کی مسجد عمری کے امام و خطیب ہوئے، جہاں ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۶ء تک خدمات انجام دیں۔ پھر ۱۹۴۷ء سے ۱۹۸۱ء تک دارالافتاء دمشق میں مدرس رہے نیز قطنا و دمشق کی مساجد میں درس دیا اور ۱۹۸۱ء کو قطنا منتقل ہوئے، جہاں والد گرامی کی مسجد سے وابستہ ہوئے۔

تلامذہ

شیخ محمد بدرالدین غلایینی کے تلامذہ و مجیزین میں سے فقط دو بارے معلومات مل سکیں۔ ایک شیخ محمد تیسیر مخزومی[۹۲]، جنہوں نے آپ کے والد گرامی سے بھی اسلامی علوم میں اجازت پائی اور دوسرے شیخ سعید بن احمد احمر رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سعید بن احمد احمر رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۲۰ھ---۱۴۰۱ھ/۱۹۰۲ء---۱۹۸۱ء

دمشق کے قریب گاؤں تل میں پیدا ہوئے اور دمشق شہر کی مسجد میں نماز فجر کی سنتیں ادا کر چکے تھے کہ وفات پائی۔ والد گرامی و بڑے بھائی اور شیخ محمد بدرالدین غلایینی و علماء دمشق سے تعلیم پائی۔ فرانسیسی استعمار کے خلاف جہاد میں حصہ لیا پھر جامعہ ازہر قاہرہ سے تعلیم مکمل کی۔ عالم جلیل، مجاہد، امام و خطیب و مدرس، جب کہ گزر بسر کے لیے گھڑیاں مرمت کرنے کا پیشہ اپنایا۔ آئندہ دنوں میں آپ کے فرزندان نے گھڑیوں کی تجارت کو

وسعت دی اور اس حوالہ سے شام وحجاز ومقدس میں پہچانے گئے۔ ایک بیٹے عبدالرحمٰن بن سعید احمر، شامی پارلیمنٹ کے رکن رہے۔ شیخ سعید احمر حرستا نامی گاؤں میں امام وخطیب، پھر دمشق کی مرکزی مسجد اموی وغیرہ میں مدرس ہوئے۔

ان کے والد شیخ احمد بن علی احمر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء) علاقہ کے اہم عالم اور شیخ ابراہیم غلایینی کے ہم سبق تھے۔ شیخ ابراہیم جب قطنا سے باہر ہوتے تو شیخ احمد احمر کو اپنا قائم مقام مقرر کرتے۔[۹۳]

تصنیفات

تصوف کی تائید ووہابیت کی تردید میں شیخ بدرالدین غلایینی نے مستقل کتاب لکھی جو تاحال شائع نہیں ہوئی۔

اسلامیان پاک وہند سے تعلق

مدینہ منورہ میں مقیم سیالکوٹ کے مولانا ضیاء الدین احمد قادری سے جمیع اسلامی علوم میں روایت کی اجازت وخلافت پائی۔[۹۴]

وفات

۲۳ر رجب ۱۴۱۱ھ، مطابق ۷ر فروری ۱۹۹۱ء، بروز جمعرات کی صبح شیخ بدرالدین غلایینی نے حجاز مقدس کے تاریخی وساحلی شہر جدہ میں مقیم اپنے فرزندان کے ہاں وفات پائی اور قبرستان المعلی مکہ مکرمہ میں سپرد خاک کیے گئے۔

اولاد

شیخ محمد بدرالدین غلایینی کے سات بیٹے ہیں۔ بڑے فرزند محمد خیر جنہوں نے جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی اور اب جدہ میں کاروبار وفیکٹری کے مالک ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن جورڈیو کویت سے وابستہ رہے، دار المعلمین جدہ کے پروفیسر ڈاکٹر عمر، عثمان، پروفیسر ڈاکٹر علی، انجینئر حسن، انجینئر حسین غلایینی نام سے ہیں۔[۹۵]

شیخ احمد بن ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۰ھ---۱۴۰۰ھ/۱۹۱۲ء---۱۹۸۰ء

آپ کے حالات وخدمات دستیاب نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ عالم جلیل وصوفی کامل تھے اور نسل آگے نہیں چلی۔[۹۶]

شیخ محمود سعد الدین بن ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۷ھ---۱۴۱۹ھ/۱۹۲۸ء---۱۹۹۹ء

ولادت و تعلیم

شیخ محمود سعد الدین غلایینی ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء کو قطنا میں پیدا ہوئے، جہاں والد گرامی سے تعلیم و تربیت پائی، اس کے ساتھ قطنا کے پرائمری سکول ابن رُشد میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۵ء کو دمشق کے مدرسہ ثانویہ شرعیہ سے وابستہ ہوئے۔ جہاں دینی و دنیاوی علوم اخذ کر کے ۱۹۵۰ء کو فراغت پائی۔ اس دوران قطنا کے ایک سکول میں پڑھانے لگے۔ مذکورہ برس شادی ہوئی نیز دمشق کے ادبی کالج میں داخلہ لیا جہاں ایک برس تعلیم کے بعد وزارت تعلیم کا مقابلہ امتحان پاس کر کے مزید حصول علم کے لیے وظیفہ پر ۱۹۵۱ء کو جامعہ ازہر قاہرہ کی راہ لی جہاں سے اعلیٰ ترین سند پا کر ۱۹۵۵ء کو واپس وطن آئے۔ جب کہ والد گرامی سے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔

اساتذہ

شیخ سعد الدین غلایینی کے دیگر اساتذہ میں دمشق و قاہرہ کے جلیل القدر علماء شامل ہیں۔ مدرسہ ثانویہ دمشق جہاں تقریباً پانچ برس تعلیم پائی، اس مدرسہ سے شہر کے اہم علماء، مؤرخین و ادباء

اور ماہرین لغت وابستہ تھے جو مختلف علوم پڑھانے میں شہرت رکھتے تھے۔ مدرسہ سے وابستہ اس دور کے اساتذہ کے نام غرر الشام میں دیے گئے ہیں[۹۷] لیکن یہ واضح نہیں کہ ان میں سے شیخ سعد الدین غلایینی نے کن سے تعلیم پائی۔ اس مدرسہ کے علاوہ آپ شہر کے دیگر اکابر علماء کرام کی مجالس و حلقات دروس سے بھی استفادہ کرتے رہے اور قاہرہ میں چار سالہ قیام کے دوران جامعہ ازہر کے شہرہ آفاق مدرسین کے علاوہ شہر کے اکابر علماء و مشائخ سے بھی فیض یاب ہوئے۔

بیعت و خلافت

والد ماجد عارف باللہ شیخ ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر و باطن کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ ان کی وفات ۱۹۵۸ء تک جاری رکھا، علاوہ ازیں قاہرہ کے عارف کامل شیخ سلامہ عزامی رحمۃ اللہ علیہ سے نقشبندی مجددی سلسلہ میں اجازت پائی۔

شیخ سلامہ قضاعی عزامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۸ھ---۱۳۷۶ھ/۱۸۸۱ء---۱۹۵۶ء

مصر کے شہر قلیوب کے قریب ایک جزیرہ میں پیدا ہوئے اور قلیوب میں وفات پائی۔ دو برس کی عمر میں بینائی جاتی رہی۔ حافظ قرآن کریم، فقیہ شافعی، صوفی شاعر، مدرس، مصنف، جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی پھر وہاں کے اکابر علماء و مدرسین میں سے ہوئے۔ ابتدائے عمر میں صوفیہ کے مشہور سلسلہ خلوتیہ سے وابستہ ہوئے پھر قاہرہ میں نقشبندی مرشد کے ط[illegible] بانے گئے۔ القدس الشریف اور الخلیل حاضر ہوئے نیز حج و زیارت کی سعادت پائی۔ چند کتب اور متعدد مضامین یادگار ہیں اور رد وہابیت پر آپ کی تحریریں بطور خاص مقبول ہوئیں۔ تصنیفات میں البراھین الساطعة فی الرد علی بعض البدع الشائعة، براھین الکتاب و السنة الناطقة علی وقوع الطلقات المجموعة، فرقان القرآن بین صفات الخالق و صفات الاکوان، دو سو صفحات، وغیرہ مطبوع ہیں۔ نیز اوراد پر مشتمل عارف باللہ شیخ عواض بن اسحاق طهلوشی قلیوبی رحمۃ اللہ علیہ کی "حزب جلب الارزاق ودفع المشاق" آپ کی تقاریر کے ساتھ

۲۷ صفحات پر چھپی۔

ماہ نامہ ’’طریق الحق‘‘ قاہرہ [۹۸] میں مضامین شائع ہوتے رہے، جیسا کہ پیش نظر شمارہ میں ’’جواز طلب الشفاعة من النبی ﷺ و من الولی و صالحی المؤمنین، ازالة بعض شبهات التلبیس الوهابی‘‘ عنوان سے ہے۔ نیز اپنے مرشد گرامی صاحب تنویر القلوب شیخ محمد امین کردی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ۱۳۴۳ھ میں قلم بند کرائے، جو تنویر القلوب کے زیر نظر ایڈیشن کے آغاز میں اور ’’خلاصة کتاب المواهب السرمدية‘‘ میں پچپن صفحات پر مشتمل ہیں۔ آپ کی شاعری میں سے ہے کہ اپنا نقشبندی شجرہ طریقت منظوم کیا جو ۴۷ اشعار پر مشتمل اور ’’الانوار الصمدية فی التوسل بالسلسلة النقشبندية‘‘ عنوان سے کتاب ’’الاجابة الربانية‘‘ میں منقول ہے۔

شیخ سلامہ عزامی کی نقشبندی سند محض تین واسطوں بعد تیرہویں صدی ہجری کے مشہور صوفی و عالم جلیل مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ سے متصل ہے، جو وطن عراق کردستان سے ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء کو ہندوستان آئے اور دہلی میں مولانا شاہ غلام علی عبداللہ بٹالوی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی نیز محدث ہند شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) کی شاگردی اختیار کی۔ اتصال یوں ہے:

شیخ سلامہ قضاعی عزامی عن صاحب تنویر القلوب شیخ محمد امین بن فتح اللہ اربلی کردی مصری (وفات ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء) عن شیخ عمر ضیاء الدین بن عثمان سراج الدین طویلی کردی (وفات ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۱ء) عن شیخ عثمان سراج الدین بن خالد آغا طویلی کردی (وفات ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء) عن ابوالبہاء ضیاء الدین مولانا خالد بن احمد عثمانی کردی دمشقی (وفات ۱۲۴۲ھ/ ۱۸۲۷ء) رحمۃ اللہ علیہم۔ [۹۹]

علمی خدمات

شیخ محمود سعد الدین غلایینی نے والد گرامی اور دمشق و قاہرہ کے اکابرین سے

تحصیل علم کے ساتھ تدریس کا شعبہ اپنایا اور عمر بھر شام و سعودی عرب میں تشنگان علم کی پیاس بجھائی۔ جامعہ ازہر سے تکمیل کے بعد دمشق اور اس کے گرد و نواح میں مدرس تعینات رہے تا آں کہ ۱۹۶۹ء کو اسی سلسلہ میں سعودی عرب گئے جہاں تبوک، باحہ، طائف کے سرکاری مدارس میں استاذ رہے۔ واپس آئے تو دمشق وغیرہ میں خدمات انجام دیں اور ۱۹۸۰ء کو پنشن یاب ہو کر دمشق کے معهد الفرقان میں اگلے پندرہ برس سے زائد تک پڑھاتے رہے۔ بھائی شیخ محمد بدر الدین غلایینی کے ہمراہ ۱۹۸۶ء کو ترکی کا طویل دورہ کیا۔

تلامذہ

آپ نے عمر بھر تدریسی خدمات انجام دیں لہٰذا آپ کے شاگردوں میں اہم نام ہوں گے لیکن ان کے احوال و اسماء تک راقم السطور کی رسائی نہیں ہو سکی۔ ایک شاگرد شیخ احمد سلیم اللوجی حفظہ اللہ بارے معلوم ہو سکا، جو شافعی عالم، شاذلی الطریقہ اور دمشق کی اہم مسجد میں امام و خطیب ہیں۔

وفات

حنفی عالم جلیل و صوفی شیخ محمود سعد الدین بن ابراہیم غلایینی ازہری نے جمعرات کی شام آٹھ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، مطابق ۲۵/مارچ ۱۹۹۹ء کو دمشق میں وفات پائی اور والد گرامی کے قریب قبر بنی۔ رحمۃ اللہ علیہ

اولاد

شیخ سعد الدین غلایینی کے ہاں پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹوں کے نام ایمن، ڈاکٹر انس، انجینئر عبدالعزیز، صلاح الدین، محمد یسار غلایینی ہیں۔ بڑے فرزند ایمن نے والد گرامی کے حالات قلم بند کر کے ’’مقتطفات من سیرة العالم الشیخ سعد الدین ابراهیم الغلایینی‘‘ نام دیا۔ [۱۰۰]

شیخ عبداللہ بن ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۳ھ---۱۴۲۷ھ/۱۹۲۴ء---۲۰۰۶ء

ولادت و تعلیم

شیخ عبداللہ غلایینی ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے، والد گرامی سے تعلیم و تربیت پائی، قرآن مجید حفظ کیا اور فقہ حنفی کی مـراقـی الـفـلاح وغیرہ کتب پڑھیں، پھر ۱۹۳۹ء کو پرائمری سکول میں داخلہ لیا، جس کے بعد "جمعیة الغراء" کے تحت قائم مدرسہ میں ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء تک دینی علوم پڑھے۔ "معهد التوجيه الاسلامی" میں داخل ہوئے، جہاں سے ۱۹۴۹ء کو سند فراغت پائی۔ اس مدرسہ میں عالم اسلام کے مشہور مبلغ و صاحب تصانیف کثیرہ مفکر اسلام ڈاکٹر محمد سعید بن رمضان بوطی حفظہ اللہ (پیدائش ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء) ہم سبق تھے۔[۱۰۱]

اساتذہ

شیخ عبداللہ کے دیگر اساتذہ کرام کے نام اور ان میں سے دست یاب کا تعارف

حسب ذیل ہے۔ شیخ حسن حبنکہ، شیخ حسین خطاب، شیخ خالد النحل، شیخ صادق حبنکہ، شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ، شیخ عبدالرحمٰن طیبی، شیخ عبدالرؤوف ابوطوق، شیخ محمد حموی کسوانی، ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ خن، شیخ نایف عباس، شیخ نعیم شقیر رحمۃ اللہ علیہم۔

شیخ حسن بن مرزوق حبنکہ میدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۲۶ھ تقریباً---۱۳۹۸ھ/۱۹۰۸ء---۱۹۷۸ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، جہاں محلہ میدان میں آپ سے موسوم مسجد سے ملحق حجرہ میں قبر واقع ہے۔ نماز جنازہ میں پانچ لاکھ سے زائد افراد شریک ہوئے۔ عالم جلیل، مجاہد، فقیہ، استاذ العلماء، خطیب، سیاسی قائد، شاعر، مصنف، صوفیہ کے سلسلہ بدویہ سے وابستہ، بعد ازاں نقشبندی مجددی، تیجانی اور قادری سلاسل میں مختلف مشائخ سے اجازت پائی۔ رابطہ علماء شام کے بانی رکن پھر جنرل سیکرٹری اور صدر رہے۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے بانی رکن۔ آپ کے استاذ شیخ محمد علی بن عبدالغنی دقر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) نے تعلیم کے فروغ کے لیے[۱۰۲] شہر کے بعض محبان علم کی اعانت سے ۱۳۴۳ھ کو ایک تنظیم "جمعیة الغرا" قائم کی، جس کے شیخ حسن حبنکہ بانی رکن نیز تدریسی عمل میں معاون رہے۔ اس تنظیم نے مختلف تعلیمی مراحل کے گیارہ سے زائد مدارس قائم کیے[۱۰۳] آئندہ ایام میں تعلیمی اغراض کے لیے خود "جمعیة التوجيه الاسلامی" تشکیل دی، جس کے تحت عالمی معیار کا مدرسہ "معهد التوجيه الاسلامی" کی بنیاد رکھی، جس میں دیگر ممالک ترکی، ہندوستان، اردن و افریقہ وغیرہ کے طلباء تعلیم سے آراستہ ہونے لگے۔ علاوہ ازیں دمشق کی مختلف مساجد، خانقاہوں اور گھروں میں حلقات دروس منعقد کیا کرتے۔ فرانسیسی استعمار کے خلاف جہاد میں فعال رہے، جس دوران دو برس اردن مقیم رہے۔ چند تصنیفات میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقل کتاب کے علاوہ فقہ شافعی بارے شیخ شرف الدین یحییٰ بن نور الدین عمریطی ازہری رحمۃ اللہ علیہ (۹۸۹ھ/۱۵۸۱ء میں زندہ) کی منظومہ نهاية التدريب فی نظم

غاية التقريب للفشني کی شرح لکھی اور دینی و اصلاحی موضوعات پر متعدد مضامین لکھے۔
حکومت شام نے اعلیٰ مناصب، قاضی، مفتی اعظم پیش کیے، جنہیں قبول نہیں کیا۔ شیخ حسن حبنکہ نے
۱۹۷۵ء میں ہندوستان کا دورہ کیا۔ ادھر مدینہ منورہ میں مولانا ضیاء الدین احمد سیالکوٹی
قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت پائی[۱۰۴] شیخ عبداللہ غلایینی نے شیخ حسن سے تفسیر
کشاف پڑھی۔

شیخ حسین بن رضا خطاب رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۶ھ---۱۴۰۸ھ/۱۹۱۷ء---۱۹۸۸ء

دمشق میں پیدا ہوئے، اردن کے دارالحکومت عمان میں وفات پائی اور دمشق کے قبرستان
بوابہ میدان میں قبر بنی۔ عالم وسماجی وسیاسی رہنما، خطیب، مدرس مسجد اموی، شیخ القراء دمشق،
مجلس شوریٰ کے رکن، مصنف، پچیس سے زائد بار حج وزیارت اور اس سے زیادہ عمرہ کی
سعادت پائی۔ صوفیہ کرام وکتب تصوف سے گہرا شغف تھا۔ تصنیفات میں اتحاف حرز الامانی
بروایۃ الاصبهانی، رسالۃ البیان فی رسم القرآن، رسالۃ الطہارۃ و الصلاۃ و الصوم،
رسالۃ فی الفرائض وغیرہ کتب ہیں۔ آپ کا جنازہ دمشق میں اس نوع کے نادر اجتماعات
میں سے تھا۔ سڑکیں، گلیاں، چھت اور درخت انسانوں سے پر تھے۔ ایصال ثواب کے لیے
دعا وطعام کا وسیع انتظام کیا گیا۔ قبر پر درج پانچ اشعار ''تاریخ علماء دمشق'' میں نقل کیے گئے ہیں[۱۰۵]
شیخ عبداللہ غلایینی نے آپ سے تجوید وعلوم قرآن اخذ کیے۔

شیخ خالد بن نمر جباوی انخل رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۱ھ---۱۴۲۳ھ/۱۹۱۲ء---۲۰۰۳ء

دمشق کے قریب گاؤں انخل میں پیدا ہوئے۔ دمشق میں وفات اور گاؤں میں قبر بنی۔
فقیہ شافعی، نحوی، لغوی، مبلغ ومربی، امام وخطیب، جمیعۃ الغراء کے مدارس میں تعلیم پائی،
پھر انہی میں استاذ ہوئے نیز شہر کی مساجد وگھروں میں حلقہ درس قائم کیے۔ سیاسی واصلاحی

موقف کی بنا پر اشتراکی حکومت نے قید کیا[۱۰۶] ان سے لغت وخطابت کے علوم پڑھے۔

شیخ صادق بن مرزوق حبنکہ میدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۷ھ---۱۴۲۸ھ/۱۹۱۸ء---۲۰۰۷ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، وہیں پر تعلیم پائی، امام وخطیب ومدرس،
استاذ العلماء، شاعر، صوفیہ کے تیجانیہ سلسلہ سے لگاؤ تھا۔ عبادت وتقویٰ میں حد درجہ فعال۔
کیمرہ کی مدد سے فوٹو وویڈیو فلم کی حرمت کے قائل، لہٰذا ایسی محافل میں بیٹھنے سے بھی گریز کرتے۔
ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے گھڑیاں مرمت کرنا، جلد سازی وتجارت کتب کے پیشے
مختلف اوقات میں اختیار کیے۔ اسی کے ساتھ درس وتدریس، تصنیف وتالیف کی ذمہ داریاں نبھائیں۔
پینتیس برس تک ایک دن افطار ودوسرے روز روزہ سے رہے لیکن کسی فرد حتی کہ بیوی کو بھی
خبر نہ تھی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ زاہدہ وصالحہ خاتون تھیں اور طلباء کے لیے کھانا تیار کرنا، ان کے
کپڑے دھونا وغیرہ ضروریات پوری کرتیں اور سال بھر میں تین ماہ روزے رکھتیں۔ آپ کے
رشتہ ازدواج میں سترہ برس گزارنے کے بعد ۱۹۵۵ء کو وفات پائی، کوئی اولاد نہیں ہوئی۔
شیخ صادق حبنکہ کو احباب نے دوسری شادی کے لیے بارہا پیش کش واصرار کیا
لیکن آپ اس عذر پر انکار کرتے رہے کہ پہلی اہلیہ کا نعم البدل ملنا محال نظر آتا ہے۔ بالآخر
استخارہ کیا تو خواب میں مرحومہ بیوی نے شادی کرنے کی گزارش کی۔ چناں چہ دوسرا عقد کیا
جن سے اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی۔
علم فرائض پر مختصر تصنیف نیز شعری مجموعہ یادگار ہیں۔ جشن میلاد النبی ﷺ کی
مناسبت سے تین نعتیں ''شهر الربيع'' اور ''بمولد خير الخلق'' نیز ''ذكرى المولد''
عنوانات سے، جب کہ زیارت روضہ اقدس ﷺ کے تاثرات بارے نعت ''عرج على
حرم الرسول'' نیز قصیدہ بردہ کے دو ابتدائی اشعار کی تضمین ''تشمين لبيتى البردة الاوّلين''
عنوان سے شعری مجموعہ میں حروف تہجی کی ترتیب سے شامل ہیں۔[۱۰۷]

شیخ عبد الرحمٰن بن حسن حبنکه میدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۵ھ---۱۴۲۵ھ/۱۹۲۷ء---۲۰۰۴ء

دمشق کے محلہ میدان میں پیدا ہوئے، اسی شہر میں وفات پائی۔ عالم ومفکر، ادیب وشاعر، مفسر ومصنف، معهد التوجيه الاسلامی میں والد گرامی وغیرہ علماء سے تعلیم کے بعد جامعہ ازہر قاہرہ سے تکمیل کی پھر دمشق کے مذکورہ مدرسہ وغیرہ میں استاذ ہوئے اور ۱۹۶۷ء کو سعودی عرب گئے، جہاں ابن سعود یونی ورسٹی ریاض میں دو برس، پھر ام القری یونی ورسٹی مکہ مکرمہ میں تقریباً تیس برس پروفیسر رہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن، متعدد عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی نیز سعودی ریڈیو و ٹیلی ویژن پر بکثرت تقاریر نشر ہوئیں۔ پینتیس سے زائد مطبوعہ تصنیفات میں توحيد الربوبية و توحيد الالٰهية، العقيدة الاسلامية و اسسها، التحريف المعاصر فی الدين، معارج التفكر و دقائق التدبر، مكايد يهودية عبر التاريخ، مبادی فی الآداب و الدعوة، ديوان آمنت بالله، تفسیر قرآن کریم نامکمل شامل ہیں۔ آپ کی اہلیہ پروفیسر عائدہ راغب الجراح، ام القریٰ یونی ورسٹی میں تیس برس کے قریب استاذ رہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ نے ۱۹۸۱ء میں ہندوستان کا دورہ کیا[۱۰۸] شیخ عبداللہ غلایینی نے آپ سے فقہ، ادب، عروض کے علوم پڑھے۔

شیخ سید عبدالرؤوف بن محمد ابوطوق رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۰ھ---۱۴۱۸ھ/۱۹۱۲ء---۱۹۹۸ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی، قبرستان بوابہ میدان میں قبر واقع ہے۔ آپ کے والد تاجر اور محدث اعظم شام شیخ سید محمد بدرالدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند تھے، جن کے حکم پر اس فرزند کو دینی علوم کے حصول کے لیے گاؤں کسوہ سے دمشق لائے، جہاں محدث اعظم نیز دیگر علماء کرام سے تعلیم وتربیت پائی۔ مفکر ومبلغ اسلام، مفتی، مدرس، لاتعداد احادیث اور اشعار حفظ تھے، خطیب بے بدل، رفاعی النسب، جب کہ شاذلی سلسلہ سے

گہرا لگاؤ تھا۔ دمشق کی متعدد مساجد میں طویل عرصہ امام وخطیب رہے اور ماہ رمضان میں شہر کی مرکزی و تاریخی مسجد اموی میں درس دیا کرتے، علاوہ ازیں ریڈیو دمشق، اردن، سعودی عرب پر تقاریر نشر ہوتی رہیں۔ رابطہ علماء شام کے بانی رکن ومعتمد خاص، نیز ۱۹۵۴ء سے متعدد بار پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور پچپن کے قریب حج اور اس سے زائد بار عمرہ و زیارت کی سعادت پائی۔ اخبارات ورسائل میں متعدد مضامین چھپے نیز تقاریر وخطبات کا مجموعہ ہے۔ عارف باللہ حضرت شیخ ارسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے ملحق مسجد میں اپنے دوست شیخ ابوالنور خورشید حفظہ اللہ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کرنے پہنچے تو خطبہ کے بعد انہوں نے نماز کے لیے تکبیر تحریمہ بلند کی تو اسی لمحہ وفات پائی۔ آپ کے داماد شیخ محمد بسام زین حفظہ اللہ دمشق کے اہم عالم وخطیب ومحقق اور ان دنوں عرب دنیا کے مقبول اسلامی ٹیلی ویژن چینل ''اقراء'' پر اہم پروگرام پیش کرتے ہیں[۱۰۹] شیخ عبداللہ غلایینی نے آپ سے سیرت کی کتب پڑھیں۔

ڈاکٹر شیخ مصطفٰی بن سعید خن رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۴۱ھ---۱۴۲۹ھ/۱۹۲۲ء---۲۰۰۸ء

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی۔ فقہی علوم کے ماہر، لغوی، مدرس، محقق، مصنف۔ معهد التوجيه الاسلامی میں تعلیم کے بعد جامعہ ازہر قاہرہ سے ۱۹۵۲ء میں ایم اے کیا، پھر دمشق کے مذکورہ مدرسہ نیز سرکاری مدارس میں استاذ رہے، حتی کہ دمشق یونی ورسٹی کے شریعت کالج میں پروفیسر ہوئے پھر ۱۹۶۲ء کو سعودی عرب کے تعلیمی اداروں میں پروفیسر تعینات کیے گئے۔ اسی دوران ۱۹۷۱ء کو پی ایچ ڈی کی۔ آئندہ ایام میں پھر دمشق یونی ورسٹی سے وابستہ ہوئے تا آنکہ شعبہ عقیدہ کے سربراہ بنائے گئے اور ۱۹۸۳ء کو پنشن یاب ہوئے تو دوبارہ سعودی عرب کے شہر ابھا وغیرہ میں پروفیسر ہوئے، جس دوران ایم فل اور پی ایچ ڈی کے متعدد مقالات کے نگران وممتحن ہوئے۔ محافل میلاد النبی ﷺ میں حاضری اور ذکر ولادت پر

قیام کا اہتمام کرتے۔ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کے دفاع وتوضیح میں لکھا
نیز قطب شام شیخ محمد امین بن محمد سوید دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) کی تصنیف
''تسهيل الحصول على قواعد الاصول'' پر تحقیق انجام دے کر شائع کرائی اور اپنی تصنیفات
کی تعداد دس سے زائد ہے، جن میں مقالہ ڈاکٹریٹ اثر الاختلاف فی القواعد الاصولية
عند الفقهاء، جس کے ۱۹۷۲ء سے اب تک سات سے زائد ایڈیشن سامنے آئے۔ دیگر کتب میں
دراسة تاريخية فی اصول الفقه، ابن عباس حبر الامة، مبادی العقيدة الاسلامية
وغیرہ کتب ہیں۔ آپ ستائیس بھائی تھے اور شیخ حسنی مجذوب کی بیٹی سے شادی ہوئی [۱۱۰]
شیخ عبداللہ غلایینی نے معهد التوجيه الاسلامی میں آپ سے لغت پڑھی۔

شیخ نایف بن حامد عباس رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۳۵ھ---۱۴۰۷ھ/۱۹۱۶ء---۱۹۸۷ء

شام کے علاقہ حوران کے گاؤں انخل میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۷ء کو دمشق ہجرت کی
وہیں پر گاڑی حادثہ میں وفات پائی اور انخل میں قبر بنی۔ شافعی عالم، مدرس، مربی، محقق،
متعدد علوم کے ماہر، شیخ محمد علی دقر رحمۃ اللہ علیہ کے اہم شاگرد، دمشق کے مدارس میں طویل عرصہ
استاذ رہے نیز گھر پر اور مسجد میں بلا معاوضہ درس دیا کرتے۔ دیگر شاگردوں میں شیخ محمد سلیم دولہ،
شیخ محی الدین مستو، ڈاکٹر شیخ محمد ادیب صالح اہم نام ہیں۔ دیگر مصنفین کی متعدد کتب پر
تحقیق انجام دی، جن میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) کی
تاريخ الخلفاء، تفسير الجلالين شامل ہیں۔ نیز تهذيب حاشية البيجوري على
الجوهرة فی التوحيد جو وفات کے بعد ۱۰۳ صفحات پر چھپی [۱۱۱] شیخ عبداللہ غلایینی نے
آپ سے علم فرائض میں کمال حاصل کیا۔

شیخ سید عبداللہ غلایینی نے دیگر اساتذہ شیخ عبدالرحمٰن طیبی زعبی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے
علم توحید کی کتب اور شیخ محمد حموی کسوانی ازہری رحمۃ اللہ علیہ سے منطق و بلاغت کے علوم پڑھے۔

بیعت و خلافت

شیخ سید عبداللہ بن ابراہیم غلایینی نے والد گرامی سے نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ میں
بیعت کر کے دعوت وارشاد کی اجازت پائی۔ ان کی وفات کے بعد عارف باللہ شیخ عبداللہ
فائز داغستانی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہوئے۔

شیخ عبد اللہ فائز بن محمد علی عثمانی داغستانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۹۴ھ تقریباً---۱۳۹۳ھ/۱۸۷۷ء---۱۹۷۳ء

داغستان کے گاؤں کیکونوا میں پیدا ہوئے، آپ کے والد جہاد داغستان میں فعال
اور مجاہد کبیر امام شامل نقشبندی داغستانی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۱ء) [۱۱۲] کے
ساتھیوں میں سے تھے۔

داغستان پر روسی قبضہ کے بعد اہل ایمان کی بڑے پیمانہ پر ہجرت عمل میں آئی تو
شیخ عبداللہ فائز کا گھرانہ بھی وطن کو خیر باد کہہ کر آٹھ سو خاندانوں کے قافلہ کی شکل میں
سلطنت عثمانیہ کی حدود میں داخل ہوا، جس کے لیے ترکی کے شہر قارص کے قریب خیمہ بستی
بنائی گئی، جہاں چھ ماہ قیام کے بعد ان مہاجرین کے لیے رشادیہ نامی گاؤں تعمیر کیا گیا۔
جہاں آپ نے اکابر علماء ومشائخ سے تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری رکھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران
عثمانی فوج میں شامل ہو کر انگریز کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ شیخ شرف الدین زین العابدین
داغستانی رشادی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) سے نقشبندی مجددی خالدی سلسلہ میں [۱۱۳]
اجازت وخلافت پائی اور عالم جلیل، مجاہد، مرشد کبیر، صاحب کرامات ہوئے۔

۱۹۲۴ء کو سیکولر انتہا پسند وقوم پرست فوجی جنرل مصطفیٰ کمال پاشا نے خلافت عثمانیہ کے
مکمل خاتمہ کا اعلان کیا، وزارت اوقاف ومذہبی امور کا خاتمہ، دینی شعار وتعلیم پر پابندی اور
عرب تہذیب سے متاثر لباس وعادات کا قلع قمع کرنا شروع کیا تو لادینیت کے پرچار اور
مغرب کی تقلید کے لیے برپا ہونے والی اس نئی صورت حال میں شیخ عبداللہ فائز اور ان کے

مریدین نے اسلامی اقدار کے دفاع وتحفظ میں مجاہدانہ کردار اپنایا اور جب ترکی مکمل طور پر ''روشن خیال طبقہ'' کے ہاتھوں میں جکڑ گیا تو آپ ایک بار پھر ہجرت کر کے عرب دنیا میں پہنچے تا آنکہ دمشق میں سکونت اختیار کی، وہیں وفات پائی اور شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی کے مزار سے ملحق مسجد میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور اپنے قائم کردہ مسجد وخانقاہ میں قبر بنی۔ متعدد حج کیے نیز بارہا روضہ اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے۔ دمشق میں دعوت وارشاد کا کام بخوبی انجام دیا اور نقشبندی مشائخ کے طریقہ پر مریدین کی تربیت کی۔ آپ کے خلفاء ومریدین ترکی، قبرص، لبنان، شام، مصر، حجاز مقدس اور دیگر مقامات میں تھے۔ شیخ ابراہیم غلایینی سے گہرے دوستانہ مراسم ہوئے، جب کہ شیخ عبداللہ غلایینی آپ کے اہم مریدین میں سے تھے اور سات روز بعد منعقد ہونے والی محفل ذکر میں حاضر ہونے کا خاص اہتمام کرتے۔ [۱۱۴]

عملی زندگی

۱۹۵۷ء کو والد گرامی شیخ ابراہیم غلایینی بیمار پڑ گئے تو ان کی جگہ شیخ عبداللہ غلایینی کو ''مفتی قطنا'' کی ذمہ داری عارضی طور پر سونپی گئی۔ تا آنکہ اسی برس وزیر اعظم صبری عسلی نے یہ منصب مستقل طور پر آپ کے سپرد کرنے کا حکم جاری کیا۔ اسی کے ساتھ ۱۹۵۸ء کو دمشق کی اہم مسجد میں امام وخطیب تعینات کیے گئے، جہاں ۱۹۷۰ء تک خدمات انجام دینے کے بعد مستعفی ہو گئے اور ۱۹۷۵ء میں وزیر اوقاف ڈاکٹر شیخ عبدالستار السید [۱۱۵] کی خواہش پر پھر سے امامت وخطابت سنبھالی لیکن کچھ ہی عرصہ بعد دوبارہ استعفیٰ دیا۔ مفتی قطنا کے ساتھ ۱۹۷۰ء میں وہاں کے ایک سرکاری ادارہ کے مدیر تعینات کیے گئے۔

شیخ عبداللہ غلایینی، حنفی عالم جلیل، زاہد وعابد، صوفی کامل، فقہ ولغت کے ماہر، اخلاق عظیمہ اور تحمل وبردباری کے اوصاف میں نمایاں، منکسر المزاج شخصیت تھے۔ سادہ زندگی بسر کی اور حکام سے ہمیشہ دور رہے۔ مفتی قطنا کی ذمہ داری تقریباً نصف صدی نبھائی، حرمین شریفین کے بکثرت سفر کیے اور لاتعداد حج وبکثرت عمرہ ادا کیے۔

تلامذہ

شیخ سید عبداللہ غلایینی سے اخذ کرنے والوں میں سے تین اہم نام معلوم ہو سکے، شیخ سید ابراہیم الخلیفہ، شیخ عبدالمعز الحامد، شیخ محمد الرشید حفظہم اللہ جن کا مختصر تعارف یہ ہے:

شیخ سید ابراہیم بن عبد اللہ الخلیفہ حسنی حفظہ اللہ

سعودی عرب کے مشرقی صوبہ کے تاریخی وعلمی شہر الاحساء جس کا دوسرا نام ھفوف ہے، وہاں ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۶ء کو پیدا ہوئے۔ حافظ قرآن کریم، فقیہ شافعی، مرشد ومربی، مدرس و عالمی مبلغ اسلام۔ شہر میں موجود اکابر علماء اہل سنت سے تعلیم کے علاوہ شریعت کالج سے فراغت پائی، پھر اسی میں ۱۴۰۱ھ سے ۱۴۲۲ھ تک پروفیسر رہے۔ حرمین شریفین، شام ومصر، مراکش وغیرہ کے سفر کر کے علماء ومشائخ سے اخذ کیا۔ اب درس وتدریس اور دعوت وارشاد کے اعمال میں مصروف ہیں۔ عرب دنیا کے متعدد ممالک نیز پاک وہند میں شاگرد ومریدین موجود ہیں۔ ھفوف کے علاوہ دمشق، قاہرہ وغیرہ میں تربیتی حلقے منعقد کرتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیالکوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اہم عرب خلفاء میں سے ہیں۔ شیخ عبد اللہ غلایینی سے جملہ اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔

آپ کی مرویات پر مبنی کتاب ''الاجازۃ العلمیۃ الشرعیۃ بما یرویہ السید ابراھیم بن السید عبد اللہ آل خلیفۃ الحسنی الادریسی الشافعی الاحسائی عن اشیاخہ لاعالی الاسانید السنیۃ'' بیس صفحات پر شائع ہوئی۔ [۱۱۶]

شیخ عبد المعز بن محمد بن محمود الحامد حفظہ اللہ

شام کے علمی وروحانی شہر حماہ میں ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ محمد الحامد رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) شام کے اہم حنفی عالم، نقشبندی مجددی مرشد، خطیب ومدرس، شاعر، مصنف، جامعہ ازہر قاہرہ سے فارغ التحصیل نیز قطب شام تھے۔ جن کا تعارف ماہنامہ ''سوئے حجاز'' لاہور میں چھپا۔ [۱۱۷]

شیخ عبدالمعز نے میٹرک تک حماہ میں تعلیم پائی اور دمشق یونی ورسٹی سے بی اے نیز پنجاب یونی ورسٹی لاہور سے ایم اے کیا۔ اور ۱۹۸۲ء کو نصیری حکومت نے حماہ شہر کو کھنڈر بنانے کی تیاری شروع کی تو اس وقوعہ کے عمل پذیر ہونے سے قبل ملک سے نکلنے میں کامیاب ہوئے، تب سے اب تک اردن کے دارالحکومت عمان میں شام کے دیگر اہل علم کی طرح جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں اور تجارت کے ذریعے ضروریات زندگی کا ذریعہ اپنایا۔

حنفی عالم، زاہد و مربی، مؤرخ و جغرافی، الاتحاد العالمی لعلماء المسلمین کے رکن، رابطة العلماء شام کی اردن شاخ کے صدر۔ دمشق کے اساتذہ میں ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی، ڈاکٹر شیخ نورالدین عتر حلبی (پیدائش ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء)، الفقه الاسلامی و ادلته نامی مشہور کتاب کے مصنف ڈاکٹر شیخ وہبہ مصطفیٰ زحیلی (پیدائش ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء) نیز ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر شیخ محمد مصطفیٰ زحیلی اہم نام ہیں۔ والد گرامی شیخ محمد الحامد سے تعلیم و تربیت کے ساتھ نقشبندی سلسلہ میں اجازت پائی۔ حماہ کے ہی مشہور حنفی عالم شیخ محمد علی بن محمد سلیم مراد رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء) اور حمص شہر کے عارف کامل شیخ سید عبدالباسط بن محمد ابوالنصر بن محمد سلیم خلف جندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء) سے بھی نقشبندی سلسلہ میں نیز حماہ کے شیخ سید رضوان گیلانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء) سے قادریہ اور دمشق کے شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن شاغوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء) سے شاذلی سلاسل میں اجازت پائی۔

شیخ عبدالمعز نے والد گرامی کے ملفوظات، خطبات جمعہ، حمد و نعت اور مناقب کے نمونے مرتب کر کے کتابی صورت میں "کلمات و احادیث الجمعة" نام سے ۲۰۰۴ء کو ۱۲۸ صفحات پر طبع کرائے۔ قبل ازیں ان کے منظوم کلام کا انتخاب مرتب کیا، جو "حضارة الاسلام" کے خاص شمارہ میں شامل ہے [۱۱۸] پنجاب یونی ورسٹی سے وابستگی کے دوران لاہور کے علاوہ اسلام آباد، مری، کراچی کے دورے کیے۔ شیخ سید عبداللہ بن ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ سے نقشبندی سلسلہ میں اجازت پائی۔

شیخ محمد بن عبد اللہ الرشید حفظہ اللہ

سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۱ء کو پیدا ہوئے، جب کہ آبائی وطن وہاں کا تاریخی شہر حائل ہے۔ حنفی عالم، محقق، مسند العصر، صوفی۔ ریاض میں تعلیم پائی نیز عرب و عجم کے تین سو سے زائد علماء و مشائخ سے مختلف اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص۔ مختلف اسلامی ممالک کے علمی سفر کیے، جن میں اردن، ایران، بحرین، پاکستان، ترکی، شام، لبنان، متحدہ عرب امارات، مراکش، مصر، ہندوستان، یمن اور شہر بخارا و تاشقند و سمرقند شامل ہیں۔ ریاض میں مکتبہ امام شافعی نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا، جس نے علماء اہل سنت کی متعدد کتب شائع کیں۔ مدرس جامعہ ازہر قاہرہ و نقشبندی مجددی مرشد نیز متعدد مفید کتب کے مصنف ڈاکٹر شیخ محمد ضیاء الدین بن محمد نجم الدین بن محمد امین کردی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء) کے مرید صادق۔ چند تصنیفات کے نام یہ ہیں: اپنے استاذ گرامی عبدالفتاح ابوغدہ کی اسناد پر "امداد الفتاح باسانید و مرویات الشیخ عبد الفتاح" مطبوعہ ۱۹۹۹ء، صفحات ۶۹۶، دمشق کے شافعی عالم جلیل و مصنف شیخ احمد نصیب بن محمد محامید رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء) بارے "فتح العلام باسانید و مرویات مسند الشام" مطبوعہ ۲۰۰۰ء، صفحات ۱۰۷، اور محدث شام کے احوال پر "محدث الشام العلامة السید بدر الدین الحسنی باقلام تلامذته و عارفیه" مطبوعہ ۱۹۹۸ء، صفحات ۲۴۴، مراکش کے اہم عالم و مصنف شیخ سید محمد بن عبدالهادی منونی مکناسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) بارے "العلامة محمد بن عبد الهادی المنوني ترجمته لنفسه و نصوص اجازاته و توثیق مقالاته" مطبوعہ ۲۰۰۵ء، صفحات ۳۰۴، اور سعودی سفیر خیر الدین بن محمود زرکلی (وفات ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) کی آٹھ جلدوں پر مشتمل مشہور تصنیف "الاعلام" کی اغلاط کی تصحیح پر "الاعلام بتصحیح کتاب الاعلام" مطبوعہ ۲۰۰۱ء، صفحات ۱۷۱، اردن کے معاصر محقق احمد علاونہ کے تعاقب میں

"قراۃ نقدیۃ لذیل الاعلام للعلاونۃ" مطبوعہ ۲۰۰۵ء، صفحات ۱۹۴، نیز خطہ نجد کے اہم عالم و فقہ اکیڈیمی جدہ کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید (وفات ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) کے رد میں "الایضاح و التبیین للاوھام الواردۃ فی طبقات النسابین" مطبوعہ ۲۰۰۷ء، صفحات ۵۲۸۔ مزید یہ کہ ۲۴ تا ۲۵ نومبر ۲۰۰۷ء کو استنبول کے قریب واقع شہر دوزجہ میں منعقدہ دو روزہ امام کوثری عالمی کانفرنس میں شریک ہوئے اور مقالہ پڑھا۔ اس کانفرنس میں ترکی و عربی زبانوں میں عرب و عجم کے اہل علم کے پیش کردہ تمام مقالات و تاثرات کے متون اسی برس سکاریہ یونی ورسٹی ترکی نے یکجا ۷۸۲ صفحات پر شائع کیے۔ بعد ازاں شیخ محمد الرشید نے اپنے مقالہ میں اضافہ کیا اور یہ الگ کتابی صورت میں "الامام محمد زاهد الکوثری و اسهاماته فی علم الروایۃ و الاسناد" نام سے ۲۰۰۹ء کو ۲۰۸ صفحات پر اردن سے شائع ہوئی۔

اور فقیہ ہندوستان مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر مضمون لکھا، جو "الامام احمد رضا خان البریلوی شیوخه و الرواۃ عنه" عنوان سے مذکورہ ذیل ویب سائٹ پر موجود ہے۔

شیخ عبداللہ غلایینی سے اجازت و خلافت پائی اور مجالس سے استفادہ اٹھایا نیز والد گرامی کی "القول الموجز المبین فیما اختصرہ رسول اللہ ﷺ من امور الدین" پڑھی۔ [119]

اسلامیان پاک و ہند سے تعلق

شیخ عبداللہ غلایینی اور پاکستان کے بعض علماء و مشائخ کے درمیان روابط استوار تھے، جیسا کہ مدینہ منورہ آمد و قیام کے موقع پر عارف باللہ مولانا ضیاء الدین احمد سیالکوٹی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محافل و مجالس میں حاضر ہوا کرتے اور آئندہ ایام میں عالم جلیل و صاحب تصانیف کثیرہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نیز بہاء الدین زکریا لائبریری کے بانی و منتظم اعلیٰ، مسجد حنفیہ رضویہ چھونبی ضلع چکوال کے سابق مؤذن و امام و مدرس حضرت پیر انور حسین شاہ بن محمد غوث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی علوم و نقشبندی سلسلہ میں شیخ عبداللہ غلایینی سے اجازت پائی۔

علاوہ ازیں پاکستان میں مرید و عقیدت مند موجود ہیں۔

غلایینی نقشبندی سند طریقت

مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء) و حضرت پیر انور حسین شاہ مدظلہ
(پیدائش ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۷ء)

عن شیخ سید عبداللہ بن ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء)

عن شیخ سید ابراہیم بن محمد غلایینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء)

عن شیخ عیسیٰ بن طلحہ کردی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)

عن شیخ قاسم الهادی رحمۃ اللہ علیہ

عن شیخ حسن نورانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء)

عن شیخ صالح شبلی رحمۃ اللہ علیہ

عن شیخ خالد جزیری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء تقریباً)

عن ابو البهاء ذی الجناحین ضیاء الدین مولانا خالد بن احمد عثمانی کردی رحمۃ اللہ علیہ
(وفات ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۷ء)

عن مولانا شاہ غلام علی عبداللہ بٹالوی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء)

عن مولانا حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء)

عن مولانا سید نور محمد بدایونی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۳ء)

عن خواجہ محمد سیف الدین فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء)

عن خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء)

عن امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) [120]

باقی سند مشہور و متداول ہے۔

اولاد

شیخ عبداللہ غلایینی کی شادی ۱۹۴۴ء کو دمشق کے سید مصطفیٰ سردار مرحوم کے گھرانہ میں ہوئی،

جن سے نو بیٹے ہوئے۔ بڑے بیٹے ڈاکٹر سید محمد موفق غلایینی نے شریعت کالج دمشق سے فراغت کے بعد ابن سعود یونی ورسٹی ریاض سے صحافت میں ایم فل کیا پھر اسی یونی ورسٹی کے انتظامی شعبہ سے وابستہ ہوئے، بعد ازاں امریکہ منتقل ہوئے، جہاں دعوت و تربیت کے میدان میں خدمات ہیں، متعدد تصنیفات ہیں۔ دوسرے بیٹے سید محمد توفیق غلایینی جنہوں نے شریعت کالج دمشق کے بعد لبنان سے انجینئرنگ کی، پھر دبئی مقیم رہے۔ تیسرے فرزند سید محمود نصر الدین غلایینی نے قانون پڑھا، نیز ابراہیم اور مصطفیٰ غلایینی نام کے ہیں۔

وفات

۱۹/ ذیقعد ۱۴۲۷ھ، مطابق ۹/ دسمبر ۲۰۰۷ء، بروز ہفتہ کی صبح کو دمشق میں وفات پائی اور اسی روز عصر کے بعد مسجد شیخ عبدالکریم رفاعی [۱۲۱] میں فرزند ڈاکٹر شیخ توفیق غلایینی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور قبرستان باب صغیر میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپرد خاک کیے گئے۔ [۱۲۲]

آخر میں واضح رہے کہ عرب دنیا کے مختلف مقامات پر ''غلایینی'' نام کے مزید گھرانے آباد اور ان میں مشہور شخصیات ہو گزریں، جیسا کہ بیروت کے مشہور وکیل عبداللطیف بن عبداللہ غلایینی [۱۲۳] نیز قاضی بیروت شیخ مصطفیٰ بن محمد سلیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ [۱۲۴] اور مجاہد فلسطین شیخ احمد ذیب بن ابراہیم غلایینی رحمۃ اللہ علیہ [۱۲۵] اور نسبی اعتبار سے یہ الگ الگ خاندان و قبائل ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

1 سورۃ المائدۃ، آیت ۲۱، پارہ ۶

2 سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱، پارہ ۱۵

۳ فضائل شام پر لکھی گئی مستقل عربی کتب کے نام شیخ محمد مجیر الخطیب حسنی نے جمع کر کے مذکورہ ذیل کتاب پر تحقیق کے دوران مقدمہ میں درج کیے۔ ان کے مطابق اس موضوع پر اٹھارہ کتب شائع ہوئیں اور مزید چھبیس غیر مطبوع ہیں۔ ان میں سے بارہ مطبوعہ کتب راقم کے پیش نظر اور ان کے نام و ضروری کوائف یہ ہیں:

فضائل الشام و فضل دمشق، شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن صافی بن شجاع المعروف بہ ابن ابی ھول ربعی مالکی، وفات ۴۴۴ھ/ ۱۰۵۲ء، تحقیق شیخ ابوعبدالرحمٰن عادل بن سعد، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، دار الکتب العلمیة بیروت، اس موضوع کی پانچ کتب یک جلد و ۳۵۹ صفحات پر شائع کی گئیں، انہی میں سے ایک ہے/ فضائل الشام، شیخ ابوسعد عبدالکریم بن محمد سمعانی مروزی، وفات ۵۶۲ھ/ ۱۱۶۷ء، تحقیق شیخ عمر و علی عمر، طبع اوّل

۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، دار الثقافة العربية دمشق، صفحات ۱۰۳، نیز مذکورہ بالا پانچ کتب کے مجموعہ میں بھی شامل ہے/ ترغيب اهل الاسلام فی سکنی الشام، سلطان العلماء عز الدین شیخ عبد العزیز بن عبد السلام سلیمی، وفات ۶۶۰ھ/۱۲۶۲ء/ تحقیق شیخ ایاد خالد طباع، طبع اوّل ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، دار الفکر دمشق، صفحات ۴۸/ فضائل الشام، شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد الهادی المعروف بہ ابن قدامہ مقدسی، وفات ۷۴۴ھ/۱۳۴۳ء، شیخ عادل کی تحقیق سے یکجا شائع ہونے والی مذکورہ بالا پانچ کتب میں شامل ہے/ حماية الشام المسمی فضائل الشام، شیخ ابو الفرج زین الدین عبد الرحمٰن بن احمد بغدادی المعروف بہ ابن رجب حنبلی، وفات ۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء، تحقیق شیخ ایاد بن عبد اللطیف بن ابراہیم قیسی، طبع ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء، بيت الافكار الدولية لبنان، صفحات ۲۰۸، نیز مذکورہ بالا پانچ یکجا طبع ہونے والی کتب میں بھی شامل ہے/ فضائل الشام، شیخ شمس الدین محمد بن احمد سیوطی منہاجی، وفات ۸۸۰ھ/۱۴۷۵ء، پانچ یکجا مطبوعہ کتب میں شامل ہے/ الاعلام لسن الهجرة الى الشام، شیخ ابو الحسن برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی، وفات ۸۸۵ھ/۱۴۸۰ء، تحقیق شیخ محمد مجیر بن محمد ابو الفرج الخطیب حسنی، طبع اوّل ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، دار ابن حزم بیروت، صفحات ۱۵۱/ نزهة الانام فی محاسن الشام، شیخ ابو البقاء تقی الدین عبد اللہ بن محمد بدری، پیدائش ۸۴۷ھ/۱۴۴۳ء، طبع قدیم، مکتبہ عربیہ بغداد، صفحات ۳۹۲/ الشام اعراسها و فضائل سکناها، شیخ علی بن عطیہ ہیتی علوان، وفات ۹۳۶ھ/۱۵۳۰ء، تحقیق نشوہ علوانی، طبع اوّل ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ غزالی دمشق، صفحات ۱۴۴/ تحفة الانام فی فضائل الشام، شیخ شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد المعروف بہ ابن امام بصروی، وفات ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء، تحقیق شیخ عبد العزیز فیاض حرفوش، طبع اوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، دار البشائر دمشق، صفحات ۳۲۸/ حدائق الانعام فی فضائل الشام، شیخ عبد الرحمٰن بن ابراہیم ابن عبد الرزاق، وفات ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۶ء، تحقیق شیخ یوسف بدیوی، طبع دوم ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۶ء، دار المکتبی دمشق،

صفحات ۳۱۰/ الروضة البهية فی فضائل دمشق المحمية، شیخ محمد عز الدین بن حسین عربی کاتبی صیادی رفاعی حسینی، وفات ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء، تحقیق شیخ صلاح الدین خلیل موصلی البانی حسنی قادری، طبع اوّل ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، دار الفارابی دمشق، صفحات ۴۰۸

۴ اردو نیوز، شمارہ ۱۹/اپریل ۱۹۹۹ء صفحہ ۲

۵ تاریخ علماء دمشق، جلد ۲ صفحہ ۶۸۷

۶ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر اردو و عربی میں متعدد مستقل کتب مطبوع و دست یاب ہیں، اس موضوع پر شائع ہونے والی تازہ ترین عربی کتاب شیخ برہان الدین ابراہیم بن علی دیری قادری، وفات ۸۸۰ھ/ ۱۴۷۵ء کی ''الروض الزاهر فی مناقب الشیخ عبد القادر'' ہے، جو حلب کے محقق شیخ محمد ابراہیم الحسین کی تحقیق سے ۲۰۰۶ء کو دار اقراء دمشق و بیروت نے ۱۷۶ صفحات پر شائع کی۔

۷ شیخ سلیم مسوتی کے حالات: الاعلام الشرقية، جلد ۲، صفحہ ۵۶۱ تا ۵۶۲/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۹، جلد ۲، صفحہ ۷۳۱/ تشنيف الاسماع، صفحہ ۴۴۰/ جامع کرامات اولیاء جلد ۲، صفحہ ۸۴۵ تا ۸۵۰/ السلسلة الذهبية، حاشیہ صفحہ ۳۳۴ تا ۳۳۵

۸ شیخ عبد الرحمٰن برھانی کے حالات: باقیات جہان امام ربانی، جلد ۱، صفحہ ۴۰۶ تا ۴۱۰/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۴۵۸ تا ۴۵۹/ الطريقة النقشبندية و اعلامها، صفحہ ۹۲ تا ۹۳/ فيض الملك، جلد ۱، صفحہ ۸۵۱ تا ۸۵۲

۹ شیخ ہشام برھانی کے حالات: غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۸۶۰ تا ۸۶۲

۱۰ شیخ عبد القادر اسکندرانی کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۵۷۳ تا ۵۷۴، ۶۶۰ تا ۶۶۱/ الحقائق، شمارہ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ، شمارہ صفر الخیر ۱۳۳۱ھ/ علماء عرب کے خطوط، صفحہ ۵۶، ۶۰، ۷۶/ معجم المؤلفين، جلد ۲، صفحہ ۱۹۵

۱۱ الاعلام، جلد ۷، صفحہ ۱۵۸/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۶۵۱

۱۲ شیخ سید یوسف حسنی مغربی کے حالات: الاعلام، جلد۸صفحہ ۲۳۷/ حلیة البشر، جلد۳، صفحہ ۱۶۰۲ تا ۱۶۰۸/ فھرس الفھارس و الاثبات، جلد۲، صفحہ ۱۱۴۲ تا ۱۱۴۶/ فیض الملك، جلد۳، صفحہ ۱۹۸۳ تا ۱۹۸۵/ معجم المؤلفین، جلد۴، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴/ نموذج من الاعمال الخیریة، صفحہ ۴۳۹

۱۳ شیخ سید احمد بہاء الدین حسنی کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ ۲۵۸

۱۴ محدث شام شیخ بدرالدین حسنی کے حالات پر سات مستقل عربی کتب شائع ہوئیں، جن کے نام یہ ہیں: الدرر اللؤلؤیة فی النعوت البدریة، شیخ محمود بن قاسم رنکوسی، وفات ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، طبع اوّل ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، مطبع و ناشر کا نام درج نہیں، صفحات ۳۳۳/ عالم الامة و زاهد العصر العلامة المحدث الاکبر بدر الدین الحسنی، شیخ محمد ریاض بن محمد خلیل مالح، وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، طبع اوّل ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، مکتبہ فارابی دمشق، صفحات ۳۸۸/ المحدث الاکبر الشیخ محمد بدر الدین الحسنی، شیخ یسری درکزنلی، سنہ اشاعت درج نہیں، آپ کے پوتا شیخ محمد فخر الدین حسنی نے تقریظ لکھی، جس پر سنہ تحریر ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء درج ہے، مطبع خالد بن ولید دمشق، صفحات ۱۳۳/ المحدث الاکبر کما عرفته، شیخ محمد صالح بن عبد اللہ فرفور، وفات ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء، طبع اوّل ۱۴۰۶ھ، دمشق، صفحات ۱۸۴/ المحدث الاکبر محمد بدر الدین الحسنی، شیخ علی رضا حسینی، طبع ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، الدار الحسینیة للکتاب، شہر کا نام درج نہیں، صفحات ۶۴/ محدث الشام العلامة السید بدر الدین الحسنی، شیخ محمد بن عبد اللہ الرشید، پیدائش ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء، طبع اوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، دار الحسان دمشق، صفحات ۲۴۴/ الشیخ بدر الدین الحسنی، شیخ محمد عبد الرحیم، طبع ۲۰۰۳ء، دار المحبة۔ نیز/ الاجازة السامیة، صفحہ ۱۱ تا ۱۲/ الاعلام، جلد۷، صفحہ ۱۵۷ تا ۱۵۸/

الانفاس النورانیة، صفحہ ۹۱ تا ۹۵، ۱۳۵، ۱۸۲/ انوار قطب مدینہ، صفحہ ۱۶۲/ تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۹۴، جلد۲، صفحہ ۸۱۰، ۸۴۴ تا ۸۴۵/ تذکرہ محدث دکن، صفحہ ۳۰۵/ تذکرہ علماء اہل سنت، صفحہ ۱۹۱/ حلیة البشر، جلد۱، صفحہ ۳۷۵ تا ۳۷۶/ الدرر البھیة، صفحہ ۵ تا ۳۳/ الرحلة السامیة، صفحہ ۳۹، ۲۴۸ تا ۲۵۴، ۳۴۶ تا ۳۴۷/ سدا بہار خوشبوئیں، حاشیہ صفحہ ۱۷/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۶۸، ۱۴۵، ۲۸۱، ۲۸۳، ۶۵۱ تا ۶۵۵/ علماء عرب کے خطوط، صفحہ ۷۶/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۶۳۳ تا ۶۳۶/ فیض الملك، جلد۱، صفحہ ۳۱۴ تا ۳۱۶، جلد۳، صفحہ ۱۸۱۵/ فیض الوھاب، صفحہ ۱۳ تا ۲۲/ المدھش المطرب، صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۶/ مشیدات دمشق، صفحہ ۵۲۳/ معارف رضا، شمارہ اگست ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۰/ معجم البابطین، جلد۹، صفحہ ۵۷۶ تا ۵۷۷، جلد۱۷، صفحہ ۲۳ تا ۲۴، جلد۲۱، صفحہ ۵۳ تا ۵۴/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ ۷۹۰/ معجم المطبوعات العربیة و المعربة، جلد۱، صفحہ ۶۰۸ تا ۶۰۹/ الموسوعة الموجزة، جلد۱، حصہ دوم، صفحہ ۱۵۲/ نموذج من الاعمال الخیریة، صفحہ ۴۴۵

۱۵ عانی خاندان کے جدِ اعلیٰ، عارف کامل و فقیہ شافعی، شیخ سید احمد بن ہدیب حسینی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۵۹ھ/ ۱۷۴۶ء) بغداد کے قریب گاؤں عانہ سے بیس برس سے زائد عمر میں ہجرت کر کے دمشق آئے، جہاں عارف باللہ شیخ عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۱۴۳ھ/ ۱۷۳۱ء) وغیرہ اکابر علماء کے شاگرد ہوئے، بعد ازاں ان کی نسل میں متعدد علماء ہو گزرے، جن میں سے آٹھ کے اسماء گرامی یہ ہیں:

شیخ محمد بن احمد بن ہدیب عانی ازہری (وفات ۱۱۹۱ھ/ ۱۷۷۷ء) شیخ محمد بن محمد بن محمد بن احمد عانی (وفات ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء) عارف باللہ شیخ سید محی الدین بن محمد عانی (وفات ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء) شیخ احمد بن محی الدین عانی (وفات ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء) شیخ سید محمد بن محی الدین عانی (وفات ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۶ء) شیخ سید جودت بن سعید

بن محمد بن محی الدین عانی (وفات ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء) شیخ عبد القادر بن احمد بن محی الدین عانی (وفات ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء) شیخ سید عبد الماجد بن محی الدین بن محمد بن محی الدین عانی (وفات ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء) رحمہم اللہ۔ آخر الذکر نے مولانا محمد علی حسین صدیقی مدنی نیز مولانا محمد عبد الباقی لکھنوی مدنی سے اخذ کیا۔ ان عانی علماء کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۱۴۶، جلد ۳، صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴، ۲۲۲، ۲۰۷، ۴۱۳/ تتمة الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۰۹، ۳۵۲، جلد ۲، صفحہ ۳۲ تا ۳۳/ حلية البشر، جلد ۳، صفحہ ۱۳۳۹، ۱۴۸۷ تا ۱۴۸۹/ سلك الدرر، جلد ۱، صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۶، جلد ۴، صفحہ ۳۷/ فیض الملك، جلد ۲، صفحہ ۱۵۶۱، جلد ۳، صفحہ ۱۷۹۳

۱۶ شیخ سید ابراہیم عصام الدین حسنی کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۱

۱۷ شیخ تاج الدین حسنی کے حالات: امام احمد رضا اور عالم اسلام، صفحہ ۱۳۶/ الاعلام، جلد ۷، صفحہ ۸۲ تا ۸۳/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۵۷۶ تا ۵۷۸/ تذکرہ علماء اہل سنت، صفحہ ۱۹۱/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۶۸، ۶۹، ۱۱۹، ۳۲۹، ۳۴۷ تا ۳۴۸، ۴۷۰، جلد ۲، صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴/ علماء عرب کے خطوط، صفحہ ۷۶ تا ۷۷، ۷۹ تا ۸۰/ الفقيه، شمارہ ۲۸/ ستمبر ۱۹۲۸ء، صفحہ ۱۱/ معارف رضا، شمارہ ۲۰۰۸ء، صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۲۔

۱۸ شیخ فخر الدین حسنی کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد ۳، صفحہ ۵۲۱ تا ۵۲۳/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۶۸ تا ۶۹، ۱۲۰، جلد ۲، صفحہ ۳۹۴/ علماء دمشق و اعيانها، صفحہ ۱۵۶ تا ۱۵۷

۱۹ شیخ رفیق سباعی کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۹۸۹ تا ۹۹۱

۲۰ حضرت ارسلان دمشقی کے حالات پر دمشق کے ہی مشہور عالم، فقیہ حنفی، صاحب تصانیف کثیرہ شیخ شمس الدین محمد بن علی ابن طولون صالحی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۹۵۳ھ/۱۵۴۶ء) کی کتاب "غاية البيان فی ترجمة الشيخ ارسلان الدمشقی" دمشق سے ۱۹۸۴ء کو ۸۴ صفحات پر چھپی۔ جس کے سرورق پر گنبدِ مزار کی رنگین تصویر نیز اندرونی صفحات پر مزار اور ملحق مسجد کی قدیم و جدید متعدد تصاویر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں عزت بن محمد خیر حصریہ (پیدائش ۱۹۱۴ء) کی تصنیف "امام السالکین و شیخ المجاهدین الشیخ ارسلان الدمشقی" دمشق سے ہی ۱۹۶۵ء کو شائع ہوئی۔ نیز/ الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۲۸۸/ مشیدات دمشق، صفحہ ۲۷۵ تا ۲۷۹/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۳۳۶

۲۱ شیخ عطاء اللہ کسم کے حالات پر دمشق کے اہم و مؤثر تعلیمی ادارہ معهد الفتح الاسلامی کے طالب عالم شیخ خالد احمد نے مدرسہ کی اعلیٰ سند کے لیے مقالہ بعنوان "ترجمة الشيخ محمد عطاء الله الكسم" ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء میں قلم بند کیا، جو غیر مطبوع و ۳۰ قلمی صفحات پر ہے۔ نیز/ اتحاف الاخوان، صفحہ ۴۱/ امام احمد رضا اور عالم اسلام، صفحہ ۱۳۸/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۱، صفحہ ۵۱۷ تا ۵۲۲/ الرحلة السامية، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۴، ۳۴۹/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۳۴۸/ عرف البشام، ضمیمہ، صفحہ ۲۲۸/ معارف رضا، شمارہ ۲۰۰۸ء، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۷/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد ۲، صفحہ ۱۵۶۰/ معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۴۸۸ تا ۴۸۹/ نموذج من الاعمال الخيرية، صفحہ ۴۴۵

۲۲ شیخ حسنی کسم کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۶۸۴/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۵۹۸

۲۳ شیخ منیر کسم کے حالات: علماء دمشق و اعيانها، صفحہ ۳۱۸ تا ۳۱۹/ غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۸۸۱ تا ۸۸۴

۲۴ شیخ عبد الرزاق حلبی کے حالات: غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۷۸۰ تا ۷۸۵

25 شیخ عید سفرجلانی کے حالات: اعلام من آل السفر جلانی، صفحہ ۲۶ تا ۳۲/ تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ ۴۵۰ تا ۴۵۳

26 محدث الشام العلامة السید بدر الدین الحسنی، صفحہ ۱۳ تا ۳۴

27 مولانا عبدالحکیم افغانی کے حالات: الاعلام، جلد۳، صفحہ ۲۸۳/ الاعلام الشرقیة، جلد۱، صفحہ ۳۲۴ تا ۳۲۵/ تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۷/ الرحلة السامیة، صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸/ المدهش المطرب، صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹/ معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ ۵۹

28 الحقائق، شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۱۲

29 شیخ محمود عطار کے حالات: امام احمد رضا اور عالم اسلام، صفحہ ۱۳۵/ الاعلام، جلد۷، صفحہ ۱۶۹/ امداد الفتاح، صفحہ ۲۸۲ تا ۲۹۱/ تاریخ علماء دمشق، جلد۲، صفحہ ۵۹۶ تا ۵۹۹/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۵۲۷ تا ۵۲۹/ الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۷۲/ ذکر ولادت خیر الانام ﷺ، صفحہ ۵ تا ۸، ۲۹ تا ۳۴/ علماء عرب کے خطوط، صفحہ ۵۱، ۶۱ تا ۶۲، ۶۳، ۶۹، ۷۶، ۸۳/ محدث الشام، صفحہ ۱۳/ معارف رضا، شمارہ ۲۰۰۸ء، صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ ۸۰۷/ نموذج من الاعمال الخیریة، صفحہ ۹۶ تا ۹۷، ۴۴۵

30 سنوسی سلسلہ و تحریک آزادی بارے متعدد مستقل کتب شائع ہوئیں۔ سلسلہ کے تعارف پر شیخ احمد شریف سنوسی کی الانوار القدسیة فی مقدمة الطریقة السنوسیة، ان کی زندگی میں استنبول سے ۱۱۷ صفحات پر اور اب عرب دنیا سے ۱۴۴ صفحات پر شائع ہوئی/ دمشق کے شیخ محمد بن یوسف کافی حیدری تیونسی خلوتی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء) نے رسالة الفروع الکافیة لازالة غیاهب الانوار القدسیة فی مقدمة الطریقة السنوسیه لکھی، جس کی اشاعت بارے خبر نہیں/ شیخ احمد شریف سنوسی کے شاگرد و مکہ مکرمہ میں ولادت مصطفی ﷺ کے مقام پر قائم سرکاری کتب خانہ "مکتبہ مکہ مکرمہ" کے نگران شیخ عبدالمالک بن عبدالقادر طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء) نے الفوائد الجلیة فی تاریخ العائلة السنوسیة الحاکمة بلیبیا لکھی، جو طبع ہوئی/ سنوسی تحریک آزادی کے پانچ زعماء کے حالات بالخصوص تحریک آزادی لیبیا بارے خدمات پر بن غازی لیبیا کے ڈاکٹر علی محمد محمد صلابی (پیدائش ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء) کی الحرکة السنوسیة فی لیبیا تین جلد کے ۱۱۰۹ صفحات پر ۱۹۹۹ء کو عمان اردن سے شائع ہوئی۔ اس میں شیخ محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء) کے حالات جلد۱، صفحہ ۳ تا ۲۷۳، شیخ محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) کے جلد۲، صفحہ ۳ تا ۹۹ پر، شیخ احمد شریف بن محمد بن محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء) کے جلد۲، صفحہ ۱۰۱ تا ۳۴۳ پر، شیخ محمد ادریس بن محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) کے جلد۳، صفحہ ۳ تا ۱۲۸، ۳۷۸ تا ۴۷۱ پر، شیخ عمر بن مختار سنوسی شہید رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء) کے حالات، جلد۳، صفحہ ۱۲۹ تا ۲۹۱ پر دیے گئے ہیں۔

31 شیخ احمد شریف سنوسی کے حالات: الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۳۵/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۵۳۹ تا ۵۴۰/ الانفاس النورانیة، صفحہ ۴۲، ۱۳۴/ انوار قطب مدینہ، صفحہ ۱۶۳/ الانوار القدسیة، صفحہ ۲ تا ۷/ تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۱/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۵۴/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۶۲ تا ۶۳/ الحرکة السنوسیة، جلد۲، صفحہ ۱۰۱ تا ۳۴۳/ الدلیل المشیر، صفحہ ۵۵ تا ۵۹/ الرحلة السامیة، صفحہ ۵۱، ۵۵ تا ۶۱/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۱۲۵، ۲۲۸، ۲۸۳، ۴۷۵، ۶۵۶ تا ۶۶۱، جلد۲، صفحہ ۱۹/ فهرس الفهارس و الاثبات، جلد۱، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸، جلد۲، صفحہ ۹۲۷ تا ۹۲۸، جلد۳، صفحہ ۴۹/ المدهش المطرب، صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۱/ معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ ۱۵۱/ مقامات خیر، صفحہ ۶۹۳، ۷۰۸ تا ۷۰۹/ الهلال، شمارہ ۹، بابت ۱۹۳۳ء، صفحہ ۱۱۸۹ تا ۱۱۹۲

۳۲ شاہ لیبیا محمد ادریس سنوسی کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۲۲۰/ تتمۃ الاعلام، جلد۲، صفحہ ۴۳، ۳۲۱ تا ۳۲۲/ الحرکۃ السنوسیۃ، جلد۳، صفحہ ۳ تا ۱۲۸، ۳۷۸ تا ۴۷۱/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶

۳۳ نور الحبیب، شمارہ نومبر ۲۰۰۷ء، صفحہ ۲۰

۳۴ مدینہ منورہ بلکہ پورا خطہ حجاز مقدس ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۷ء سے ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء تک خلافت عثمانیہ میں شامل رہا، جس کا دار الخلافہ استنبول تھا۔ تا آں کہ وہاں ۱۹۱۶ء کو مملکت ہاشمیہ حجاز قائم ہوئی، جس کا دار الحکومت مکہ مکرمہ تھا اور ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء کو ہاشمی مملکت کا خاتمہ ہوا اور تب سے اب تک یہ خطہ مملکت سعودی عرب میں شامل، جس کا دار الحکومت ریاض ہے۔ شیخ عبد القادر شلبی نے یہ تینوں عہد دیکھے۔

۳۵ شیخ عبد القادر شلبی کے حالات پر مدینہ منورہ کے شیخ حسین شکری ﷫ نے مضمون قلم بند کیا، جو غیر مطبوع اور کمپوز شدہ بائیس صفحات پر مشتمل ہے۔ نیز/ الاعلام، جلد۴، صفحہ ۳۸/ اعلام العلم و الادب، صفحہ ۲۶۰ تا ۲۶۶/ اعلام من ارض النبوۃ، جلد۱، صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۸/ امداد الفتاح، صفحہ ۳۰۲ تا ۳۰۷/ الانفاس النورانیۃ، صفحہ ۴۷، ۱۳۵/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۳۱۷ تا ۳۱۸/ الجواہر الحسان، جلد۲، صفحہ ۶۸۴ تا ۶۹۸/ الدلیل المشیر، صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۹/ الرحلۃ السامیۃ، صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۵/ ضیائے حرم، شمارہ اپریل ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۹/ طیبۃ و ذکریات الاحبۃ، جلد۱، صفحہ ۱۶۲/ علماء عرب کے خطوط، صفحہ ۴۱، ۶۳/ المدینہ المنورۃ فی القرن، صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۳/ معجم البابطین، جلد۱۱، صفحہ ۴۷۴ تا ۴۷۶/ معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ ۱۸۶/ المنہل، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۵۵ تا ۵۶

۳۶ شیخ عمر حمدان کے حالات و اسانید پر ان کے شاگرد شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی مکی شافعی ﷫ نے تین ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب "مطمح الوجدان فی اسانید

عمر حمدان" تصنیف کی، جو تا حال شائع نہیں ہوئی۔ جب کہ مصنف نے خود اس کی تلخیص دو جلدوں میں "اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان" نام سے تیار کی، جس کی پہلی جلد کے دو ایڈیشن قاہرہ و دمشق سے ۲۷۲ صفحات پر طبع ہوئے/ اب مکہ مکرمہ کے ہی ڈاکٹر رضا بن محمد صفی الدین سنوسی کی "محدث الحرمین العلامۃ الثبت المسند الامام عمر بن حمدان المحرسی المکی المدنی" شائع ہوئی، جو ۸۴ صفحات پر مشتمل اور اس میں مختصر حالات و خدمات کے علاوہ آپ کے مشائخ و تلامذہ کے اسمائے گرامی کی ممکنہ فہرست اور آخر میں "اتحاف ذوی العرفان" کا متن دیا گیا ہے۔ قبل ازیں ڈاکٹر سنوسی کی یہ تحریر مدینہ منورہ سے شائع ہونے والے سرکاری سہ ماہی رسالہ "المدینۃ المنورۃ" کے شمارہ ۳، بابت ۱۴۲۳ھ کے صفحات ۴۷ تا ۹۶ پر طبع ہوئی۔ نیز/ الاجازات المتینۃ، صفحہ ۳۴/ اعلام العلم و الادب، صفحہ ۲۶۷ تا ۲۷۴/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۳۸ تا ۳۹/ اعلام من ارض النبوۃ، جلد۱، صفحہ ۱۶۹ تا ۱۸۲/ الانفاس النورانیۃ، صفحہ ۴۱/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۷۰ تا ۷۵/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۴۲۶ تا ۴۳۲/ الجواہر الحسان، جلد۱، صفحہ ۱۴۵ تا ۱۵۴/ دروس من ماضی، صفحہ ۱۷۴ تا ۱۷۸/ الدلیل المشیر، صفحہ ۳۱۰ تا ۳۲۷/ الرحلۃ السامیۃ، صفحہ ۵۵، ۲۲۶/ سل النصال، صفحہ ۱۳۷/ سیر و تراجم، صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۷/ فیض الملک، جلد۲، صفحہ ۱۲۰۰/ المدینۃ المنورۃ فی القرن، صفحہ ۲۱۱/ المصاعد الراویۃ، صفحہ ۲۵، ۲۸/ معارف رضا، شمارہ اگست ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۰، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء، صفحہ ۲۰، شمارہ مارچ ۲۰۰۲ء، صفحہ ۱۳/ موسوعۃ اعلام المغرب، جلد۹، صفحہ ۳۲۴۳/ نشر الدرر، صفحہ ۴۵/ نموذج من الاعمال الخیریۃ، صفحہ ۴۳/ نور الحبیب، شمارہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۴ء، صفحہ ۷۸، ۸۶

۳۷ اعلیٰ حضرت، شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۷/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۲۸۷/

سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۲، صفحہ۲۰۵

۳۸ الثبت الوجیز، صفحہ۹،۱۵،۱۶،۲۰،۲۲،۲۴،۲۵،۲۶،۲۷،۳۱،۳۲،۳۳،۳۴،۳۶/ الجواهر الغالیة، صفحہ۱۳

۳۹ تعارف علماء اہل سنت، صفحہ۲۷۰/ ضیائے حرم، شمارہ اکتوبر۱۹۸۱ء، صفحہ۲۸/ ضیائے قمر، شمارہ اپریل۱۹۹۱ء، صفحہ۸۵/نور نور چہرے، صفحہ۳۳۵/ الیواقیت المهرية، صفحہ۱۳

۴۰ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ۴۳۱ تا ۴۳۲

۴۱ شیخ عیدروس البار کے حالات: اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ۲۵۵/ اھل الحجاز، صفحہ۲۶۷/ تشنیف الاسماع، صفحہ۴۴۳ تا ۴۴۴/ دروس من ماضی، صفحہ۱۹۰ تا ۱۹۲/ الدلیل المشیر، صفحہ۳۳۰ تا ۳۳۷/ سیر و تراجم، صفحہ۲۱۸ تا ۲۲۰/ نثر الدرر، صفحہ۴۴

۴۲ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ۵۶، ۶۱

۴۳ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ۶۱

۴۴ شیخ محمد علی مالکی کے حالات و اسانید پر ان کے شاگرد شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی مکی نے کتاب المسلك الجلي في اسانيد فضيلة الشيخ محمد علي لکھی جو قاہرہ سے ۶۲ صفحات پر چھپی تھی اور اب ۲۰۰۸ء میں بیروت سے ۱۴۳ صفحات پر شائع ہوئی۔ نیز/ الاجازات المتینة، صفحہ۳۳، ۴۹/ اظہار الحق المبین، صفحہ۱۳ تا ۳۲/ اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ۸۳۴ تا ۸۳۷/ الاعلام، جلد۶، صفحہ۳۰۵/ امداد الفتاح، صفحہ۴۱۹ تا ۴۲۰/ تاریخ مکة، صفحہ۵۸۶، ۶۱۴/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ۶۸ تا ۶۹/ تشنیف الاسماع، صفحہ۳۹۳ تا ۳۹۷، ۴۰۵/ الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ۱۳۹ تا ۱۴۴/ دروس من ماضی، صفحہ۲۳۴ تا ۲۴۱/ الدلیل المشیر، صفحہ۲۷۱ تا ۲۷۷/ سکان مکة، صفحہ۵۰ تا ۵۱/ سیر و تراجم، صفحہ۲۶۰ تا ۲۶۵/ المصاعد الراویة، صفحہ۳۸ تا ۳۹/ معارف رضا، شمارہ اپریل ۲۰۰۲ء، صفحہ۹ تا ۱۰،

شمارہ مئی ۲۰۰۲ء، صفحہ۱۹ تا ۲۲، شمارہ جون ۲۰۰۲ء، صفحہ۲۱ تا ۲۴، شمارہ نومبر ۲۰۰۲ء، صفحہ۲۷ تا ۳۰، شمارہ دسمبر ۲۰۰۲ء، صفحہ۱۲ تا ۱۵، شمارہ جنوری ۲۰۰۳ء، صفحہ۲۹ تا ۳۲/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد۲، صفحہ۱۶۸۲/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ۵۰۴/ نثر الدرر، صفحہ۴۴/ وسام الکرم، صفحہ۳۸۳ تا ۳۸۴

۴۵ شیخ عیسیٰ کردی کے حالات پر ان کے خلیفہ و داماد شیخ ابو الخیر میدانی علیہ الرحمہ نے مستقل کتاب لکھی۔ نیز/ الاعلام الشرقیة، جلد۱، صفحہ۳۵۲ تا ۳۵۳/ تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ۲۸۴ تا ۲۹۱، جلد۲، صفحہ۷۳۴ تا ۷۳۹، ۱۰۰۴/ السلسلة الذهبية، صفحہ۲۶۳ تا ۳۱۴/ الطریقة النقشبندیة و اعلامها، صفحہ۱۲۱/ معجم المؤلفین، جلد۲، صفحہ۵۹۴

۴۶ تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ۳۳۶

۴۷ صدر شام شکری قوتلی (وفات ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء) دمشق میں پیدا ہوئے، بیروت میں وفات اور دمشق میں دفن کیے گئے۔ وطن کے علاوہ استنبول میں تعلیم پائی۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد خلافت عثمانیہ کے خاتمہ پر ملک شام کے قیام واستحکام میں حصہ لیا۔ فرانسیسی استعمار نے عدم موجودگی میں سزائے موت سنائی جب کہ مصر وحیفا میں مقیم تھے۔ پھر وزیر خزانہ شام اور ۱۹۴۳ء کو ملک کے پہلی بار اور ۱۹۵۵ء میں دوسری بار صدر منتخب ہوئے۔ دوسرے عہدۂ صدارت کی تقاریر "مجموعة خطب الرئيس شكري القوتلي" نام سے شائع ہوئیں، نیز اپنی یادداشتیں قلم بند کیں۔ الاعلام، جلد۳، صفحہ۱۷۲ تا ۱۷۳/ معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ۸۱۷

۴۸ رابطہ علماء شام کا تعارف: تاریخ علماء دمشق، جلد۲، صفحہ۷۲۴ تا ۷۲۶

۴۹ شام یا سوریہ کے صدر حافظ بن علی اسد (وفات ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء) لاذقیہ شہر کے قریب گاؤں قرداحہ کے نصیری شیعہ گھرانہ میں پیدا ہوئے اور دار الحکومت دمشق میں وفات پائی،

گاؤں میں دفن کیے گئے۔ ۱۹۵۵ء کو شامی ائیر فورس میں پائلٹ اور ۱۹۶۵ء کو فوجی بغاوت برپا کر کے ملک پر قابض ہوئے اور اگلے تیس برس یعنی وفات تک بلاشرکت غیر حکمرانی کی۔ اقلیتی فرقہ سے تعلق تھا، لہٰذا عوام پر گرفت مضبوط اور اقتدار کو تقویت و دوام بخشنے کی راہ یہ نکالی کہ سیکولر و اشتراکی نظام قائم کیا اور بعث پارٹی کے علم بردار ہوئے۔ ادھر سوویت یونین کے اہم عرب اتحادی ہوئے، جو سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد تک جاری رہا۔ ملک میں شیعہ افکار و معتقدات کی ترویج و اشاعت کی حوصلہ افزائی کی، دوسری جانب سواد اعظم اہل سنت کے اکابرین و مذہب پسند حلقوں کا جینا دوبھر کر دیا۔ انہیں گرفتار کیا، طویل قید، تشدد، پھانسی کی بغیر مقدمہ سزائیں دیں اور جلیل القدر علماء کی لاشیں غائب کیں۔ مدارس و خانقاہیں ویران و تباہ کیں۔ علمی و روحانی شہر حماہ پر ۱۹۸۲ء میں ٹینکوں اور جہازوں کے ذریعے بم باری کر کے شہر کی ایک تہائی آبادی کو قبرستان بنا دیا۔ لاتعداد علماء و مذہبی گھرانے ملک سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور آج بھی مختلف ممالک میں شامی پاسپورٹ یا کسی دوسرے ملک کی شہریت کے بغیر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایران میں ۱۹۷۹ء کے انقلاب کے بعد کی حکومت سے گہرے تعلقات ہیں۔ ادھر ۱۹۹۰ء کو عراقی افواج نے صدر صدام حسین (وفات ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء) کے حکم پر کویت کو عراق میں ضم کر لیا تو امریکہ نے کویت واپس لینے کے لیے اتحادی ممالک کی فوج جمع کر کے سعودی سرزمین کے راستے یہ مقصد پورا کیا، حافظ الاسد نے بھی اس اتحاد میں فوجی دستے پیش کیے۔ وفات کے ایام میں ان کے بیٹے بشار الاسد کی عمر چونتیس برس تھی، چناں چہ بعث پارٹی کے زعماء نے پارلیمنٹ کا ہنگامی اجلاس طلب کر کے آئین میں ترمیم کے ذریعے صدر کی عمر چالیس برس سے کم کر کے چونتیس کر دی، نتیجۃً بشار الاسد ملک کے صدر ہوئے۔ اور آج تک متمکن ہیں۔

حال ہی میں حافظ الاسد کے دست راست و سابق نائب صدر عبد الحلیم خدام مقیم پیرس نے تائب ہونے کا اعلان اور ٹیلی ویژن انٹرویو میں اپنے ماضی پر ندامت کا اظہار کیا۔ سوویت یونین کا خاتمہ، آزادی کویت بارے موقف، ورلڈ ٹریڈ سنٹر امریکہ پر حملہ، جیسے واقعات کے نتیجہ میں نصیری حکومت اور اس کا تشکیل دیا گیا نظام، سست روی سے زوال پذیر اور تبدیلی کی جانب گامزن ہے۔ حافظ الاسد کے افعال پر تین کتب بطور خاص لائق مطالعہ ہیں، پہلی سانحہ حماہ بارے "مأساة العصر" جس پر اکثر عرب حکومتوں نے پابندی عائد کر رکھی ہے۔ دوسری ڈاکٹر رحیم ہادی یحییٰ نجفی کی "حافظ اسد خائن القرن العشرين" جو ۱۹۸۵ء کو بغداد سے ۸۷ صفحات پر چھپی۔ تیسری "البعث الشيعي في سورية ۱۹۱۹ء --- ۲۰۰۷ء" جو ۱۴۷ صفحات پر مشتمل حسب ذیل ویب سائٹ پر موجود، جس پر مصنف کا نام درج نہیں۔ نیز/ ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۵۰ تا ۵۱/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۴۱۸ تا ۴۲۱/ www.forsyria.org

۵۰ گزشتہ چند برسوں کے دوران فقہ حنفی بارے جو عربی کتب شائع ہوئیں، ان میں حسب ذیل سات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ پہلی قاہرہ کے مشہور فقیہ شیخ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ (وفات ۱۰۶۹ھ/ ۱۶۵۹ء) کی "امداد الفتاح شرح نور الایضاح و نجاة الارواح" جو شیخ بشار بکری عرابی کی تحقیق کے ساتھ ۲۰۰۲ء کو دمشق سے ۶۰۷ صفحات پر پہلی بار شائع ہوئی۔ دوسری دمشق کے مشہور فقیہ و صوفی شیخ سید محمد امین بن عمر ابن عابدین رحمہ اللہ (وفات ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) کی "رد المحتار على الدر المختار" المعروف بہ حاشیہ ابن عابدین، جو عرب و عجم سے بارہا چھپی، لیکن اب دمشق کے ڈاکٹر شیخ سید حسام الدین بن محمد صالح فرفور ازہری حفظہ اللہ (پیدائش ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء) کی نگرانی میں شام کے محققین کی جماعت تحقیق انجام دے رہی ہے اور ۲۰۰۰ء سے

۲۰۰۵ء تک بتدریج سولہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں، جو مجموعی طور پر گیارہ ہزار دو سو اٹھانوے صفحات پر مشتمل اور مزید جلدوں کی اشاعت باقی ہے۔ جدید انداز تحقیق و تصحیح کی وجہ سے یہ ایڈیشن گزشتہ تمام اشاعتوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ تیسری دمشق کے ہی شیخ وہبی بن سلیمان غاوجی ﷫ کی "ارکان الاسلام، فقه العبادات علی مذهب ابی حنیفة" جس کا دوسرا ایڈیشن دو جلدوں میں ۲۰۰۲ء کو شائع ہوا۔ چوتھی دمشق کے شیخ اسعد بن محمد سعید صاغرجی کی "الفقه الحنفی و ادلته" جو ۱۹۹۹ء کو تین جلد کے ۱۲۹۶ صفحات پر چھپی۔ پانچویں حماہ شہر کے شیخ عبد الحمید محمود طہماز ﷫ (وفات ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء) کی "الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید" جو ۲۰۰۱ء کو پانچ جلد کے ۲۴۶۳ صفحات پر شائع ہوئی۔ چھٹی حماہ کے ہی ڈاکٹر شیخ احمد سعید حوی ﷫ جو شریعت کالج زرقا نیشنل یونی ورسٹی اردن میں پروفیسر ہیں، ان کی "المدخل الی مذهب الامام ابی حنیفة النعمان ﷫" جو ۲۰۰۲ء کو ۷۴۷ صفحات پر سامنے آئی اور قبل ازیں انہیں اس پر اردن یونی ورسٹی نے ۱۹۹۲ء کو ایم فل کی سند جاری کی۔ ساتویں جھنگ پاکستان کے مولانا محمد امداد حسین پیرزادہ ﷫ مقیم برطانیہ کی "امداد الفقه" جو ۱۹۸۹ء کو ایک جلد میں بیروت سے چھپی۔

۵۱ شیخ اسعد صاغرجی کے حالات: غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۸۷۳ تا ۸۷۵/ منہاج القرآن، شمارہ مئی ۲۰۰۶ء

۵۲ شیخ حسنی مجذوب کے حالات: علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۷۲/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۷۴۲ تا ۷۴۳

۵۳ شیخ زہیر نوفلیہ کے حالات: علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۷۲۱ تا ۷۲۳

۵۴ شیخ صالح کلنتانی کے حالات: اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ ۸۰۶ تا ۸۰۷/

تشنیف الاسماع، صفحہ ۲۴۷ تا ۲۴۹/ الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۷

۵۵ شیخ عبد الرحمٰن مجذوب کے حالات: غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۷۰۱ تا ۷۰۳

۵۶ فتح باب العنایة، جلد۱، حاشیہ، صفحہ ۱۲۱

۵۷ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ کے حالات پر ان کے شاگرد خاص شیخ محمد بن عبد اللہ رشید کی کتاب "امداد الفتاح باسانید و مرویات الشیخ عبد الفتاح" ۱۹۹۹ء کو ۶۹۶ صفحات پر چھپی/ قاہرہ کے شیخ محمود سعید ممدوح کی "الشذ الفواح فی اخبار سیدی الشیخ عبد الفتاح ابوغدة" ۱۹۹۸ء میں ۲۴۵ صفحات پر طبع ہوئی/ حلب کے ڈاکٹر شیخ محمد علی ہاشمی (پیدائش ۱۹۲۵ء) کی "الشیخ عبد الفتاح ابوغدة کما عرفته" ۲۰۰۴ء کو ۱۸۳ صفحات پر شائع ہوئی/ طرابلس لبنان کے شیخ سید ماجد بن احمد درویش حنفی (پیدائش ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) نے کتاب "وقفات تربویة مع الامام الشیخ عبد الفتاح ابوغدة" لکھی۔ نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲/ ذیل الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۱۱/ تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۳۴۲ تا ۳۴۵/ رطب و یابس، صفحہ ۱۷۹ تا ۱۹۴/ سوئے حجاز، شمارہ جون ۲۰۱۰ء، صفحہ ۱۷ تا ۲۲، دوسری قسط، شمارہ ستمبر، صفحہ ۵۳ تا ۵۵ پانچویں قسط/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۲/ علماء من حلب، صفحہ ۴۸۶ تا ۴۹۹/ النهضة الاسلامیة، جلد۴، صفحہ ۲۱۲ تا ۲۲۵

۵۸ شیخ عبد القادر اورفلی کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۳، صفحہ ۲۶۳

۵۹ شیخ علی سلیق کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۳، صفحہ ۵۴۷/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۲/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۶۷۵ تا ۶۷۶

۶۰ شیخ ابراہیم ختنی کے حالات پر ان کے فرزند شیخ محمد یحییٰ افضلی نے کتاب "ترجمة والدی الشیخ محمد ابراهیم الختنی المدنی" لکھی، جو ۱۴۲۰ھ کو ۶۳ صفحات پر چھپی۔ نیز/ اعلام العلم و الادب، صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۸/ اعلام من ارض النبوة، جلد۱،

صفحہ۱۹تا۲۷/ الاعلام، جلد۵، صفحہ۳۰۷/ امداد الفتاح، صفحہ۳۷۳تا۳۷۶، ۴۱۳/ تاریخ علماء دمشق، جلد۲، صفحہ۸۶۳تا۸۷۲/ الجواهر الحسان، جلد۲، صفحہ۶۹۹ تا۷۰۳/ سل النصال، صفحہ۲۲۶تا۲۲۷/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۲، صفحہ۳۳۳/ طيبة و ذكريات الاحبة، جلد۱، صفحہ۷۷/ فهرس مخطوطات الحديث الشريف و علومه، صفحہ۲۴/ معارف رضا، شمارہ جون۲۰۰۲ء، صفحہ۲۳تا۲۴/ معجم المؤلفين، جلد۳، صفحہ۳۰

۶۱ سل النصال، صفحہ۲۲۶

۶۲ شیخ محمد بدرالدین عابدین کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۲، صفحہ۹۷۶ تا۹۸۰، ۱۰۰۴/ تتمة الاعلام، جلد۱، صفحہ۵۱/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ۴۶تا۴۹

۶۳ اجازۃ مخزومی، کمپوز شدہ، ۱۸صفحات

۶۴ الجواهر الغالية، صفحہ۶

۶۵ شیخ محمد حجار کے حالات: علماء من حلب، صفحہ۵۹۵تا۵۹۸

۶۶ ماہنامہ "التصوف الاسلامی" قاہرہ کے چند شمارے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ پاکستان کے مرکزی کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔

۶۷ المجلس الصوفي الاعلیٰ مصر کے صدر شیخ مشایخ الطرق الصوفية سید احمد صاوی بن علی عمرانی رحمۃ اللہ علیہ دریائے نیل کی گود میں واقع روضہ نامی قصبہ میں ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے۔ ساڑھے تیرہ برس کی عمر میں ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء کو جامعہ ازہر میں داخلہ لیا اور ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۷ء کو شرعی علوم میں اعلیٰ ترین سند لے کر فارغ ہوئے، جہاں شیخ الازہر و وزیر اوقاف مصر شیخ مصطفیٰ بن حسن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء) نیز مفتی اعظم و شیخ الازہر عبدالمجید سلیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) ہم سبق تھے۔ شیخ احمد صاوی عالم جلیل، مرشد کبیر، مصلح،

سماجی کارکن و رہنما، علماء اسکندریہ کے نگران ہوئے۔ جامعہ ازہر کے تحت اسکندریہ انسٹی ٹیوٹ میں اٹھارہ برس، پھر شریعت کالج قاہرہ میں دس برس نیز دیگر اداروں میں استاذ رہے۔ بعد ازاں مزار سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما قاہرہ سے ملحق مسجد کے امام و خطیب ہوئے اور ربیع الاول ۱۳۶۶ھ، مطابق جنوری ۱۹۴۷ء کو خدیوی مصر فاروق بن احمد فواد (وفات ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء) کے جاری کردہ فرمان پر شیخ مشایخ الطرق الصوفية کے منصب رفیع پر تعینات کیے گئے اور ۲۴ مارچ ۱۹۴۷ء کو اس مناسبت سے دیوان شاہی قاہرہ میں عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی، جس میں اعلیٰ سرکاری عہدیداران و مذہبی شخصیات نے شرکت کی اور شاہ فاروق نے آپ کو سبز رنگ کی خلعت فاخرہ پہنائی نیز دونوں نے خطاب کیا۔

آپ کے احوال پر فتحی محمود شہدی کی کتاب "العارف بالله رجل الصلاح و الاصلاح الشيخ احمد الصاوی شيخ مشايخ الطرق الصوفية" مع تقاریظ ۱۹۴۸ء کو ۱۲۸ صفحات پر شائع ہوئی، جس کے آخر میں المجلس الصوفي الاعلیٰ کے اراکین مشایخ طریقت کے نام نیز اس مؤقر تنظیم کے دستور کا مکمل متن بھی دیا گیا ہے، جو سولہ بنیادی نکات اور عمومی قواعد بارے پانچ ابواب کی متعدد شق پر مشتمل ہے۔

۶۸ شیخ زکی ابراہیم کے حالات: معجم البابطین، جلد۱۷، صفحہ۶۶۴تا۶۶۶/ النهضة الاسلامية، جلد۶، صفحہ۳۸۰تا۳۹۴/www.alasheira.net

۶۹ كلمة الرائد، جلد۲، صفحہ۲۲۸

۷۰ محسن اہل سنت، صفحہ۲۰۲/ نور الحبیب، شمارہ مارچ ۱۹۹۴ء

۷۱ كلمة الرائد، جلد۲، صفحہ۲۲۷

۷۲ شیخ ابوابراہیم کوسا کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۳، صفحہ۳۵۵تا۳۵۷

۷۳ شیخ عید یعقوب کے حالات: السلسلة الذهبية، صفحہ۷تا۱۱/ غرر الشام،

جلد۲، صفحہ۷۶۲تا۷۶۵

۷۴ شیخ محمد یاسین فادانی کی اسانید وحالات پر ان کے شاگرد شیخ محمود سعید ممدوح نے اعلام القاصی و الدانی ببعض ما علا من اسانید الغادانی لکھی، نیز آپ کے مشائخ میں سے اکثر کے حالات پر تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ و السماع تالیف کی، جو قاہرہ سے ۶۰۲ صفحات پر چھپی/ دوسرے شاگرد شیخ محمد مختار الدین بن زین العابدین فلمبانی نے کئی جلدوں پر مشتمل بلوغ الامانی فی التعریف بشیوخ و اسانید مسند العصر الشیخ محمد یاسین بن محمد عیسٰی الفادانی المکی لکھی، جس کی ایک جلد شائع ہوئی۔ نیز/ اتمام الاعلام، صفحہ۲۷۵تا۲۷۶/ امداد الفتاح، صفحہ۴۱۱تا۴۱۲/ تتمۃ الاعلام، جلد۲، صفحہ۱۵۵تا۱۵۸/ تشنیف الاسماع، صفحہ۸تا۱۲/ ذیل الاعلام، جلد۲، صفحہ۱۷۸تا۱۷۹/ معارف رضا، شمارہ نومبر۲۰۰۲ء، صفحہ۲۸، شمارہ اگست۲۰۰۳ء، صفحہ۲۶/ من اعلام القرن، جلد۱، صفحہ۱۶۹تا۱۷۴

۷۵ شیخ محمود قویدر کے حالات: غرر الشام، جلد۲، صفحہ۹۱۴تا۹۱۵

۷۶ شیخ محمود حبال کے حالات: علماء دمشق و اعیانها، صفحہ۲۹۹تا۳۰۰/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ۷۴۷تا۷۴۹

۷۷ شیخ محی الدین قادری کے حالات: غرر الشام، جلد۲، صفحہ۸۹۷تا۸۹۸

۷۸ غرر الشام، جلد۲، صفحہ۹۰۰

۷۹ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ۱۱۹، ۴۷۰

۸۰ غرر الشام، جلد۲، صفحہ۸۹۴، ۹۰۱

۸۱ شیخ سید محمد مکی بن محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے، پھر والد و بھائی وغیرہ کے ساتھ ہجرت کر کے دمشق پہنچے، وہیں وفات پائی، باب صغیر قبرستان کے احاطہ کتانی میں قبر واقع ہے۔ مفتی مالکیہ،

صوفی کامل، مرشد، مدرس، رابطہ علماء شام کے بانی رکن و نائب صدر، پھر ۱۹۶۱ء کو صدر ہوئے۔ نیز رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے بانی رکن و علماء شام کے نمائندہ۔ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دمشق میں واقع مزار سے ملحق مسجد کی توسیع کمیٹی کے رکن نیز مراکش میں مختلف تنظیموں کے بانی رکن و معاون رہے اور والد کی معیت میں فرانسیسی استعمار کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ مدینہ منورہ میں مولانا محمد علی حسین خیر آبادی، مولانا محمد عبد الباقی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہما سے اخذ کیا۔ بعد ازاں تحریک منہاج القرآن کے بانی ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری حفظہ اللہ کے والد گرامی مولانا فرید الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خود شیخ محمد مکی کتانی سے استفادہ کیا۔ علاوہ ازیں شیخ کتانی اپنے بڑے بھائی شیخ سید محمد زمزمی بن محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء) کے ہمراہ دو بار ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء اور پھر ۱۳۵۳ھ کو ہندوستان آئے۔ ان دنوں اس گھرانہ کے اہم فرد ڈاکٹر شیخ سید محمد حمزہ بن علی بن محمد منتصر بن محمد زمزمی بن محمد بن جعفر کتانی حفظہ اللہ کی ایک تحریر مذکورہ ذیل ویب سائٹ پر موجود ہے، جس میں بتایا گیا کہ شیخ محمد زمزمی کتانی و ان کے بھائی شیخ محمد مکی کتانی نے مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔ الانفاس النورانیۃ، صفحہ۹۰/ تاریخ علماء دمشق، جلد۲، صفحہ۹۰۹تا۹۱۳/ الدلیل المشیر، صفحہ۳۹۴تا۳۹۸/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ۹۰۵تا۹۰۷، ۹۱۴/ معارف رضا، شمارہ جون۲۰۰۲ء، صفحہ۲۳/ منہاج القرآن، شمارہ دسمبر۲۰۰۴ء، صفحہ۳۶/ المنهل، شمارہ مارچ، اپریل۱۹۷۴ء، صفحہ۳۶۳تا۳۶۵/ www.cb.rayaheen.net

۸۲ شیخ سید محمد بن کمال الدین الخطیب (وفات ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء) دمشق میں شافعی علماء کے گھرانہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر تعلیم پائی اور وکالت کا امتحان پاس کیا۔ جمعیۃ التمدن الاسلامی سے تعلق ہوا، پھر اس کے ترجمان ماہ نامہ "التمدن الاسلامی"

کی تاسیس میں حصہ لیا اور ایڈیٹر ہوئے۔ ادبی، معاشرتی، دینی، ثقافتی وقومی مسائل و
موضوعات پر بکثرت مضامین لکھے، جو مذکورہ اور دیگر رسائل واخبارات میں شائع ہوئے۔
چند تصنیفات میں نظرة العجلان فی اغراض القرآن، فلسفة الحیاة فی غمزات الحیاة،
لماذا انا مسلم شامل ہیں۔ اشتراکی وبعثی حکومت نے ملک کے لاتعداد اہل علم کی طرح
آپ کو بھی سزائے موت سنائی، لیکن اس سے نجات پا کر جدہ سعودی عرب ہجرت کر گئے،
آخر عمر میں بینائی جاتی رہی۔ افکار ومعتقدات بارے عمر بھر متردد رہے۔ آپ کے والد
عالم جلیل شیخ کمال الدین الخطیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرانسیسی استعمار کے خلاف مسلح جدوجہد
کے دوران ۱۹۲۰ء کو معرکہ میسلون میں شہادت پائی۔ وہ صاحب غرر الشام کے چچا تھے۔
علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۴۳۳ تا ۴۳۵/ غرر الشام، جلد ۱، صفحہ ۴۶۷

۸۳ شیخ حسین خطاب کا تعارف آگے آرہا ہے۔

۸۴ شیخ ابراہیم غلایینی کے حالات: امداد الفتاح، صفحہ ۳۲۷ تا ۳۲۸/
باقیات جہان امام ربانی، جلد ۱، صفحہ ۴۱۳ تا ۴۱۶/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۶۸۷ تا ۶۹۲،
۷۶۷، ۹۸۸، ۱۰۰۴/ جلد ۳، صفحہ ۲۶۵، ۳۶۸، ۵۵۳/ السلسلة الذهبية،
صفحہ ۳۱۵ تا ۳۳۲/ الطريقة النقشبندية و اعلامها، صفحہ ۵۷/ غرر الشام،
جلد ۲، صفحہ ۸۹۳ تا ۸۹۴/ معارف رضا، شمارہ نومبر ۲۰۰۲ء، صفحہ ۳۰/
www.ghrib.net/ www.al7ewar.net

۸۵ الهدية العلائية، فقہ حنفی کے ابتدائی طلباء کے لیے آسان ومقبول کتاب ہے،
جو صاحب حاشیہ درمختار کے فرزند دمشق کے مشہور فقیہ حنفی شیخ سید محمد علاء الدین بن
محمد امین عابدین خلوتی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء) کی تصنیف اور پہلی بار
۱۲۹۹ھ کو دمشق سے ۲۸۴ صفحات پر طبع ہوئی۔ تازہ ایڈیشن دمشق کے ہی شیخ بسام
عبدالوهاب جابی حفظہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ دار ابن حزم بیروت نے ۲۰۰۳ء کو ۳۰۴ صفحات پر

شائع کیا ہے۔ سرکیس نے اسے ان کے والد کی تصنیفات میں شامل کیا جو درست نہیں۔
مصنف کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۷۰، جلد ۷، صفحہ ۷۵/ الاعلام الشرقية،
جلد ۲، صفحہ ۴۸۱ تا ۴۸۲/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۶۳ تا ۶۷/ حلية البشر،
جلد ۳، صفحہ ۱۳۳۵ تا ۱۳۳۷/ معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۶۲۸/ معجم
المطبوعات العربية و المعربة، جلد ۱، صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۵

۸۶ المسلك الجلي، صفحہ ۵۷

۸۷ شیخ ابوالخیر میدانی کے حالات پر ان کے شاگرد شیخ محمود بن قاسم رنکوسی دمشقی نے
کتاب "القضاء الربانی بوفاة الشیخ ابی الخیر المیدانی" لکھی جو ۱۳۹۷ھ کو
بیروت سے سولہ صفحات پر چھپی/ دمشق کے ہی شیخ محمد ریاض بن محمد خلیل مالح
(وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) کی "العلامة الشیخ ابوالخیر المیدانی" بھی شائع ہوئی/
تیسری دمشق کے شیخ محمد مطیع الحافظ کی "الامام الربانی العلامة الشیخ ابوالخیر المیدانی،
رئیس رابطة العلماء و شیخ الطریقة النقشبندية" جو چھپیس صفحات پر دمشق سے
طبع ہوئی۔ نیز/ احوال بعض المشایخ المجددیة، صفحہ ۴۱۵/ امداد الفتاح،
صفحہ ۳۳۹ تا ۳۴۰/ باقیات جہان امام ربانی، جلد ۱، صفحہ ۴۱۶ تا ۴۲۰/ تاریخ علماء
دمشق، جلد ۲، صفحہ ۷۲۰ تا ۷۳۹، ۹۹۹، ۱۰۰۵/ تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۳۰۳/
تشنیف الاسماع، صفحہ ۴۵۸ تا ۴۶۰/ جالية الاكدار، صفحہ ۱ تا ۱۳/ السلسلة الذهبية،
صفحہ ۳۳۳ تا ۳۵۱/ الطريقة النقشبندية و اعلامها، صفحہ ۱۳۷/ غرر الشام،
جلد ۲، صفحہ ۸۷۹ تا ۸۸۰/ معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۲۸۱/ نموذج من الاعمال
الخيرية، صفحہ ۴۴۵

۸۸ شیخ توفیق ایوبی کے حالات: الاعلام الشرقية، جلد ۱، صفحہ ۲۸۸/ الانفاس النورانية،
صفحہ ۹۶ تا ۹۷، ۱۳۵، ۱۸۲/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۱، صفحہ ۳۰۱، ۴۵۵ تا ۴۵۷/

حلیة البشر، جلد۱، صفحہ ۴۲۵ تا ۴۲۹/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۲۹۱/ علماء عرب کے خطوط، صفحہ ۵۰، ۵۵، ۵۶، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۷۰، ۱۱۴/ معجم المطبوعات العربیة والمعربة، جلد۲، صفحہ ۱۶۴۴

۸۹ شیخ حسن مشاط کے حالات: اعلام الحجاز، جلد۳، صفحہ ۳۰۷ تا ۳۳۵/ اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ ۸۸۵ تا ۸۸۸/ انارۃ الدجی، جلد۱، صفحہ ۲۹ تا ۵۲/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۱۵۹ تا ۱۶۳/ الجواهر الثمینة، صفحہ ۱۷ تا ۲۱/ معارف رضا، شمارہ نومبر ۲۰۰۲ء، صفحہ ۲۹ تا ۳۰، شمارہ اگست ۲۰۰۴ء، صفحہ ۱۴ تا ۱۵/ من رجال الشوریٰ، صفحہ ۴۶ تا ۴۷/ نشر الدرر، صفحہ ۲۷

۹۰ شیخ محمد بن یلیس تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء) الجزائر کے شہر تلمسان میں پیدا ہوئے اور مالکی عالم وصوفیہ کے سلسلہ شاذلیہ کے مرشد کبیر تھے۔ فرانس نے اصلاحات کے نام پر الجزائر کو روند ڈالا تو بکثرت باشندوں کی طرح آپ بھی ۱۹۱۱ء کو اپنے فرزند شیخ احمد تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء) اور خلیفہ شیخ محمد بن احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) کے ہمراہ قافلہ کی صورت میں وطن سے ہجرت کر کے دمشق آ گئے اور وہیں وفات پائی۔ شیخ محمد تلمسانی کو محکمہ اوقاف دمشق نے کچھ زمین دی، جہاں انہوں نے خانقاہ ومدرسہ قائم کیا، جسے وفات کے بعد ان کے فرزند اور پھر خلیفہ شیخ محمد ہاشمی نے فعال رکھا۔ اس مدرسہ وشاذلی خانقاہ نے دمشق و گردونواح میں تعلیم وتربیت کے شعبہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ شیخ محمد تلمسانی و ان کے فرزند کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۱، صفحہ ۴۲۷ تا ۴۲۸، جلد۲، صفحہ ۱۷ تا ۱۹/ معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ ۲۵۹

91 شیخ عزالدین قسام شہید کے حالات پر چار سے زائد مستقل عربی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں سے شیخ عونی جدوع عبیدی کی ثورۃ الشهید عز الدین القسام و اثرها

فی الکفاح الفلسطینی پیش نظر ہے، جو ۱۱۸ صفحات پر اردن سے شائع ہوئی۔ نیز/ الاعلام، جلد۶، صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸/ الاعلام الشرقیة، جلد۱، صفحہ ۳۴۹/ حضارۃ الاسلام، شمارہ جنوری ۱۹۶۱ء، صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۱، شمارہ فروری، مارچ ۱۹۶۹ء، صفحہ ۲۵ تا ۲۹، ۷۱ تا ۷۷/ طریق الحق، شمارہ دسمبر ۱۹۵۹ء، صفحہ ۳۰ تا ۳۱/ معجم البابطین، جلد۱۷، صفحہ ۵۳۰ تا ۵۳۱/ الموسوعة الموجزة، جلد۵، صفحہ ۱۶۵

۹۲ اجازۃ مخزومی، صفحہ ۱۲

۹۳ شیخ سعید احمر کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۲، صفحہ ۹۶۱ تا ۹۶۲/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۲۲ تا ۲۳/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۷۴۴ تا ۷۴۵، ۷۵۹

۹۴ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۲، صفحہ ۳۹۴

۹۵ شیخ محمد بدرالدین غلایینی کے حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد۳، صفحہ ۵۶۱ تا ۵۶۲/ تتمة الاعلام، جلد۲، صفحہ ۵۱/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۸۹۵ تا ۸۹۶/ معارف رضا، شمارہ دسمبر ۲۰۰۲ء، صفحہ ۱۴ تا ۱۵

۹۶ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۸۹۴، ۹۰۱/ مقتطفات، صفحہ ۲۷

۹۷ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۹۰۱ تا ۹۰۲

۹۸ ماہنامہ "طریق الحق" قاہرہ کا پہلا شمارہ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ/ ستمبر ۱۹۵۱ء کو ۳۲ صفحات پر شائع ہوا، اس کے متعدد شمارے راقم السطور کی نظر سے گزرے۔ یہ عقائد ومعمولات سواد اعظم اہل سنت وجماعت اور تعلیمات تصوف اسلامی کا بے باک ترجمان تھا۔ اسے شیخ سید محمد حافظ بن عبداللطیف تیجانی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۷ء) نے جاری کیا، جو مصر کے علاقہ منوفیہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اور محدث کبیر، مفسر، مبلغ اسلام، سیاح، شاعر، مصنف، مدرس نیز تیجانی سلسلہ کے مشہور مرشد تھے۔ آپ کے شاگردوں میں مشہور مبلغ اسلام، مفسر قرآن،

مصر کے وزیر اوقاف شیخ محمد متولی شعراوی ازہری رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء) شامل ہیں۔ پاک و ہند کے علماء اہل سنت سے شیخ حافظ تیجانی کے روابط تھے، جیسا کہ مولانا ضیاء الدین احمد سیالکوٹی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ اسلامی علوم و سلسلہ قادریہ میں اجازت وخلافت پائی۔ جب کہ مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۹۲ھ کو اور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ تیجانی سے روایت حدیث کی سند اجازت پائی۔ علاوہ ازیں مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، جنہوں نے حج ٹیکس بارے شیخ تیجانی کے مرسلہ سوال کے جواب میں عربی کتاب "طرد الشیطان، عمدۃ البیان" جس کا دوسرا نام "القنابل الذریۃ علی اوثان النجدیۃ" ہے، تالیف کی۔ طریق الحق کے صفحات پر قادیانیت کے تعاقب میں دیگر اہل قلم کی تحریریں ملتی ہیں نیز شیخ تیجانی نے خود مستقل کتاب لکھی جو قاہرہ سے شائع ہوئی۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے فرزند شیخ احمد بن محمد حافظ تیجانی رحمۃ اللہ علیہ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔ مزید حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۲۲۹/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۴/ الثبت الوجیز، صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵ تا ۱۶، ۱۸، ۲۰، ۲۳/ الجواہر الغالیۃ، صفحہ ۵ تا ۶، ۱۳، ۲۷/ جہان مفتی اعظم، صفحہ ۷۶۶، ۱۱۱۲ تا ۱۱۱۳/ الدلیل المشیر، صفحہ ۶۹ تا ۷۲/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲ صفحہ ۳۹۶، ۴۰۹، ۴۳۷ تا ۴۴۱/ معجم البابطین، جلد ۱۶، صفحہ ۳۳ تا ۳۵، جلد ۱۷، صفحہ ۲۵ تا ۲۷

۹۹ شیخ سلامہ عزامی کے حالات: الاجابۃ الربانیۃ، صفحہ ۲۶ تا ۲۹/ تنویر القلوب، صفحہ ۷، ۴۴/ خلاصۃ کتاب المواہب السرمدیۃ، صفحہ ۴، ۱۱۰، ۱۶۵/ طریق الحق، شمارہ جون ۱۹۵۳ء، صفحہ ۲۲ تا ۲۶/ غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۹۰۲/ معجم البابطین، جلد ۸، صفحہ ۴۶۰ تا ۴۶۱/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۷۷۲

۱۰۰ شیخ سعد الدین غلایینی کے حالات ان کے بڑے فرزند ایمن سعد الدین غلایینی نے جنوری ۲۰۰۹ء میں قلم بند کیے جو "مقتطفات من سیرۃ العالم الشیخ سعد الدین ابراہیم الغلایینی" عنوان سے کمپوز شدہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہیں۔ نیز/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۳، صفحہ ۴۸۸/ غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۹۰۱ تا ۹۰۴

۱۰۱ ڈاکٹر شیخ محمد سعید رمضان بوطی کے حالات وخدمات پر مختلف اہل علم کے قلم بند کردہ مضامین ۲۰۰۲ء کو کتابی صورت میں "محمد سعید رمضان البوطی بحوث و مقالات مہداۃ الیہ" نام سے ۳۸۴ صفحات پر دمشق سے اشاعت پذیر ہوئے۔

۱۰۲ شیخ محمد علی بن عبدالغنی دقر رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی اور قبرستان باب صغیر میں قبر بنی۔ شافعی عالم، ماہر تعلیم، استاذ العلماء، صوفیہ کے سلسلہ تیجانیہ کے مرشد کبیر، جمعیۃ الغراء کے بانی وروح رواں تھے۔ فرانسیسی استعمار نے ۱۹۲۰ء کو شام پر تسلط جمالیا تو اس کے خلاف جہاد کی ترغیب وعمل میں نمایاں حصہ لیا۔ دمشق کے مشہور صحافی و وہابی ناصبی عالم محب الدین الخطیب (وفات ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) سے تصوف وغیرہ موضوعات پر معرکہ آرائی رہی۔ آپ کے فرزند شیخ عبدالغنی بن محمد علی بن عبدالغنی دقر رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء) بھی عالم نیز ادیب ومورخ، صحافی، متعدد کتب کے مصنف تھے۔ مزید حالات: تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۵۸۶ تا ۵۹۵/ تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۲/ طریق الحق، شمارہ ستمبر ۱۹۵۷ء، صفحہ ۱۹/ غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۶۶۹ تا ۶۷۲/ نموذج من الاعمال الخیریۃ، صفحہ ۴۴۵ تا ۴۴۶

۱۰۳ جمعیۃ الغراء دمشق کا تعارف: تاریخ علماء دمشق، جلد ۲، صفحہ ۵۸۸ تا ۵۹۱

۱۰۴ شیخ حسن حبنکہ کے حالات پر ان کے بیٹے شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ نے مستقل کتاب لکھی جو "الوالد الداعیۃ المربی الشیخ حسن حبنکۃ المیدانی، قصۃ عالم مجاہد حکیم شجاع" نام سے ۲۰۰۲ء کو ۴۰۶ صفحات پر شائع ہوئی۔ نیز/ اتمام الاعلام،

صفحہ ۷۷/ تاریخ علماء دمشق ،جلد ۳، صفحہ ۳۹۷ تا ۴۰۶/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۱۶۶ تا ۱۶۸/ ذیل الاعلام ،جلد ۱، صفحہ ۶۸ تا ۶۹/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۵/ غرر الشام ،جلد ۲، صفحہ ۲۴۷ تا ۲۶۷/ معجم المولفین، جلد ۳، صفحہ ۲۱۴

۱۰۵ شیخ حسین خطاب کے حالات: امداد الفتاح، صفحہ ۶۳۵/ تاریخ علماء دمشق، جلد ۳، صفحہ ۵۲۶ تا ۵۳۱/ تتمۃ الاعلام ،جلد ۱، صفحہ ۱۴۴/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۱۶۶ تا ۱۶۹/ معجم البابطین، جلد ۹، صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴

۱۰۶ شیخ خالد النخل کے حالات: علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۴۶۰ تا ۴۶۲

۱۰۷ شیخ صادق حبنکہ کے حالات پر ان کے شاگرد ڈاکٹر احمد محمد سعید سعدی نے کتاب ”العلامة الشیخ صادق حبنكة المیدانی، حیاته، علمه، شعره“ لکھی جو ۲۰۰۹ء کو ۲۶۴ صفحات پر چھپی، جس کے صفحہ ۲۱۵ تا آخر پر ان کا شعری مجموعہ بھی شامل ہے۔ نیز/ غرر الشام ،جلد ۲، صفحہ ۲۷ تا ۳۱/ معجم البابطین، جلد ۹، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۴

۱۰۸ شیخ عبدالرحمٰن حبنکہ کے حالات پر ان کی اہلیہ پروفیسر عائدہ راغب الجراح نے مستقل کتاب ”عبد الرحمٰن حبنكة المیدانی، العالم المفکر المفسر، زوجی کما عرفته“ لکھی، جو ۲۰۰۱ء کو ۱۶۰ صفحات پر چھپی۔ نیز/ ذیل الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۷/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۴۹۹ تا ۵۰۱/ معجم البابطین، جلد ۱۰، صفحہ ۶۱۵ تا ۶۱۷

۱۰۹ شیخ عبدالرؤوف ابوطوق کے حالات پر ڈاکٹر محمد حبش وغیرہ کے مضامین کتابی صورت میں ”کفاح منبر، تاملات فی حیاة الشیخ عبدالرؤوف ابوطوق“ نام سے ۱۹۹۸ء کے قریب دمشق سے ۱۲۰ صفحات پر شائع ہوئے۔ نیز/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۳۲۸ تا ۳۲۹/ غرر الشام ،جلد ۲، صفحہ ۷۱۶ تا ۷۱۷

۱۱۰ ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ خن کے حالات پر ان کے شاگرد ڈاکٹر شیخ محی الدین مستو کی کتاب ”مصطفیٰ سعید خن، العالم المربی و شیخ علم اصول الفقه فی بلاد الشام“ دمشق سے ۲۰۰۱ء کو ۱۲۶ صفحات پر شائع ہوئی۔ نیز/ غرر الشام ،جلد ۲، صفحہ ۳۴۲ تا ۳۶۷/ دیگر مآخذ

۱۱۱ شیخ نایف عباس کے حالات: اتمام الاعلام، صفحہ ۲۹۸ تا ۲۹۹/ تاریخ علماء دمشق ،جلد ۳، صفحہ ۵۲۴ تا ۵۲۵/ تتمۃ الاعلام ،جلد ۲، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۲، ۳۵۱/ ذیل الاعلام ،جلد ۲، صفحہ ۲۰۴/ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۱۶۳ تا ۱۶۴/ الولد الداعیة المربی، صفحہ ۵۹

۱۱۲ امام شامل نقشبندی کے حالات: الطریقة النقشبندیة الخالدیة، صفحہ ۱۵۳ تا ۱۶۵/ فیض الملک ،جلد ۱، صفحہ ۶۷۸ تا ۶۷۹

۱۱۳ شیخ شرف الدین داغستانی کے حالات: الطریقة النقشبندیة الخالدیة، صفحہ ۲۳۲ تا ۲۴۳

۱۱۴ شیخ عبد اللہ فائز داغستانی دمشقی کے حالات: تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۴/ الطریقة النقشبندیة الخالدیة، صفحہ ۲۴۸ تا ۳۱۸/ الطریقة النقشبندیة و اعلامها، حاشیہ صفحہ ۱۶۱

۱۱۵ ڈاکٹر شیخ عبدالستار بن خیر الدین السید رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) کو شام کے شہر طرطوس میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ خسرویہ حلب اور جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی اور فقہ کے موضوع پر ۱۹۶۶ء کو پاکستان سے پی ایچ ڈی کی۔ مفتی طرطوس، امام وخطیب، رابطہ عالم اسلامی کے رکن، اور ۱۹۷۰ء کو شام کے وزیر اوقاف ہوئے جس پر تقریباً دس برس تعینات رہے۔ فقہ وحدیث وغیرہ موضوعات پر تصنیفات میں الاجتهاد فی الشریعة الاسلامیة، قبسات من ضیاء الهجرة، الیهود کما

تحدث عنهم القرآن الكريم وغیرہ کتب ہیں۔ نیز ریڈیو دمشق پر سال ہا سال
دینی موضوعات پر تقاریر نشر ہوتی رہیں۔ علماء دمشق و اعیانها، صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۰

۱۱۶ شیخ سید ابراہیم الخلیفہ کے حالات: الاجازة العلمیة الشرعیة، صفحات ۲۰/
شخصیات رائدة من الاحساء، صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۸

۱۱۷ شیخ محمد الحامد حموی کی وفات پر ماہ نامہ "حضارة الاسلام" دمشق نے خاص شمارہ
بعنوان "عدد خاص بالفقید المجاهد الشیخ محمد الحامد" جولائی،
اگست ۱۹۶۹ء کو ۱۲۲ صفحات پر پیش کیا۔ علاوہ ازیں آپ کے اہم شاگرد شیخ عبد الحمید طہماز رحمۃ اللہ علیہ
حموی حنفی کی مستقل کتاب "الشیخ محمد الحامد رحمۃ اللہ علیہ" کا چوتھا ایڈیشن 1995ء کو
دمشق سے ۲۸۷ صفحات پر شائع ہوا اور اب آپ کے فرزند شیخ محمود بن محمد الحامد حفظہ اللہ
(پیدائش ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء) کی "ابی کما عرفته" قاہرہ سے ۲۰۰۹ء کو ۱۱۰ صفحات پر
پہلی بار شائع ہوئی۔ نیز/ سوئے حجاز، شمارہ جنوری ۱۹۹۹ء، صفحہ ۲۴ تا ۲۶/ معجم البابطین،
جلد ۱۶، صفحہ ۴۱ تا ۴۳

۱۱۸ حضارة الاسلام، شمارہ جولائی، اگست ۱۹۶۹ء، صفحہ ۸۰ تا ۹۵

۱۱۹ شیخ محمد الرشید کے حالات: الجزیرة، شمارہ یکم اپریل ۲۰۰۷ء/ محسن اہل سنت، صفحہ ۳۳۶/
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، صفحہ ۱۵۷/ معجم المؤرخین السعودیین، صفحہ ۸۳/
www.cb.rayaheen.net

۱۲۰ اجازة شیخ عبد الله غلایینی بنام مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری و حضرت پیر
انور حسین شاہ وغیرہ/ باقیات جہان امام ربانی، جلد ۱، صفحہ ۴۱۶/ تاریخ علماء دمشق،
جلد ۱، صفحہ ۲۹۱، جلد ۲، صفحہ ۳۴۷ تا ۳۹۷/ الجواهر الغالیة، صفحہ ۹/ السلسلة الذهبیة،
صفحہ ۴۰۷ تا ۴۱۲

۱۲۱ شیخ عبد الکریم رفاعی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) دمشق میں پیدا ہوئے،

وہیں وفات پائی اور شیخ ابراہیم غلایینی کے پہلو میں قبر بنی۔ شیخ محمد علی دقر کے خاص شاگرد
نیز شہر کے دیگر اکابر علماء سے تعلیم و تربیت پائی۔ عالم، مبلغ اسلام، مدرس، چند تصنیفات
میں سے اخلاقنا الاجتماعیة، المعرفة فی بیان عقیدة المسلم مطبوع ہیں۔
آپ کے والد گرامی شہر کے مشہور قادری مرشد تھے۔ اور بیٹے شیخ اسامہ بن عبد الکریم رفاعی
طبقہ علماء میں سے ہیں۔ تاریخ علماء دمشق، جلد ۳، صفحہ ۳۶۶ تا ۳۶۹

۱۲۲ شیخ عبد اللہ غلایینی کے حالات: اجازة شیخ عبد الله غلایینی بنام مولانا
محمد عبد الحکیم شرف قادری وغیرہ/ الاجازة العلمیة الشرعیة، صفحہ ۱۵/ الجواهر الغالیة،
صفحہ ۹/ الطریقة النقشبندیة الخالدیة، صفحہ ۲۶۸، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸/ غرر الشام،
جلد ۲، صفحہ ۸۹۹ تا ۹۰۰/ www.cb.rayaheen.net/ www.islamsyria.net/

۱۲۳ شیخ عبد اللطیف غلایینی (وفات ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء) لبنان کے شہر طرابلس میں
پیدا ہوئے، وہیں وفات پائی۔ مشہور وکیل، صاحب دیوان شاعر، عربی کے علاوہ
ترکی، فرانسیسی زبانوں پر عبور تھا۔ معجم البابطین، جلد ۱۱، صفحہ ۶۷۱ تا ۶۷۲

۱۲۴ شیخ مصطفیٰ غلایینی (وفات ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء) بیروت میں پیدا ہوئے، وہیں
وفات پائی۔ عالم، قاضی بیروت، صحافی، ادیب و شاعر، خطیب، لغوی، سیاسی رہنما،
جامعہ ازہر قاہرہ سے فارغ التحصیل، شاہ اردن سید عبد اللہ کے فرزندان کے اتالیق،
ماہ نامہ "النبراس" بیروت کے بانی، نظم و نثر میں گیارہ سے زائد تصانیف میں
لارڈ کرومر کی کتاب کے رد میں "الاسلام روح المدنیة" لکھی جو بیروت سے چھپی۔
دوسری مشہور تصنیف "لباب الخیار فی سیرة المختار" مطبوع ہے، جس کا اردو ترجمہ
"سیرت المختار" نام سے لاہور سے شائع ہوا۔ مزید حالات: الاعلام،
جلد ۷، صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۵/ الاعلام الشرقیة، جلد ۲، صفحہ ۵۳۱/ ضیائے حرم، شمارہ
دسمبر ۱۹۷۲ء، صفحہ ۹۲/ معجم البابطین، جلد ۲۰، صفحہ ۲۷۵ تا ۲۸۰/ معجم المؤلفین،

جلد ۳، صفحہ ۸۸۱/ معجم المطبوعات العربیة، جلد ۲، صفحہ ۱۴۱۹ تا ۱۴۲۰/ نظم الدرر، صفحہ ۱۳۶/ نموذج من الاعمال الخیریة، صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۷

۱۲۵ شیخ احمد ذیب غلایینی، خطہ فلسطین کے شہر حیفا کے باشندہ، دہشت گردی کی علامت ریاست اسرائیل سے نجات اور مظلوم فلسطینی باشندوں کی بقا و حقوق کے لیے جہادی عمل میں فعال رہے۔ اور حیفا کے قریب بنائی گئی یہودی بستی نہلال میں ۱۹۳۳ء کے معرکہ میں حصہ لیا، جس کی پاداش میں دس برس تک صہیونی ریاست کی قید میں رہے اور ۱۹۴۴ء کو رہائی ملی تو پھر سے میدان جہاد میں سرگرم ہوئے۔ نومبر ۱۹۸۱ کو تقریباً ستر برس کی عمر میں زندہ اور اردن کے دار الحکومت عمان میں مقیم تھے۔

ثورة الشهید عز الدین القسام، صفحہ ۳۷ تا ۴۰، ۵۷، ۶۲، ۶۷، ۱۰۰ تا ۱۰۶

فہرست مآخذ و مراجع

قرآن کریم، ناشر شیخ مکتوم بن راشد آل مکتوم حاکم دبئی و نائب صدر متحدہ عرب امارات

عربی کتب، غیر مطبوعہ

۱ اعلام العلم و الادب فی مدینة سید العجم و العرب، شیخ ابو عمر صالح عبد الکریم بشیر بن صالح بن مبارک، مخطوط بخط مصنف کا عکس

۲ ترجمة الشیخ محمد عطاء الله الکسم، شیخ خالد الاحمد، دمشق کے مدرسہ معهد الفتح الاسلامی میں اعلیٰ سند کے حصول کے لیے لکھا گیا مقالہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، زیر نگرانی شیخ عبد الرزاق حلبی حنفی، مخطوط کا عکس

۳ نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکة من القرن الثالث عشر، شیخ عبد اللہ بن محمد غازی ہندی مکی، مخطوط بخط مصنف کا عکس

۴ مقتطفات من سیرة العالم الشیخ سعد الدین ابراهیم الغلایینی، ایمن بن سعد الدین غلایینی، بن تکمیل ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کمپوز شدہ کا عکس

عربی کتب ، مطبوعہ

۵ ابی کما عرفتہ، شیخ محمود بن محمد الحامد حموی، طبع اوّل ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء، دار السلام قاہرہ

۶ اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، دار البصائر دمشق

۷ اتمام الاعلام، ذیل لکتاب الاعلام لخیر الدین الزرکلی، شیخ محمد ریاض مالح و ڈاکٹر نزار اباظہ، طبع اوّل ۱۹۹۹ء، دار صادر بیروت

۸ الاجابۃ الربانیۃ لشرح و منافع الورد النقشبندی، شیخ محمد امین بن فتح اللہ زادہ کردی اربلی، اضافات از شیخ نجم الدین بن محمد امین کردی، سنہ اشاعت درج نہیں، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء کے بعد چھپی، مطبع السعادت قاہرہ

۹ الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ و المدینۃ، مولانا احمد رضا خان بریلوی، سنہ اشاعت درج نہیں، منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

۱۰ الاجازۃ السامیۃ للاسانید العالیۃ، شاہ ابو الحسن زید فاروقی، سنہ اشاعت درج نہیں، زاویہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ دہلی

۱۱ الاجازۃ العلمیۃ الشرعیۃ بما یرویہ السید ابراہیم بن السید عبد اللہ آل خلیفۃ الحسنی الادریسی الشافعی الاحسائی، عن اشیاخہ لاعالی الاسانید السنیۃ، مطبع وناشر کا نام وسنہ اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء میں طبع ہوئی۔

۱۲ العارف باللہ رجل الصلاح و الاصلاح الشیخ احمد الصاوی شیخ مشایخ الطرق الصوفیۃ، شیخ فتحی محمود شہدی، طبع اوّل ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء، مطبع مؤسسۃ تربیۃ البنین شین الکوم مصر

۱۳ احوال بعض المشایخ المجددیۃ فی العالم العربی، مولانا محمد بدر الاسلام صدیقی، طبع اوّل ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۷ء، مفتی محمد علیم الدین نقشبندی و ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد دہلوی کی مشترکہ تالیف "الامام الربانی مجدد الالف الثانی الشیخ احمد سرہندی" کے آخر میں مطبوع ہے، خانقاہ سلطانیہ جہلم

۱۴ اظہار الحق المبین بتائید اجماع الائمۃ الاربعۃ علیٰ تحریم مس و حمل القرآن لغیر المتطہرین، شیخ محمد علی مالکی، تحقیق شیخ بسام بن سلیمان بن علی یوسف، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، مطابع حمیضی ریاض

۱۵ اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للهجرۃ، شیخ محمد علی مغربی، جلد ۱، طبع دوم ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، مطبع دار العلم جدہ، جلد ۲، طبع دوم ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ، جلد ۳، طبع اوّل ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، مطبع مدنی قاہرہ، جلد ۴، طبع اوّل ۱۴۱۴ھ، مطابع دار البلاد جدہ

۱۶ اعلام المکیین من القرن التاسع الی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن معلمی، طبع اوّل ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، الفرقان اسلامک ہریٹیج فاؤنڈیشن لندن وجدہ

۱۷ اعلام من آل السفرجلانی، منذ القرن الحادی عشر و حتی القرن الخامس عشر الهجری، محمد صلاح الدین بن عبد الرحمٰن سفرجلانی، طبع ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، مطبع وناشر کا نام درج نہیں

۱۸ اعلام من ارض النبوۃ، شیخ انس یعقوب کتبی، طبع اوّل، جلد اوّل ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، جلد دوم ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ

۱۹ الاعلام الشرقیۃ فی المائۃ الرابعۃ عشر الهجریۃ، شیخ محمد زکی بن محمد مجاہد، طبع دوم ۱۹۹۴ء، دار الغرب الاسلامی بیروت

۲۰ الاعلام، قاموس تراجم لاشهر الرجال و النساء من العرب و

المستعربین و المستشرقین، خیر الدین بن محمود زرکلی، طبع سترہ ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء، دار العلم للملایین بیروت

۲۱ القضاء الربانی بوفاة المرحوم الشیخ ابوالخیر المیدانی، شیخ محمود رنکوسی، طبع ۱۳۹۷ھ/ ۱۹۷۷ء، بیروت

۲۲ الامام محمد زاهد الکوثری و اسهاماته فی علم الروایة و الاسناد، شیخ محمد بن عبداللہ الرشید، طبع اوّل ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء، دار الفتح للدراسات و النشر، عمان اردن

۲۳ الامام الربانی العلامة الشیخ ابوالخیر المیدانی، رئیس رابطة العلماء و شیخ الطریقة النقشبندیة، شیخ محمد مطیع الحافظ، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، دمشق

۲۴ امداد الفتاح باسانید و مرویات الشیخ عبد الفتاح، شیخ محمد بن عبداللہ رشید، طبع اوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، مکتبہ امام شافعی ریاض

۲۵ انارة الدجی فی مغازی خیر الوری ﷺ، شیخ حسن بن محمد مشاط، تحقیق ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان، طبع چہارم ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء، دار الغرب الاسلامی بیروت

۲۶ الانفاس النورانیة فی الرحلة الحجازیة لسنة ۱۳۵۰ هجریة، شیخ محمد طیب بن محمد مهدی بن محمد کتانی، تحقیق شیخ عبداللہ کامل بن محمد طیب کتانی، طبع اوّل ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، مطبع النجاح الجدیدة الدار البیضاء، مراکش

۲۷ الانوار القدسیة فی مقدمة الطریقة السنوسیة، شیخ سید احمد بن محمد شریف سنوسی، سنہ اشاعت نیز مطبع وناشر کا نام درج نہیں، چند برس قبل عرب دنیا سے شائع ہوئی۔

۲۸ اهل الحجاز بعبقهم التاریخی، شیخ عبدالحئی قزاز، طبع اوّل ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، مطابع المدینة جدہ

۲۹ تاریخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ محمد مطیع الحافظ و

ڈاکٹر نزار اباظہ، طبع اوّل، جلد اوّل و دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، جلد سوم ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء، دار الفکر دمشق

۳۰ تاریخ مکة، شیخ احمد سباعی، طبع چہارم ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، نادی مکة الثقافی مکہ مکرمہ

۳۱ تتمة الاعلام للزرکلی، شیخ محمد خیر رمضان یوسف، طبع اوّل ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، دار ابن حزم بیروت

۳۲ ترجمة و الدی الشیخ محمد ابراهیم الفضلی الختنی المدنی، شیخ محمد یحیی افضلی، طبع ۱۴۲۰ھ، مطبع وناشر کا نام مذکور نہیں۔

۳۳ تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازة و السماع، شیخ محمود سعید ممدوح، طبع اوّل غالباً ۱۴۰۴ھ، دار الشباب للطباعة قاهرہ

۳۴ تنویر القلوب فی معاملة علام الغیوب، شیخ محمد امین بن فتح اللہ کردی، تحقیق وحواشی شیخ نجم الدین بن محمد امین کردی، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، دار البشائر دمشق

۳۵ تهذیب حاشیة البیجوری علی الجوهرة فی التوحید، شیخ نایف بن حامد عباس، طبع اوّل ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، دار ابن کثیر دمشق

۳۶ التیسیر فی الفقه الحنفی، من شرح تنویر الابصار و رد المحتار علی الدر المختار حاشیة ابن عابدین مع الادلة، العبادات، شیخ اسعد بن محمد سعید صاغرجی، طبع اوّل ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء، دار الکلم الطیب دمشق

۳۷ الثبت الوجیز فی بعض الاسانید، مولانا علی احمد سندھیلوی، طبع اوّل ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، مرکز تدریب الافتاء و البحوث لاہور

۳۸ ثورة الشهید عز الدین القسام و اثرها فی الکفاح الفلسطینی، عونی جدوع عبیدی، سنہ اشاعت درج نہیں، سنہ تکمیل تصنیف ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء، مکتبة المنار زرقانی اردن

۳۹ جالیة الاکدار و السیف البتار فی الصلاة علی المختار ﷺ، مولانا خالد بن

احمد کردی، تحقیق شیخ محمد ابوالخیر میدانی، طبع سوم ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء، دمشق

۴۰ الجواهر الثمینة فی بیان ادلة عالم المدینة، شیخ حسن بن محمد مشاط، تحقیق ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابوسلیمان، طبع دوم ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء، دارالغرب الاسلامی بیروت

۴۱ الجواهر الحسان فی تراجم الفضلاء و الاعیان من اساتذة وخلّان، شیخ زکریا بن عبداللہ بیلا، تحقیق ڈاکٹر شیخ عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان و شیخ محمد ابراہیم احمد علی، طبع اوّل ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، الفرقان اسلامک ہریٹیج فاؤنڈیشن لندن

۴۲ الجواهر الغالیة من الاسانید العالیة، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، طبع دوم ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، مؤسسة الشرف لاہور

۴۳ الحركة السنوسیة فی لیبیا، ڈاکٹر علی محمد محمد صلابی، طبع اوّل ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء، دارالبیارق عمان اردن

۴۴ حزب جلب الارزاق و دفع المشاق، شیخ عواض بن اسحاق طهلوشی قلیوبی، مع تقریرات شیخ سلامہ عزامی، طبع اوّل ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء، مطبع حسینیہ قاہرہ

۴۵ حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، شیخ عبدالرزاق بن حسن بیطار، تحقیق شیخ محمد بہجت بن محمد بہاء الدین بیطار، طبع اوّل ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء، مجمع اللغة العربیة دمشق

۴۶ خلاصة کتاب المواهب السرمدیة فی مناقب السادة النقشبندیة، شیخ محمد امین بن فتح اللہ کردی کی تصنیف کی تلخیص از شیخ محمد نجم الدین بن محمد امین کردی، طبع ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء، مطبع السعادة قاہرہ

۴۷ الدرة الغریدة فی بیان مبنی الطریقة السنوسیة المحمدیة، شیخ سید احمد بن محمد شریف سنوسی، سنہ طباعت درج نہیں، اتنا واضح ہے کہ مصنف کی زندگی میں یعنی ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء سے قبل چھپی، مطبع حجازیہ، بمبئی

۴۸ الدرر البهیة فی شرح المنظومة البیقونیة فی مصطلح الحدیث، شیخ محمد بدرالدین بن یوسف حسنی، تحقیق شیخ احمد بن سلیم حمامی، طبع اوّل ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۸ء، دار سعد الدین دمشق

۴۹ الدرر اللؤلؤیة فی النعوت البدریة، شیخ محمود بن قاسم رنکوسی، طبع اوّل ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء، مطبع وناشر کا نام درج نہیں۔

۵۰ دروس من ماضی التعلیم و حاضره بالمسجد الحرام، شیخ عمر عبدالجبار، طبع اوّل ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء، دار ممفیس قاہرہ

۵۱ الدلیل المشیر الی فلك اسانید الاتصال بالحبیب البشیر ﷺ ذوی الفضل الشهیر و صحبه ذوی القدر الکبیر، شیخ سید ابوبکر بن احمد حبشی، طبع اوّل ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، مکتبہ مکیہ مکہ مکرمہ

۵۲ ذیل الاعلام، قاموس تراجم لاشهر الرجال و النساء من العرب و المستعربین و المستشرقین، شیخ احمد علاونہ، طبع اوّل، جلد اوّل ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء، جلد دوم ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء، جلد سوم ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، دارالمنارة جدہ

۵۳ الرحلة السامیة الی الاسکندریة و مصر و الحجاز و البلاد الشامیة، شیخ سید محمد بن جعفر کتانی، تحقیق ڈاکٹر سید محمد حمزہ بن علی کتانی، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، دار ابن حزم بیروت

۵۴ رد المحتار علی الدر المختار، حاشیہ ابن عابدین، شیخ سید محمد امین بن عمر ابن عابدین، ڈاکٹر شیخ سید حسام الدین بن محمد صالح فرفور کی نگرانی میں محققین کی جماعت تحقیق انجام دے رہی ہے اور اب تک سولہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں۔ جلد سولہ، طبع اوّل ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، دار الثقافة و التراث دمشق

۵۵ الروض الزاهر فی مناقب الشیخ عبد القادر، شیخ برہان الدین ابراہیم بن

علی بن احمد دیری حلبی، تحقیق شیخ محمد ابراہیم الحسین، طبع اوّل ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، دار اقراء دمشق و بیروت

۵۶ زوجات النبی ﷺ، شیخ اسعد بن محمد سعید صاغرجی، سنہ اشاعت مذکور نہیں، دار القبلة للثقافة الاسلامية جده

۵۷ سكان مكة بعد انتشار الاسلام، عوائل مكة عبر العصور، شیخ عبد الله بن محمد غازی، تحقیق پروفیسر ڈاکٹر محمد حبیب ہیلہ، طبع اوّل ۲۰۰۶ء، دار القاهرة قاہرہ

۵۸ السلسلة الذهبية فى مناقب السادة النقشبندية، شیخ محمد عید عبد اللہ یعقوب حسینی، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۴ء، مکتبہ فارابی دمشق

۵۹ سلك الدرر فى اعيان القرن الثانى عشر، شیخ سید محمد خلیل بن علی مرادی، تحقیق اکرم حسن علبی، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، دار الكتب العلمية بيروت

۶۰ سل النصال للنضال بالاشياخ و اهل الكمال، شیخ عبد السلام بن عبد القادر بن محمد سودہ، طبع اوّل ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء، دار الغرب الاسلامی بیروت

۶۱ سير و تراجم بعض علمائنا فى القرن الرابع عشر للهجرة، شیخ عمر عبد الجبار، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، مکتبہ تہامہ جدہ

۶۲ شخصيات رائدة من الاحساء، شیخ معاذ بن عبد اللہ المبارک، طبع ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، الدار الوطنية للنشر الخبر

۶۳ الشذ الفواح فى اخبار سيدى الشيخ عبد الفتاح، شیخ محمود سعید ممدوح، طبع اوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، دار امام ترمذی، شہر کا نام درج نہیں۔

۶۴ العلامة الشيخ صادق حبنكة الميدانى، حياته، علمه، شعره، ڈاکٹر احمد محمد سعید سعدی، طبع اوّل ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء، دار الرواد للنشر دمشق

۶۵ الطرق الصوفية فى سورية، تصورات و مفهومات، قراءات فى واقع الحال،

پروفیسر ڈاکٹر عبود عبد اللہ عسکری، طبع اوّل ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، دار النمير دمشق

۶۶ الطريقة النقشبندية الخالدية الداغستانية، سلوكا و تاريخا، شیخ محمد علی بن حسین علی ربانی، طبع اوّل ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، الاصيل للطباعة حلب

۶۷ الطريقة النقشبندية و اعلامها، ڈاکٹر محمد احمد درنیقہ، سنہ اشاعت درج نہیں، جب کہ مقدمہ کتاب ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں لکھا گیا، جروس پریس طرابلس لبنان

۶۸ طيبة و ذكريات الاحبة، احمد امین صالح مرشد، جلد اوّل، طبع دوم ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، مطابع دار البلاد، جدہ

۶۹ عالم الامة و زاهد العصر العلامة المحدث الاكبر بدر الدين الحسنى، شیخ محمد ریاض بن محمد خلیل مالح، طبع اوّل ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء، مکتبہ فارابی دمشق

۷۰ عبد الرحمٰن حبنكة الميدانى، العالم المفكر المفسر، زوجى كما عرفته، پروفیسر عائدہ راغب الجراح، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، دار القلم دمشق

۷۱ الشيخ عبد الفتاح ابو غدة كما عرفته، ڈاکٹر محمد علی ہاشمی، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، دار البشائر الاسلامية بيروت

۷۲ عرف البشام فيمن ولى فتوى دمشق الشام، شیخ محمد خلیل بن علی مرادی، تحقیق و ضمیمہ شیخ محمد مطیع الحافظ و شیخ ریاض عبد الحمید مراد، طبع دوم ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، دار ابن کثیر دمشق و بیروت

۷۳ علماء دمشق و اعيانها فى القرن الخامس عشر الهجرى ۱۴۰۱ھ---۱۴۲۵ھ، ڈاکٹر نزار اباظہ، طبع اوّل ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء، دار الفکر دمشق

۷۴ علماء من حلب فى القرن الرابع عشر، شیخ محمد عدنان بن عمر کاتبی، طبع اوّل ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۸ء، مصنف نے حلب سے شائع کی۔

۷۵ غاية البيان فى ترجمة الشيخ ارسلان الدمشقى، شیخ شمس الدین محمد بن

طولون صالحی، تصحیح شیخ ہانی مبارک و شیخ محمد عامر قبانی، طبع اوّل ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء، احمد ایبش دمشق

۷۶ غرر الشام، فی تراجم آل الخطیب الحسنیة و معاصریهم، شیخ عبدالعزیز بن محمد سہیل الخطیب حسنی، طبع اوّل ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، دارحسان دمشق

۷۷ فتح باب العنایة بشرح کتاب النقایة، ملاعلی قاری ہروی، تحقیق شیخ عبدالفتاح بن محمد بن بشیر ابوغدہ، جلداوّل، طبع دوم ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، دار البشائر الاسلامیة بیروت

۷۸ فرقان القرآن بین صفات الخالق و صفات الاکوان، شیخ سلامہ عزامی قضاعی، سنہ اشاعت درج نہیں، البتہ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء کے بعد چھپی، مطبع السعادة قاہرہ

۷۹ الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید، شیخ عبدالحمید محمود طہماز، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء، دارالقلم دمشق

۸۰ الفقه الحنفی و ادلته، شیخ اسعد بن محمد سعید صاغرجی، طبع اوّل، جلداوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، جلددوم وسوم ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، مکتبہ غزالی دمشق

81 فهرس الفهارس و الاثبات و معجم المعاجم و المشیخات و المسلسلات، شیخ سید محمد عبدالحئی بن عبدالکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، طبع دوم ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء، دارالغرب الاسلامی بیروت

۸۲ فهرس مخطوطات الحدیث الشریف و علومه، فی مکتبة الملک عبد العزیز بالمدینة المنورة، شیخ عمار بن سعید تمالت، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء، مکتبہ شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ

۸۳ فیض الملک الوهاب المتعالی بانباء اوائل القرن الثالث عشر و التوالی، مولانا عبدالستار بن عبدالوہاب صدیقی دہلوی مکی، تحقیق پروفیسر ڈاکٹر عبدالملک بن عبداللہ بن دهیش، طبع اوّل ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، مکتبہ اسدی مکہ مکرمہ

۸۴ فیض الوهاب فی موافقات سیدنا عمر بن الخطاب، شیخ محمد بدرالدین بن یوسف حسنی، تحقیق شیخ عبداللہ بدران و شیخ عبدالرحیم برمو، طبع اوّل ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء، دار المکتبی، دمشق

۸۵ القول الموجز المبین فیما اختصره رسول الله ﷺ من امور الدین، شیخ ابراہیم بن محمد خیر غلایینی، سنہ اشاعت و ناشر کا نام درج نہیں، سنہ تالیف ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۴ء، دمشق

۸۶ کفاح منبر، تأملات فی حیاة الشیخ عبد الرؤوف ابوطوق، ڈاکٹر محمد حبش وغیرہ کے مضامین کا مجموعہ، سنہ اشاعت نیز مطبع و ناشر کا نام درج نہیں، غالباً ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۸ء کو دمشق سے چھپی۔

۸۷ کلمات و احادیث الجمعة، شیخ محمد بن محمود الحامد، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء، دارالفکر دمشق

۸۸ کلمة الرائد، شیخ سید محمد زکی ابراہیم، طبع اوّل، جلداوّل ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، جلددوم وسوم ۱۴۲۶ھ، مؤسسة احیاء التراث الصوفی قاہرہ

۸۹ المحدث الاکبر الشیخ محمد بدر الدین الحسنی، شیخ یسری درکزنلی، سنہ اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، مطبع خالد بن ولید دمشق

۹۰ المحدث الاکبر کما عرفته، شیخ محمد صالح بن عبداللہ فرفور، طبع اوّل ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، مکتبة دار الفرفور دمشق

91 المحدث الاکبر محمد بدر الدین الحسنی، شیخ علی رضا حسینی، طبع ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، الدار الحسینیة للکتاب، شہر کا نام درج نہیں

۹۲ محدث الحرمین العلامة الثبت المسند الامام عمر بن حمدان بن عمر المحرسی المکی المدنی، و یلیه ثبته اتحاف ذوی العرفان ببعض

اسانید عمر حمدان، ڈاکٹر رضا بن محمد صفی الدین سنوسی، طبع اوّل ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، مکتبہ ملکیہ مکہ مکرمہ

۹۳ محدث الشام العلامة السيد بدر الدين الحسنی، باقلام تلامذته و عارفيه، شیخ محمد بن عبداللہ رشید، طبع اوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، دار الحنان دمشق

۹۴ المدخل الى مذهب الامام ابی حنيفة النعمان رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر احمد سعید حوی، طبع اوّل ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، دار الاندلس الخضراء جده

۹۵ المدهش المطرب، شیخ عبدالحفیظ بن محمد طاہر فاسی، تحقیق شیخ عبدالمجید خیالی، طبع اوّل ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، دار الکتب العلمیة بیروت، کتاب کے مزید دو نام یہ ہیں، ریاض الجنة، معجم الشیوخ

۹۶ المدينة المنورة فی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ احمد سعید سلم، طبع اوّل ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۲ء، دار المنار قاہرہ

۹۷ مراقد اهل البيت بالقاهره، و بحث احاديث شد الرحال و الثقلين و المهدی فی الميزان العلمی الصحيح، مع تحقيق ان راس الحسين و رفات السيد بمصر، شیخ محمد زکی ابراہیم، طبع چہارم ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء، العشيرة المحمدية قاہرہ

۹۸ المسلك الجلی فی اسانيد فضيلة الشيخ محمد علی، شیخ محمد یاسین فادانی، سن اشاعت درج نہیں، طبع قدیم، دار الطباعة المصرية الحديثية قاہرہ

۹۹ المسلك الجلی فی اسانيد محمد علی، شیخ محمد یاسین فادانی، طبع ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، شركة دار البشائر الاسلامية بیروت، ضمن مجموعہ

۱۰۰ مشيدات دمشق ذوات الاضرحة و عناصر الجمالية، ڈاکٹر قتیبہ شہابی، طبع اوّل ۱۹۹۵ء، وزارت ثقافت دمشق

۱۰۱ المصاعد الراوية الى الاسانيد و الكتب و المتون المرضية و سير و تراجم، شیخ عبدالفتاح حسین راوہ، طبع اوّل ۱۴۰۴ھ، دار ممفیس قاہرہ

۱۰۲ معجم البابطين لشعراء العربية فی القرنين التاسع عشر و العشرين، چار سو سے زائد اہل قلم نے تالیف کی، طبع اوّل ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، مؤسسة جائزة عبد العزيز سعود البابطين للابداع الشعری، کویت

۱۰۳ معجم المطبوعات العربية و المعربة، یوسف بن الیان سرکیس، سن اشاعت درج نہیں، طبع قدیم کا عکس، دار صادر بیروت

۱۰۴ معجم المؤرخين السعوديين، عبدالکریم بن حمد بن ابراہیم حقیل، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، مصنف نے ریاض سے شائع کی

۱۰۵ معجم المؤلفين، تراجم مصنفی الكتب العربية، شیخ عمر رضا کحالہ، طبع اوّل ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، مؤسسة الرسالة بیروت

۱۰۶ من اعلام القرن الرابع عشر و الخامس عشر، شیخ ابراہیم بن عبداللہ حازمی، طبع اوّل، جلد اوّل ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، دار الشریف ریاض

۱۰۷ من رجال الشورى فی المملكة العربية السعودية، منذ العام ۱۳۴۶ھ حتی ۱۴۱۳ھ، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن علی زہرانی، طبع دوم ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، مطابع ہلا ریاض

۱۰۸ موسوعة اعلام المغرب، پروفیسر محمد حجی، طبع اوّل ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، دار الغرب الاسلامی بیروت

۱۰۹ الموسوعة الموجزة، حسان بدر الدین کاتب، جلد اوّل، حصہ دوم، طبع اوّل ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱ء، جلد پنجم، طبع اوّل ۱۹۸۰ء، مطابع ادیب دمشق

۱۱۰ نظم الدرر فی رجال القرن الرابع عشر، شیخ یونس بن ابراہیم سامرائی، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۶ء، الدار العربية للموسوعات بیروت

۱۱۱ نموذج من الاعمال الخيرية فی ادارة الطباعة المنيرية سنة ۱۳۴۹ھ، شیخ محمد منیر عبدہ، طبع دوم ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء، مکتبہ امام شافعی ریاض

۱۱۲ النهضة الاسلامية فی سير اعلامها المعاصرين، ڈاکٹر محمد رجب بیومی، طبع اوّل ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، دارالقلم دمشق

۱۱۳ الوالد الداعية المربی الشيخ حسن حبنكة الميدانی ، قصة عالم مجاهد حكيم شجاع، شیخ عبدالرحمٰن بن حسن حبنکہ، طبع اوّل ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء، دار البشير جده

۱۱۴ وسام الكرم فی تراجم ائمة و خطباء الحرم ، یوسف بن محمد بن داخل صحی، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، شركة دار البشائر الاسلامية بيروت

۱۱۵ اليواقيت المهرية، مولانا غلام مہر علی گولڑوی، طبع اوّل ۱۹۶۴ء، مولانا فضل حق خیر آبادی کی "الثورة الهندية" کی شرح، جو متن کے ساتھ طبع ہوئی، مکتبہ مہریہ منڈی چشتیاں ضلع بہاول نگر

عربی اخبارات و رسائل

۱۱۶ روزنامہ "الجزيرة" ریاض، شمارہ یکم اپریل ۲۰۰۷ء، فائز بن موسیٰ بدرانی حربی کا مضمون "باحث لا يحب الاضواء، محمد آل رشيد"

۱۱۷ ماہ نامہ "حضارة الاسلام" دمشق، شمارہ جنوری ۱۹۶۱ء، "فلسطین نمبر"، شمارہ فروری، مارچ ۱۹۶۹ء، محمد عزت دروازہ کا مضمون "حركة الشهيد القسام و اخوانه" نیز ادارہ کی جانب سے مضمون "الشيخ عز الدين القسام امام الشهداء و فخر المجاهدين" شمارہ جولائی اگست ۱۹۶۹ء، "عدد خاص بالفقيد المجاهد الشيخ محمد الحامد"

۱۱۸ ماہ نامہ "الحقائق" دمشق، شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ، مطابق دسمبر ۱۹۱۱ء، شیخ محمود بن رشید عطار کا مضمون "استحباب القيام عند ذكر ولادته عليه الصلوٰة والسلام"،

شمارہ صفر ۱۳۳۱ھ، مطابق جنوری ۱۹۱۳ء، معلوم رہے اس رسالہ پر عیسوی ماہ و سال کا اندارج نہیں کیا جاتا تھا۔

۱۱۹ ماہ نامہ "طريق الحق" قاہرہ، شمارہ شوال ۱۳۷۲ھ، مطابق جون ۱۹۵۳ء، شیخ سلامہ عزامی کا مضمون "جواز طلب الشفاعة من النبی ﷺ و من الولی و صالحی المؤمنين، ازالة بعض شبهات التلبيس الوهابی"، شمارہ صفر، ربیع الاوّل ۱۳۷۷ھ، مطابق ستمبر ۱۹۵۷ء، ادارہ کی جانب سے محب الدین الخطیب دمشقی کے رد میں مضمون "رد الافتراء علی السادة التجانية" شمارہ جمادی الآخر ۱۳۷۹ھ، مطابق دسمبر ۱۹۵۹ء، مضمون "الرائد الاوّل للجهاد فی فلسطين الشيخ عز الدين القسام خليفة الطريقة التجانية بحيفا فلسطين و تلاميذه" اس رسالہ پر بھی عیسوی ماہ و سال کا اندراج نہیں۔

۱۲۰ ماہ نامہ "المنهل" جدہ، شمارہ مارچ، اپریل ۱۹۷۴ء، شیخ احمد معتینو کا مضمون "الشيخ محمد المكی الكتانی فی ذمة الله"، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء

۱۲۱ ماہ نامہ "الهلال" قاہرہ، شمارہ نمبر ۹، سال ۱۹۳۳ء، کریم ثابت کا مضمون "السنوسی الكبير و هجومه علی مصر"

۱۲۲ سال نامہ "معارف رضا" کراچی، شمارہ ۲۰۰۸ء، علامہ محمد منور عتیق کا مضمون "جلائل البركات فی تحقيق جدد التسجيلات، مجموعة التقاريظ الشامية، التی لم تطبع من قبل"

عربی وثائق

۱۲۳ اجازة، شیخ عبداللہ بن ابراہیم غلایینی، بنام مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری و حضرت پیر انور حسین شاہ وغیرہ، تحریر ۹ محرم ۱۴۲۲ھ، ایک صفحہ پر مشتمل، مخطوط کا عکس

۱۲۴ اجازة عامة، شیخ محمد تیسیر بن توفیق مخزومی، کمپوز شدہ، ۱۸ صفحات

اردو کتب

۱۲۵ امام احمد رضا اور عالم اسلام، پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد، طبع ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء، ادارہ مسعودیہ کراچی

۱۲۶ انوار قطب مدینہ، علامہ خلیل احمد رانا، طبع اوّل ۱۴۰۸ھ، مرکزی مجلس رضا لاہور

۱۲۷ باقیات جہان امام ربانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی سرپرستی میں متعدد اہل علم نے مل کر تالیف و مرتب کی، طبع اوّل ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی

۱۲۸ تعارف علماء اہل سنت، مولانا محمد صدیق ہزاروی، طبع اوّل ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء، مکتبہ قادریہ لاہور

۱۲۹ تذکرہ حضرت محدث دکن، ڈاکٹر مولانا ابوالخیرات محمد عبدالستار خان نقشبندی، طبع اوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء، الممتاز پبلی کیشنز لاہور

۱۳۰ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، علامہ محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری، طبع اوّل ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

۱۳۱ تذکرہ علماء اہل سنت، مولانا محمود احمد کانپوری، طبع دوم ۱۹۹۲ء، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد

۱۳۲ جامع کرامات اولیاء، علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ از پروفیسر مولانا محمد ذاکر حسین شاہ چشتی، طبع ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۱۳۳ جہان مفتی اعظم، مجموعہ مضامین و مناقب، مرتبین علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی، علامہ عبدالمبین نعمانی مصباحی، مولانا مقبول احمد سالک مصباحی، طبع دوم ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، رضا اکیڈمی بمبئی

۱۳۴ ذکر ولادت خیر الانام ﷺ کے وقت کھڑے ہونا مستحب ہے، شیخ محمود بن رشید عطار کی ''استحباب القیام عن ذکر ولادته علیه الصلوٰة و السلام'' کا ترجمہ

از پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری، مع عربی متن، طبع ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، رضا اکیڈمی لاہور

۱۳۵ رطب و یابس، مجموعہ مقالات و مضامین، ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، طبع ۲۰۰۳ء، اسکالرز اکیڈمی کراچی

۱۳۶ سدا بہار خوشبوئیں، شیخ سید محمد صالح فرفور کی عربی تصنیف ''من رشحات الخلود'' کا ترجمہ از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، طبع ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، مکتبہ قادریہ لاہور

۱۳۷ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، شیخ عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی، طبع اوّل ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۶ء، حزب القادریہ لاہور

۱۳۸ علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام، مولانا محمد شہاب الدین رضوی، طبع اوّل ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء رضا اکیڈمی بمبئی

۱۳۹ محسن اہل سنت، احوال و آثار علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ محمد عبدالستار طاہر، طبع اوّل ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، رضا دارالاشاعت لاہور

۱۴۰ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حیات علمی اور ادبی خدمات، ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی، طبع اوّل ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء، ضیاء الاسلام پبلی کیشنز کراچی

۱۴۱ مقامات خیر، مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی، طبع دوم ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء، شاہ ابوالخیر اکاڈمی، دہلی

۱۴۲ نور نور چہرے، تذکرہ ابرار ملت، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، طبع اوّل ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، مکتبہ قادریہ لاہور

اردو اخبارات و رسائل

۱۴۳ روزنامہ ''اردو نیوز'' جدہ، شمارہ ۱۹/ اپریل ۱۹۹۹ء

۱۴۴ ہفت روزہ ''الفقیہ'' امرتسر، شمارہ ۲۸/ ستمبر ۱۹۲۸ء

۱۴۵ ماہ نامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی، شمارہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۰ء.

۱۴۶ ماہ نامہ ''سوئے حجاز'' لاہور، شمارہ جنوری ۱۹۹۹ء، شمارہ جون ۲۰۱۰ء

۱۴۷ ماہ نامہ ''ضیائے حرم'' لاہور، شمارہ دسمبر ۱۹۷۲ء، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۱ء، شمارہ اپریل ۲۰۰۳ء

۱۴۸ ماہ نامہ ''ضیائے قمر'' گوجرانوالہ، شمارہ اپریل ۱۹۹۱ء

۱۴۹ ماہ نامہ ''معارف رضا'' کراچی، شمارہ اگست، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۰ء، شمارہ مارچ، شمارہ اپریل، شمارہ مئی، شمارہ جون، شمارہ نومبر، شمارہ دسمبر ۲۰۰۲ء، شمارہ جنوری، شمارہ اگست ۲۰۰۳ء، شمارہ اگست ۲۰۰۴ء

۱۵۰ ماہ نامہ ''منہاج القرآن'' لاہور، شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء، شمارہ مئی ۲۰۰۶ء

۱۵۱ ماہ نامہ ''نور الحبیب'' بصیر پور، شمارہ مارچ ۱۹۹۴ء، شمارہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۴ء، شمارہ نومبر ۲۰۰۷ء

کمپیوٹر انٹرنیٹ ویب سائٹس

۱۵۲ www.alasheira.net

۱۵۳ www.al7ewar.net

۱۵۴ www.cb.rayaheen.net

۱۵۵ www.forsyria.org

۱۵۶ www.ghrib.net

۱۵۷ www.islamsyria.com



بہاءالدین زکریا لائبریری

کی شائع کردہ دیگر کتب

① اشاریہ ضیائے حرم

عابد حسین شاہ پیرزادہ، سال اشاعت ۱۹۹۷ء، صفحات ۳۳۲

② ضلع چکوال میں آباد ایک خاندان تاریخ کے آئینہ میں

عابد حسین شاہ پیرزادہ، سال اشاعت ۱۹۹۷ء، صفحات ۱۴

③ فضيلة الشيخ محمد علی مراد رحمۃ اللہ علیہ

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۱ء، صفحات ۲۹

④ علماء مکہ مکرمہ کے حالات پر عربی کتب ۱۳۰۰ھ-۱۴۲۲ھ

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۲ء، صفحات ۶۴

⑤ مکہ مکرمہ کے عجیمی علماء

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۳ء، صفحات ۱۴۴

⑥ تاریخ الدولة المكية

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۶ء، صفحات ۲۴۰

پتا

بہاء الدین زکریا لائبریری

چھونبی (CHHUNBI) تحصیل چوآسیدن شاہ، ضلع چکوال اسلامی جمہوریہ پاکستان، پوسٹ کوڈ ۴۸۳۲۱